ازروئے اللہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولی الصالحین

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ منتخبات احمدیہ موسومہ باسم تاریخی

گرانمایہ مثنویات تصوف

۱۳۱۹ھ

یعنی

لب لباب مثنوی مولانا روم و مثنوی شریف خواجہ باقی باللہ
مثنوی شریف معدن فیض و مثنوی شریف غریب نامہ

معہ

تذکرات مصنفین رح

مولفہ
پیشوائے عارفان مع لامعی مرشدی حضرت مولوی احمد حسینخان صاحب قادری نقشبندی چشتی مدظلہم العالی
مصنف عوامل احمدیہ و سنن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ و معارف احمدیہ

کمترین قاری خواجہ نصیر الدین و میر سردار علی خان و صوفی غلام محمد احمدی حیدر آبادی نے
مطبع شمسیہ حیدرآباد دکن میں طبع کرایا

فہرست مضامین مجموعۂ ہذا

قصیدہ در منقبت جنید وقت و بایزید دوران قطب زمان مولای و مرشدی حضرت والدی حاجی حافظ محمد عباس علیخان صاحب قبلہ قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

مصنفہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا نذیر احمد خان افغان رامپوری در ١٣٢٨ھ

تمنا ہی نہون محتاج اک عقدِ درمِ دنیا کا ‏ نکالو جو صلہ کچھ مین بھی اس قلبِ بیمار انکا
نصیبہ سرِ عرفانی عارفِ رازِ یہ سمجھا نی ‏ سراپا شانِ سبحانی نہین کچھ بھی شکل امکان کا
لطائف لطف سے تھے پر خفی اخفیٰ و سرِ روح ‏ چمکتا قلب مین اونکی ہمیشہ نور عرفان کا
وہ ذاکر تھے ہو معکر کی نحن اقرب کی بہی ‏ مکمل تھا طلال اوصاف کا ہمار پیر دا انکا
کمالاتِ رسالت دارالوہیت مین فنا کر تھے ‏ پڑہا تھا خوب تو اونہہ مرزا جانِ جانان کا
غرض تھے عارفِ کامل وہ تھے واصل بذاتِ حق ‏ یہی انجام ہونا چاہئے عارف کے عرفان کا
یہی ہم ہیہ سمجھے جب اونکے دستِ اقدس مین ‏ ہوا ہی ہیہ سلسلہ بوبکر کا شاہِ مردان کا
جلی جب بادِ صرصر ہوگیا برباد گلدستہ ‏ جدا بس ہوگیا اوس دم سے ہر پتہ گلستان کا

بیان ہو وصف کیونکر حضرتِ عباس علیشہ کا ‏ بظاہر شکلِ انسانی بباطن نور یزدان کا
خدا و مصطفیٰ کی حق نا فعل اللہ تعالی ‏ رسا توصیف کچھ اونکی نہین مقدور انسان کا
مراقب تھی وہ ہر دم بیخودی بیچون و بیچگون ‏ خدا کے ذکر سے معمور تھا دائرہ انکے دل کا
مراقب ظاہر و باطن [illegible] ‏ ولایت تھی اونہین حاصل ہو تھا فضل یزدان کا
حقیقت جانتے تھے معرفت پہچانتے تھے وہ ‏ سلوکِ لاتعین مرتبہ تہا اونکے عرفان کا
حیاتِ موت یکسان ہوتی ہر [illegible] ‏ لیے دریافت کرتا کون ہے گورِ غریبان کا
ماتم ہمنے دیکھا کسی رئیسِ مبارک کا ‏ رہا ہرگز نہ ارمان ہمکو کچھ بھی سلطان کا
ہمین یا کیف قلم کی کچھ خبر ہمکو نہین لگتی ‏ عجب عالم ہے دکھائے حال اس قلب پریشان کا

اگر زیاد کی ہمنے کبھی ایام مستی مین
بحمد اللہ کہ صاحبزادۂ عالی مراتب
طریقہ کو بزرگو نسے دعا کریہ نذیر احمد

تو اے مکرم عرش پہ پہنچیگا ہر پارہ گریبان کا
پڑا ہے پرتو انوار اُنکے رازِ پنہان کا

مشاغل ہین اگر مقبول ہوے نفس امارد
مگر ارمان ہے بخلین ہرادین ہون حسب حال

تو ہرگز غم نہو گا پھر کبھی شیرنیستان کا
کبھی اس سمت آ برسے اگر وہ ابر نیسان کا
طفیل اُنکے بھرے بلہ آلٰہی امید دامانکا

صحت نامہ سوانح عمری حضرت مولانا روم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦	٢٣	مشعشعہ	مشعشعہ	١٧	١١	ازو	زو	٢٤	٤	خلفہ	خلیفہ	٢٥	٧	مزن	بزن

صحت نامہ مجموعہ حصہ ١

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤	١٢	دہوی	دہلوی	٦	١٠	ومنقاد	منقاد	٧	٣	آوردم	آوردم	٧	١٩	کوز	کوزہ
٩	٥	نگردہ	نگردد	٩	١٠	در	ور	١٠	٥	خضرت	حضرت	١٠	١٦	دفن	دفن
١٣	١٣	وجرہ	وجود	١٤	١٧	شلکستہ	شکستہ	١٦	٦	بیباین	باین	٢٢	١٤	ست	ہست
٢٣	٩	گکل	گل	٣١	١١	شر	وسر	٣٥	٤	دربیابد	درنیابد	٣٥	١٦	لقمہای	لقمہای
٣١	٨	وگردونہا	وگردونہا	٣٣	١٧	حاضر	ظاہر	٤٦	٦	بریق	ابریق	٤٧	٤	عاشق	آتش
٤٧	٧	مضطرالاب	مضطرالاب	٤٩	١٢	شود	شود	٥٥	٨	بارشان	یارشان	٧٣	٢	ودو	دو و
٨٠	٤	البصر	البصر	٩٠	١٥	دوم	دام	٩٠	١٦	وراز	دراز	٩١	١	دہر	بدہ
١٠١	١٦	رہ	دو	١٢٧	١٣	بای	بابای	١٣٤	١٣	میسر نشد	میز نشد	١٤٥	١٦	ہیچو	ہیچون
١٤٦	١١	بدان	بدران	١٥٠	حاشیہ	بابء درجہ	بابء جد	١٥١	حاشیہ	بابء درجہ	بابء درجہ	١٧٠	٤	ومیت	او میتہ
١٦٥	حاشیہ	ب ٤	ب ٤٤	١٨٠	١١	دیدد	دیدو	٢٠٥	١٣	صدر	صد	٢٠٨	١٤	رانا	راند
٢١٠	١٤	سنگین	سنگین	٢١٨	١٢	بانفعتن	بانقمتن	٢٢١	حاشیہ ٩	گزد	سزد	٢٢٨	٢	نعایت	نعمات
٢٥٤	حاشیہ ٢١	پندشت	بندست	٢٦٩	٧	احسن	حسن	٢٧٢	١٤	جلال دفر	جلال دفتر	٢٧٧	٦	سزفرار	سرفراز
٢٨٠	١٧	مین	سے	٢٨٥	حاشیہ ٢٣	صائقہ	صاعقہ	٢٨٧	١٢	سہے	سبے	٢٩٦	١	لحد	لحد
٣٠٠	٦	ترجیہ	وجہ	٣٠٧	حاشیہ ٢٣	ورآمد	درآید	٣١٤	جدول	عذاب	عذابی	٣١٩	حاشیہ	لعوے	لعوے
٣٢١	حاشیہ	جبرئیل	جبرلیل	٣٤٤	٢٦	مخوار	مخور	٣٢٨	٦	ییبیچ	بپیچ	٣٣٠	حاشیہ ٢	گردو	گردد
٣٣٠	حاشیہ ١٢	کمان	گمان	٣٣١	١٥	بیاید	بیابد	٣٣٥	حاشیہ	اسخلا	انجلا	٣٣٧	١١	بہل	بسمل
٣٤٣	٢٨	ملامید	ملاامید	٣٤٤	حاشیہ ٨	سمع بصر	سمع وبصر	٣٥٨	٢٦	گوشیدہ	کوشیدہ	٣٥٩	حاشیہ ٢	حق ہتو	حق
٣٧٦	١	برجو	برنج جو	٣٨١	٣	کرم	کریم	٣٨٢	حاشیہ ٢٢	سپے	لیے	٣٨٩	٤	ہست	نیست
٣٨٩	٦	حفا	خفا	٣٩٠	١٧	رملک	ازملک	٣٩٠	حاشیہ	یہ کارے	سیر کار				

صحت نامہ تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف - یہہ امر ظاہر ہے کہ صوفیاء عارفین اولیاء کاملین کا فیضان صحبت ایک گرانمایہ دولت اور عزیز الوجود نعمت ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ۔ گو نشین اندر حضور اولیاء
یک زمانے صحبتے با اولیاء ۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہیں کی ذات بابرکات عالم کا مدار ہے انہی سے قلوب عاشقین کو احیا اور دیدہ مشتاقین کو انجلا نصیب ہوتی ہے ؎

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیاء ۔ مردہ را زایشان حیات است و نما
طالبان راز و حیات بے بہاست ۔ اولیا را در درون ہم نغمہاست
نشنود آن نغمہا را گوش حس ۔ کز ستمہا گوش حس باشد نجس
جانہائے مردہ اندر گور تن ۔ بر جہد ز آواز شان اندر کفن

فی زمانہ چونکہ طلب دنیا نجس ستمع اور حق و باطل ملتبس ہے اسلئے ایسے بزرگوں کا وجود یا جود عنقا اور اونکی شناخت مشکل ہوگئی ہے لہذا المغو آ ؎

فیض صحبت نیست جز فیض کلام ۔ مبدء فیاض کرد این رسم عام

اولیاء اللہ کی ملفوظات اور اونکی تصانیف کو جو حقیقت آیات بینات وکلمات طیبات ہین مولف عفی عنہ نے اونکی صحبت کا قائم مقام جانکر جا بجا زایاب مثنویات قدیمہ بہم کین اور حالات مصنفین بطور تذکرہ فراہم کرکے اس مجموعہ مین شریک کر دیئے ہین۔ واللہ ولی التوفیق۔ مولف عفی عنہ۔

حالات حضرت مولف مدظلہ العالی مرتبہ فدوی میر لیاقت علیخان حیدر آبادی منصبدار سرکار عالی

آپکی تاریخ ولادت ۲ شعبان سنہ ۱۲۸۹ھ شب دوشنبہ وقت تہجد اور مولد مقام امروہہ ضلع مرادآباد شمالی ہند ہے۔ وہین آپنے علوم ظاہری معقول و منقول حدیث و تفسیر فقہ و اصول۔ ادب و معانی حکمت و فلسفہ منطق و ریاضی فلاحت و خطاطی کی تحصیل فرمائی۔ اکثر کتب درسیہ آپکو ازبر و مستحضر ہین۔ دینیات اور ادب سے آپکو خاص دلچسپی ہے۔ عربی فارسی نظم و نثر مسجع و مقفی نہایت ہی فصیح و بلیغ فی البدیہہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ کئی کتابین مختلف علوم مین تصنیف فرمائی ہین۔ آپکے اخلاق سبحان اللہ اخلاق محمدی صلعم۔ خدا تعالیٰ نے انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر آپ مین بھر دی ہے اور اعلیٰ و ادنیٰ یکسان سب سے عاجزانہ آپ ملتے ہین ؎

فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال ۔ کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

آپنے علم باطنی متعدد شیوخ سے حاصل فرمایا اولاً بتاریخ ۲۵ رجب سنہ ۱۳۰۰ھ روز سہ شنبہ بعد ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد عباس علیخان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہی سے بیعت توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۱۳ شعبان سنہ ۱۳۱۶ھ کو شب جمعہ بعد مغرب بعد تکمیل سلوک تینون طریقون مین خلافتنامہ پائی اور اب آپکا فیضان جاری ہے۔ آپکی قلیل صحبت مین سلطان الذکر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آپکی نسبت عالی اور الطف ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش ۔ اہل دل میکند بیک نظرش

مختلف الاستعداد لوگونکو ایک وقت مین علیحدہ علیحدہ مقام کی توجہ آپ پہونچاتی ہین سلوک و جذب صحو و سکر اسکے اہل کو پہونچاتے ہے۔ اتباع شرع شریف پیروی سنت سنیہ اجتناب بدعات نامرضیہ آپکے شعار مین داخل ہے **قطعہ**

مرد درویش بے شریعت اگر ۔ بپر د بر ہوا مگس باشد
یا چو کشتی روان شود بر آب ۔ تو یقینش بدان کہ خس باشد

اسپر لطف یہ ہے کہ اورون پر آپ معترض نہین ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ۔ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپکی پاس بیٹھنے سے بلا سبب کے لوگونکی مرض دفع ہو جاتے ہین۔ نادر بات یہ ہے کہ سب سے پہلے آپکے مریدین کا لطیفہ اخفیٰ جاری ہوتا ہے اوسکے بعد دوسرے لطائف اور گاہی گاہی آپکی خدمت مین دیکھا گیا ہے کہ ذکر بلکہ نسبت لوگونکی گم ہو جاتی ہے جو خصائص محمدیہ صلعم سے سمجھا گیا باعث تمام اتباع سنت سنیہ ہے۔ اکثر آپ نام و نشان

معتبر ہستی ہین لباس میں بھی عوام سے کچھ امتیاز نہین ہی کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ انسان کی برائی کیلئے یہ کافی ہی کہ اوسکے دین یا دنیا کے اعزاز کی شہرت ہو اور لوگ اسپر انگلیان اوٹھائین۔ **بعدہ** آپ اجمیر شریف حاضر ہوے تو وہان بارشاد حضرت **خواجہ غریب نواز** رضی اللہ عنہ ایک چشتی بزرگ نے اور جب آپ سرہند شریف حاضر ہوے تو بحکم حضرت **امام ربانی** رضی اللہ عنہ ایک نقشبندی بزرگ نے خلافت دی اور انکے علاوہ ایک سالک **مجذوب** درویش نے بھی کچھ نعمت عطا کی۔ **بعدہ** آپ حیدرآباد تشریف لاے بہت لوگ آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہو کر مستفید ہوے۔ اسکے بعد بارشاد روحی **حضرت غوث پاک** رضی اللہ عنہ مرشدی حضرت **محمد معروف علیشاہ** صاحب قبلہ قادری ابوالعلائی نے آپکو طلب فرما کر خلافت سے سرفراز کیا اور آپکی پیشکردہ نذر کو واپس کر کے ارشاد فرمایا کہ کچھ دوئی باقی نہین رہی۔ اور جس شب مین وصال فرمایا آپکے نہایت اصرار کیا تھا خاص طور پر اپنے پاس رکھا اور دیکھو یہ سب پہلا حضرت کام مراد اور نو سہری آئندہ آپکی خدمت کیلئے ارشاد ہوا۔

رہبر توئی رفیق توئی رہنما توئی	نظم مؤلف در توصیف حضرت مولانا روم رح	روہم بہ پشت قبلۂ دلہائے ما توئی	
عارف کامل جناب مولوی	واقف سرّ و رموز معنوی	از سر الہام بنوشتہ کتاب	گوہر معنی نمودہ انتخاب
حرف حرفش نکتۂ اسرار ہوست	نقطہ نقطہ مید ہد پیغام دوست	مرہم زخم دل بریان ماست	کحل چشم دیدۂ گریان ماست
قرۃ العین ست و تسکین قلوب	شربت وصل است و تمکین قلوب	از کلامش آیدم بوئے کلیم	کان شدہ رہبر مرا سوئے کلیم
نیست غیر حق درون نغمہا	زوست اظہار و بطون نغمہا	کیست گویا غیر ذات کبریا	بشنو از گوش حقیقت رمزہا
منجلی و مختفی سرّ و نہان	مظہرست و شان و ذیشان بے نشان	گر ترا بینا شود چشم یقین	خود بہ بینی جلوہ اش از آن و این
در شود در عصر ترا بخت سعید	بگذری از جلوہ گردی ز اہل دید	در گذر از دید و گردان بے نشان	باز شو از اسم و صفت جلوہ کنان
اسمہا و صفہا و کل شئی	از وجود مطلقت گشتہ است حی	پادشاہ عارفان خیر الوری	دید آنچہ دید و گفت لا ولا
ہمچنین گفت ست واماد رسول	رب منزہ باشد از درک عقول	منتہائے فہم انسان تا ظلال	وان ہم از فضل و عطائے ذو الجلال
از خطا و سہو آدم ریب نیست	ربنا انا ظلمنا عیب نیست	عاجزی آمد اساس بندگی	بندگی آمد لباس زندگی
حضرت سجاد زین العابدین[1]	رہنمائے عارفین و ساجدین	کامل العرفان ست محو بندگی	قول مولانا نگر در مثنوی
پادشاہان جہان از بندگی	بو نبردند از شراب بندگی	ورنہ ادہم وار سرگردان و دنگ	ملک را برہم زدندے بے درنگ
بندگی آخر بعرفان رو کند	از فیوض نور اللہ الصمد	یا رب از الطاف خود را ہم نما	میر نم اہد صراط الاستوا
بہر ما و ہمہ مریدان طریق	زانکہ ماہستیم در عصیان غریق	تا کہ در حفظ حق باشیم ما	از خیال فاسد و باطل رہا
وز طریق بدعتین و ملحدین	وز عقائدہائے باطل اجمعین	ربنا از جود و فضلت رہنما	رہبر ما و راست اخوان صفا
تا شود راضی ز ما معبود ما	در کف آید گوہر مقصود ما	تا نماید در بطون و در ظہور	در دل و جان م روان لمعات نور
شعشعۂ انوار حق گردد عیان	در دل و در جان و در روح روان	صلّ یا رب الی یوم القیام	بر نبی و آل و اصحاب کرام
تابعین و تبع التابعین	جملہ صدیقین و شہدا صالحین	اولیا و اقطاب و اغواث زمان	جملہ تن ابدال و یک فرد جہان
بہر اینہا عفو کن رب کریم	جرمہائے ما کہ بسیار عظیم	کن عطا در باغ رضوانم مقام	تا باصل خویش یابم انضمام

[1] حضرت سجاد شمس العارفین مشہور بودند زین العابدین

[5] آپکے اور آپکے صاحبزادگان اور خلفا کے مفصل حالات مین عنقریب ایک مستقل رسالہ شائع کیا جائیگا۔

اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

مثنوی معنوی حضرت مولانا رومیؒ کا عمدہ اور نایاب انتخاب

موسومہ

لُبِّ لُباب

و

رسالہ انتخاب

مصنفہ

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد بخاری نقشبندی احراری

مع

تذکرات مولانا رومؒ و خواجہ صاحب مرحوم

مؤلفہ

علامۂ فاضل درویش کامل مولائی و مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی پہلوری ثم الحیدرآبادی

باہتمام ان میر سردار علی خان وغیرہ نے حسب فرمائش مولوی محمد مراد خان صاحب کتب فروش

بماہ دسمبر ۱۹۱۰ء

مطبع کریمی حیدرآباد دکن میں چھپوایا



خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد از تو میخواہم خدا را	خدایا از تو حب مصطفیٰ را

بندہ ناچیز امیدوار رحمت غفار فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ برادران اسلام کی خدمت مین عرض پرداز ہے کہ عام و خاص مین یہ امر ضرب المثل اور مشہور آفاق ہے کہ حضرت مولینا کی مثنوی شریف کے فیضان مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کاملین اور عرفاء واصلین سے ہو گئے اوسکا ہر شعر بلکہ ہر ایک لفظ منزل من السماء گویا ارشاد حضرت خیر الورا ہے **شعر**

مثنوی یا رمز قرآن سر بسر	یا رموز گفتۂ خیر البشر

اگرچہ مصنف علیہ الرحمہ کے حالات مشہور و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہین ع چہ حاجتست کہ خورشید را بیارایند

پس اس کتاب کے شروع مین تبرکاً آپکے مختصر حالات شریک کردے جاتے ہین - وباللہ التوفیق -

مولانا کا نام اور نسب آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین - نسب صدیقی - بموجب روایت سپہ سالار تلمیذ الرشید جناب مولانا آپکا شجرہ نسب یہ ہے محمد (جلال الدین) ابن محمد (بہاء الدین) ابن حسین بن احمد (الخطیبی) ابن قاسم بن مسیب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بموجب روایت مقالات مصنفہ یک سید مولانا بہاء الدین ولد فرزند جناب مولانا یہ ہے محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن محمد بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ - مگر پہلی روایت صحیح تر ہے -

---

۱ه سپہ سالار ۴۰ سال کامل سفر و حضر مین مولانا کے ہمراہ رکاب رہے ہین ۱۲

مولانا کا خاندان آپکے سب بزرگ علماٗ و فضلا و اولیاء کاملین سے گذرے ہین چنانچہ آپکے پردادا شیخ احمد الخطیب البلخی خلفاے نامی حضرت شیخ احمد الغزالی رحمتہ سے تھے اور آپکے دادا شیخ حسین بلخی درویش کامل ہونیکے علاوہ عالم متبحر بھی تھے ایک شب محمد خوارزم شاہ والی خراسان نے عالم رویا مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمد ہم نے تیری دختر کا شیخ حسین بلخی کے ساتھہ عقد کر دیا۔" صبح ہوتے ہی اوس نے آپکے ساتھہ اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی جس کے بطن سے مولانا کے والد شیخ بہاء الدین تولد ہوئے۔

مولانا کے والد ماجد آپکا نام محمد اور لقب بہاء الدین اور عرف سلطان العلماء ہے۔ تہوڑی ہی عمر مین آپ فارغ التحصیل عالم کامل اور جمیع علوم و فنون مین فاضل ہوکر مسند تعلیم و تدریس اور سجادۂ ہدایت و ارشاد پر متمکن اور فیضرسان خلائق تھے۔ آپنے علم باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اوسکے بعد شیخ وقت نجم الدین کبریٰ خوارزمی سے بعد بیعت خلافت پائی صدہا ہزارہا طالبان علوم ظاہری و باطنی مقامات دور و دراز سے آپ کی خدمت مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہوکر کامیاب ہوئے رہتے تھے۔ تاہم بعض حاسد ظاہر بین کتمانا آپکے کمالات کی تردید کرتے اور معترض رہتے تھے کہ بالاتفاق ایک ہی شب مین ۳۰۰ ہزار معززین بلخ نے آنحضرت صلعم کو عالم رویا مین دیکھا کہ ان جناب پر کمال شفقت فرمائی اور خطاب سلطان العلمائی سے سرفرازی بخشی۔ علی الصباح یہ سب صاحب آپکی خدمت فیضدرجت مین قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوئے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ "جب تک آنحضرت صلعم نے آپکو تنبیہ نہ کیا انکار سے باز نہ آئے" بالآخر سب نے توبہ کی اور آپکے مرید ہوئے۔ اِسکے بعد آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہوگیا ہر طرف سے جوق جوق طالبان خدا کی اور بھی آمد ہوئی ممالک عرب و عجم سے علما و فضلا آپکی خدمت مین فتوے بھیجنے لگے۔ ہزارہا آدمی آپکے دربار مین ہر وقت حاضر رہنے لگے۔ اِسقدر آپکی خدمت مین خلق اللہ کو ارادت بڑھی کہ آپکے حلقۂ درس و تدریس اور ذکر و مراقبہ اور مجالس وعظ و تذکیر کے مقابلہ مین دربار شاہی کی رونق گھٹ گئی۔ چونکہ اکثر آپ اپنے وعظون مین الحاد اور فلسفہ اور بددینی کے خلاف مین بیانات فرمایا کرتے تھے یعنے جو لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ چھوڑ کر فلسفہ کی برائی تقویمون کے پابند ہوگئے ہین اپنی نجات کی کیا امید رکھتے ہین" اوسی زمانہ مین امام فخر الدین رازی فلسفی بادشاہ وقت کا اوستاد اور مشیر خاص تھا۔ لہذا وہ آپسے حسد اور بغض رکھنے لگا لیکن بادشاہ آپکا بھی بڑا معتقد تھا گاہے گاہے آپکے سلام کے واسطے حاضر خدمت بھی ہوا کرتا تھا اسلئے اگرچہ وہ آپکی بدخواہی کیلئے قایم تو تھا مگر کوئی موقع ہاتھہ نہ آتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ معہ حکیم مذکور حاضر خدمت ہوا اوسوقت آپکے دربار مین ہزارہا بلکہ لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا بادشاہ یہ دیکھکر حیران و دنگ رہ گیا حکیم کو موقع ملگیا اور اُس نے بادشاہ سے اس کثرت رجوعات کے نتائج بیان کئے اور کہا کہ اگر اسکا فی الوقت کچھہ انسداد[۱] نکیا گیا تو امور سلطنت مین رخنہ عظیم پڑ جائیگا

۱ جیسا کہ بسبب کثرت رجوعات خلفاء عباسیہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو محبوس کر دیا تھا اور محبس ہی مین آپ شہید ہوے۔ اور جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بسبب رجوعات خاص و عام بخوف نزع سلطنت قید کر دیا تھا بعدہ آپکے کمالات کا معتقد ہو گیا

الحاصل بادشاہ پر اوس کے سمجھانے کا اثر ہو گیا ؎

دوستی جاہل شیرین سخن   کم شنو کان ہست چون سم کہن

بالآخر نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہ نے بمشورہ حکیم مذکور خزانہ شاہی کی کنجیان آپکی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اسکو بھی آپ قبول فرمالین کہ اسکے سوا اور جملہ لوازمات شاہی آپکے یہان موجود ہین اور اگر آپکو بادشاہی کی ضرورت نہین ہے تو آپ کسی دوسرے مقام کو تشریف لیجائین آپنے اس پیغام کو سنکر بادشاہ کی سمجھ پر بہت افسوس کیا کہ اوسنے ہمکو طالب دنیا سے دنی خیال کیا حالانکہ ؎ رباعی

آنکہ ترا شناخت جانرا چہ کند ؛ فرزند و عیال و خانمان را چہ کند ؛ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ؛ دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہان سے فقیر چلا جائیگا معتقدین مین سے جس کا جی چاہے فقیر کے ساتھ چلے اور جب تک محمد خوارزم شاہ یہان کا بادشاہ رہیگا بندہ واپس نہ آئیگا مورخین کا بیان ہے کہ آپکی دل آزاری اور آپکے پیر بھائی مجد الدین بغدادی کا قتل ناحق خوارزم شاہ کی زوال سلطنت کا باعث ہوا ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد   تا قلوب اولیا نامد بدرد

الغرض دوسرے روز آپ بلخ سے روانہ ہوے اور آپکے ہمراہی مین تین سو آدمی آپکے مریدین خاص نے بھی ترک وطن کر دیا اور سراسیمہ آپکے ہمراہ چلدئے آپکے چلے جانیکے بعد جب بادشاہ کو خبر ہوی تو اوسکو بھی بہت رنج اور افسوس ہوا اور آپکو واپس بلانا چاہا مگر آپ واپس نہ ہوے اور اسکے کچھ عرصہ بعد اوسکی سلطنت تباہ و تاراج ہو گئی

بنگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را   چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

آپ منزل بمنزل مقام بمقام کوچ کرتے ہوے نیشاپور پہونچے وہان چند روز آپکا قیام رہا حضرت فریدالدین عطار رح نے آپکا کمال احترام کیا وہان سے سفر کرکے بغداد شریف پہونچے یہان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوی وہان مدتون قیام رہا روزانہ شہر کے تمام علما اور مشائخ اور امرا اور رؤسا آپکی ملاقات کیلئے آتے تھے اور آپسے معارف اور حقائق کی تعلیم پاتے تھے آپنے بسم اللہ شریف کا وعظ بیان فرمایا جو ایک مہینے مین ختم ہوا اتفاقاً اوس عرصہ مین کچھ آدمی شاہ روم علاء الدین سلجوقی کے درباری بطور سفارت بغداد شریف مین آئے ہوے تھے وہ بھی کئی مرتبہ آپ کے جلسہ درس و وعظ اور حلقۂ ذکر و توجہ مین شریک ہوے سب حلقہ بگوش ہو گئے اونہون نے واپس جاکر شاہ روم سے آپکے حالات بیان کئے وہ غائبانہ آپکا مرید ہو گیا۔ پھر آپ بغداد شریف سے حجاز اور وہانسے بعد حج کرنیکے ملک شام آگئے۔ وہان سے زنجان کے شہر آق مین تشریف فرما ہوے۔ اس شہر مین آپ خاتون ملک سعید فخر الدین کے یہان مہمان رہے اور پھر وہانسے لارندہ تشریف لیگئے جہان آپکا ۷ سال تک قیام رہا اس عرصہ مین مولنا کی عمر ۱۸ سال کی ہو گئی اور شادی کر دی گئی اوسکے بعد سلطان علاء الدین کی درخواست پر آپ قونیہ کو روانہ ہوے جب قریب شہر

پہونچے بادشاہ نے پیادہ پا آکر آپ کا استقبال کیا اور آپکی سواری کے پاپیادہ ہمراہ چلکر آپکو شہر مین لایا ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا اور تا زیست آپکے فیضانِ صحبت سے مستفید رہا بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ بروزِ جمعہ آپنے وفات فرمائی آپکا مزارِ شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کی ولادت اور تعلیم | آپ ۶۰۴ھ مین بمقام بلخ پیدا ہوے اور ۶۱۰ھ ۶ سال کی عمر مین بہمراہی اپنے والد ماجد آپنے وطن سے سفر فرمایا اور نیشاپور گئے وہان حضرت فریدالدین عطار رح کی ملاقات سے مشرف ہوے انھون نے اپنی کتاب اسرارنامہ نہایت تلطف سے آپکو عنایت فرمائی اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ "این فرزند را گرامی بدار زود باشد کہ از نفسِ گرم آتش بر سوختگانِ عالم زند" اِسکے بعد آپ بغداد تشریف لیگئے وہان آپکا سالہا سال قیام رہا آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین پائی جو حنفی تھے اِسکے علاوہ آپنے بہت کچہ علم ظاہر و باطن سید برہان الدین ترمذی محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے حاصل کیا پہر وہانسے آپنے ملکِ حجاز کا سفر کیا وہانسے شام اور زنجان تشریف لیگئے اور شہر آق مین مقیم رہے وہانسے لارندہ گئے اور ۷ سال تک وہان مقیم رہے اوسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی علوم ظاہری کی تعلیم قریب تکمیل پہونچگئی تہی وہین آپکی شادی ہوی اور ۶۲۳ھ مین بڑے فرزند سلطان بہاءالدین ولد تولد ہوے۔ پھر آپ قونیہ تشریف لیگئے وہین آپ کے والد ماجد کا ۶۲۸ھ مین وصال ہوا اوسکے بعد سالہا سال آپنے دمشق اور حلب کے مدارس مین خصوصاً مدرسہ حلاویہ مین کمال الدین ابن عدیم حلبی عمر بن احمد ہبۃ اللہ اور دوسرے علماء وفضلا سے تعلیم پائی آپکے علمی مدارج حدِ بیان سے خارج ہین صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہین کَانَ عَالِمًا بِالْمَذَاهِبِ وَاسِعَ الْفِقْهِ عَالِمًا بِالْخِلَافِ وَاَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ۔ بعد وفات آپکے پدر بزرگوار آپ ہی اونکے قائم مقام تسلیم کیے گئے

مولانا کی بیعت اور علم باطنی | اول آپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اونہی سے نیز اونکے خلیفہ سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو آپکے اتالیق بہی تھے طریقِ سلوک اور تعلیم مراقبات طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل کی ایکدن سید صاحب نے بعد وفات آپکے والدِ ماجد آپسے فرمایا کہ آپکو دینے کیلئے آپکے والد بزرگوار جو مجکو امانت تفویض کر گئے ہین اب مین وہ آپکے حوالہ کر دیتا ہون یہ کہکر اونھون نے آپسے بہت زور سے معانقہ کیا اور جو کچہ دینا تھا دیدیا۔

آپکے والد بزرگوار کو دو سلسلون مین اجازت تھی جو حضرت شیخ احمد غزالی تک پہونچتے ہین ایک یہ کہ محمد بہاءالدین عن والدہ وشیخہ حسین البلخی عن شیخہ و والدہ شیخ احمد الخطیب عن شیخہ احمد الغزالی دوسرا یہ کہ محمد بہاءالدین عن شیخہ نجم الدین الکبری خوارزمی عن عمار البدلیسی عن ابوالنجیب[۱] ضیاءالدین السہروردی عن شیخہ احمد الغزالی عن ابی بکر النساج عن ابی القاسم الگرگانی عن ابی

[۱] شیخ ابوالنجیب دوسرے سلاسل مین اپنے والد شیخ ابو محمدؒ کے اور وہ شیخ احمد دنیوری خلیفہ ممشاد دینوریؒ کے خلیفہ تھے اور سلسلۂ قادریہ مین آپکو حضرت پیران پیر سے خلافت نامہ ملی ہے جس مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ آپکے خلیفہ اکبر ہوے ۱۲

عثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن جنید البغدادی عن سری السقطی عن معروف الکرخی عن امام موسی الرضا عن امام موسی الکاظم عن امام جعفر الصادق عن امام محمد الباقر عن امام زین العابدین عن امام حسین سید الشہدا عن علی المرتضے عن محمد ن المصطفے صلوات اللہ علیہم والرضوان -

مولانا اور شمس تبریز کی ملاقات

بعدہ مولانا نے شمس الدین تبریزی خلیفہ باباکمال الدین جندی خلیفہ نجم الدین کبری سے بیعت کی جسکے مختلف واقعات مشہور ہین - جواہر مضیہ مین جو علماء حنفیہ کے حالات کی ایک معتبر کتاب ہے مذکور ہے کہ اگرچہ مولنا پر علم ظاہری کا رنگ غالب تھا طلبا کو کتابونکا درس دیتے تھے اور وعظ بھی کہتے تھے فتوے بھی لکھتے تھے مجالس سماع وغیرہ مین خلاف شرع جانکر کبھی شریک نہ ہوتے تھے اتفاق سے ایک دن آپ درس دے رہے تھے بہت سی کتابین آپکے سامنے رکھی ہوی تھین کہین سے شمس تبریزی بھی آپہونچے اور ایک طرف کو بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ (کتابین) کیا ہے مولنا نے کہا تم اسکو نہین جانتے یہ کہنا ہی تھا کہ دفعۃً سب کتابونمین آگ لگ گئی مولانا گھبرا گئے اور مولنا نے اونسے کہا یہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ "تم اسکو نہین جانتے" زین العابدین شروانی لکھتے ہین کہ شمس تبریز بموجب ارشاد اپنے پیر باباکمال کے مولانا کے پاس آئے تھے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت باباکمال نے اپنے مریدین شیخ فخرالدین عراقی اور شمس الدین تبریزی اور شیخ بہاءالدین زکریا[۱] و میر حسین ہروی کو چلہ کشی اور ریاضت کا حکم دیا تھا - جب یہ سب چلہ سے فارغ ہوکر باہر نکلے تو عراقی نے وہ اسرار جو انکو ظاہر ہوے تھے اشعار مین نظم کرکے آپکی خدمت مین پیش کئے مگر شمس تبریز نے کچھ ظاہر نہ کیا اور ساکت رہے باباصاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین کیا تجھپر کچھ ظاہر نہین ہوا آپ نے عرض کیا کہ اُس سے زیادہ ظاہر ہوا جو عراقی نے لکھا ہے مگر اوسکے اظہار کرنے کا مجھکو یارا نہین ہے باباصاحب نے فرمایا کہ "بارے تعالی ترا مصاحبے روزی کند کہ معارف وحقائق اولین وآخرین را بنام تو اظہار کند وینابیع حکمت از دل او بر زبانش جاری شود وہمہ آن کسوت مقالات مطرز بنام تو باشد - ترا باید کہ بطرف روم روی آنجا سوختہ ایست اورا مشتعل کردن می باید" چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کلیات شمس تبریز جو عوام مین انکے نام سے مشہور ہے وہ در اصل مولانا کی تصنیف ہے الحاصل شمس تبریزی روم مین آئے اور قونیہ پہونچے شکر فروشونکی سرائے مین ٹھہرے ایک دن مولانا کی سواری بڑی شان وشوکت سے نکلی شمس تبریز نے آپکو سر راہ روک کر پوچھا کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کیا مقصد مولانا نے کہا اتباع شریعت شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہین مولانا نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا ہے شمس تبریز نے کہا کہ علم کے یہ معنی ہین کہ تم کو منزل تک پہونچادے جیساکہ حکیم سنائی فرماتے ہین ؎

---

[۱] اس کے بعد بہاءالدین ملتانی رح کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی دس بارہ روز اپنی خدمت مین رکھکر خلافت تامہ بخشی اور میر حسن ہراتی کو شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی نے بھی خلافت عطا کی ہے ۱۲ تاریخ فرشتہ -

علم کز تو ترا نہ بستا ند	جہل ازان علم بہ بود بسیار

یہ سنتے ہی اوسیوقت مولانا سواری پر سے اُتر پڑے اور بعد ملاقات وغیرہ آپنے شمس تبریزی کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ ایک روایت اور ہے جو اس سے بھی زیادہ مشہور ہے کہ مولانا ایک حوض کے کنارے درس دے رہے تھے شمس تبریزی آنکلے اور پوچھا یہ (کتابین) کیا ہے مولانا نے کہا تمکو اس سے کیا غرض یہ علم قیل وقال ہے شمس نے کتابین لیکر حوض مین ڈالدین جس سے مولانا کو نہایت رنج ہوا اور غصہ آیا اور کہا کہ یہ نایاب کتابین برباد ہوگئین اب کہان نصیب ہوسکتی ہین شمس تبریزی نے یہ سنکر اوسی وقت اپنا ہاتھہ بڑہاکر حوض مین سے خشک کتابین نکالکر رکھدین کہین نمی کا نام نہ تھا اس سے مولانا اور حاضرین کو سخت حیرت ہوی اور شمس تبریز نے فرمایا کہ تم اسکو کیا جانو یہ علم حال ہے۔ اسکے بعد مولانا آپکے مرید ہوگئے مگر ان تمام واقعات کے مقابلہ مین صحیح تر روایت سپہ سالار کی ہے جو انہون نے مولانا کے تذکرہ مین لکھی ہی کہ شمس تبریز عام صوفیونکی طرح سجادہ ودلق کی پابند نہ تھی بلکہ سوداگرونکی لباس مین شہر بشہر سیاحت اور خرید وفروخت کیا کرتے تھی جہان جاتی حجرہ بند کر کی مراقبہ مین مصروف ہوجاتی تھے ہی ازار بند بنکر کفاف حاصل کرتے تھے ایک روز آپنے مناجات کی کہ خداوندا مجکو اپنا کوئی ایسا خاص بندہ عطا کر جو میری امانت کا متحمل ہو غیب سے ارشاد ہوا کہ ملک روم مین ملیگا آپ [illegible] مین قونیہ آئے سرا مین مقیم ہوے سرا کی قریب ایک چبوترہ تہا جسپر شام کو وقت وہانکی باشندی تفریحاً بیٹہتے تھی شمس تبریز بھی وہان جاکر بیٹہنے لگی مولانا بھی آپکی خبر سنکر ملنے کو آئی باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی شمس تبریز نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کی ان دونو واقعات مین کیا صورت تطبیق ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہ تمام عمر انہون نے اس خیال سے خربزہ نہ چکھا کہ نہین معلوم آنحضرت صلعم نے اسکو کس طرح سے کھایا ہوگا دوسری طرف اُنکا سبحانی ما اعظم شانی فرمانا حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود جلالت شان ایکدن مین ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے مولانا نے جواب دیا کہ بایزید بڑے پایہ کے بزرگ تھے بحالت سیر ولایت اولیا کیفیت وحدۃ الوجود مین یہ الفاظ کہہ اُٹھے تھے چنانچہ جب ہوش آیا تو توبہ واستغفار کی اور مریدون سے کہا کہ اگر پھر کبھی ایسا کلمۂ کفر والحاد میری زبان سے نکلی تو میرا گلا کاٹ ڈالنا جب پھر انکی وہ حالت ہوئی وہی الفاظ بے اختیار انکی زبان سے نکلے ناواقف مریدون نے انکی گلے پر چھری چلادی مگر چلانیوالونکی گلونمین زخم لگگئے بایزید کی گلے پر مطلق اثر نہین ہوا۔ یہ سخت نادم ہوگئے۔ (یہ واقعہ مدعیان وحدت الوجود اور قائلان ہمہ اوست کی امتحان حقیقی حال اور محض بناوٹی قال کا بہت ہی عمدہ معیار ہے) اور جب بایزید اس مقام سے عروج کرکی سیر ولایت کبری انبیا مین پہونچے (جو سلوک صدیقیہ کا مقام ہی) بایزید پر اتباع سنت سنیہ اسقدر غالب آگیا کہ بقیہ عمر احتیاط کی باعث خربزہ نہ کھاسکے۔ بخلاف ترقی مدارج عالیہ آنحضرت صلعم کہ روزانہ ستر مرتبہ مراتب تقرب مین ترقی ہوتی تھی اور سابقہ حال پر نظر فرماکر آپ استغفار فرماتی تھے۔

مولانا کی شمس تبریز کے ہاتھہ پر بیعت

اسکے بعد مولانا نے حضرت شمس تبریز سے بیعت کی اور بقول سپہ سالار ۶ ماہ اور بموجب روایت مناقب العارفین ۳ ماہ تک شیخ صلاح الدین زرکوب کی حجرہ مین جو مولانا برہان الدین محقق مذکور کی مرید تھی مولانا اور شمس تبریز باہم معتکف رہی اس مدت مین آب وغذا قطعاً متروک تہی اور سوا زرکوب کی حجرہ کی اندر جانیکے کسیکو مجال نہ تہی اسکے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ بغیر سماع ایک گھڑی چین نہ آتا تھا درس وتدریس وعظ وپند کی اشغال بالکل چھوٹ گئی۔ آپ بھی یا شمس تبریز کی صحبت سے دم بھر کیلیے جدا نہوتے تھے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی اور

ایک شورش مچ گئی سب معتقدین کو رنج وصدمہ ہوا کہ ایک بدیسی دیوانہ نے آکر حضرت مولانا پر کیا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہ رہے حتی کہ مریدان خاص بھی انکی راز و نیاز کو نہ پاسکے سب شمس تبریز کے دشمن ہوگئے یہ شورش فتنہ انگیزی کی حد تک پہونچ گئی۔

شمس تبریز کا چلا جانا اور بلوایا جانا شمس تبریز قونیہ سے بلا اطلاع کئے دمشق کو چلے گئے۔ انکی جدائی سے مولانا پر جو صدمات گذرے بیان سے باہر ہین مولانا تھے یا عالم تنہائی کسی سے کچھ تعلق نہ تھا بہت سی فراقیہ غزلین لکھین حتی کہ شمس تبریز نے دمشق سے اپنے پہونچنے کا مولانا کو خط لکھا اوس سے اور بھی مولانا کی نار فراق مشتعل ہوگئی شمس تبریز کے آزردہ کرنیوالون نے معافی چاہی جسکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اسطرح نظم کیا ہے۔

مثنوی — ہمہ گریان بہ تو بگفتہ وا اے ٭ عفو ما کن ازین گناہ خدا اے

قدر او از عمی ندانستیم	کہ بدا و بہ پیشوا ندانستیم	طفل رہ بودہ ایم خردہ مگیر	یارب انداز در دل آن پیر
گر کند عذرہاے ما را او	عفو کلی ازین شدید و لتو	پیش شیخ آمدند لابہ کنان	کہ ببخشا مکن دگر ہجران
تو بہای کن نسیم رحمت کن	گر دگر این کنیم لعنت کن	شیخ شان چونکہ دید از ایشان این	راہ شان داد رفت از وان کین

پس سب نے مجبور ہو کر شمس تبریز کی تلاش مین دمشق کا عزم بالجزم کیا۔ سلطان ولد قافلہ سالار ہوئے اور مولانا نے ایک نامہ منظوم فی البدیہہ اونکے نام لکھکر حوالہ کیا جو حسب ذیل ہے۔ **ما** بہ خدائیکہ در ازل بودست ٭ حی و دانا و قادر و قیوم ٭ نور او شمع ہای عشق افروخت ٭ تا بشد صد ہزار سر معلوم

از یکے حکم او جہان پر شد	عاشق و عشق و حاکم و محکوم	در طلسمات شمس تبریزی	گشت گنج عجائبش مکتوم
کہ ازان دم کہ تو سفر کردی	از حلاوت جدا شدیم چو موم	ہمہ شب ہمچو موم می سوزد	ز آتشش جفت و ز انگبین محروم
در فراق جمال تو ما را	جسم ویران و جان ہمچون بوم	آن عنان را بدین طرف برتاب	زفت کن پیل عیش را خرطوم
بے حضورت سماع نیست حلال	ہمچو شیطان طرف شدہ مرجوم	یک غزل بے تو ہیچ گفتہ نشد	تا رسید آن بہ مشرقہ مفہوم
پس بہ ذوق سماع نامہ تو	غزلی پنج و شش بشد منظوم	شام از نور صبح روشن باد	اے بتو فخر شام و ارمن و روم

اس خط کے علاوہ (۱۵) شعری ایک غزل بھی لکھی جسکا مطلع یہ ہے۔ **ما** بروید اے حریفان بکشید یار ما را ٭ بمن آورید حالا صنم گریز پا را ٭ اگر او بوعدہ گوید کہ دم دگر بیاید ٭ مخورید مکر او را بفریبد او شما را ٭ بہرحال سلطان ولد دمشق جاکر شمس تبریز کو قونیہ لائے اس مرتبہ مولانا اور شمس تبریز کی یکجائی شعبان ۶۴۴ھ تک رہی۔

شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا اسکے بعد مولانا کی فرزند ناخلف علاء الدین کی کوئی حرکت ایسی خلاف طبع شمس تبریز کی کہ وہ پھر چلے گئے اسکے بعد شمس تبریز کے متعلق واقعہ نگارونکی تحریرات مین بہت بڑا اختلاف ہے بعض لکھتے ہین کہ علاء الدین نے اونکو قتل کر ڈالا اور بعض لکھتے ہین کہ وہ کہین کو چلے گئے تھے مولانا اونکی تلاش مین خود نکلے شہر بشہر ملک بملک تلاش کرتے پھرے لیکن کہین اونکا سراغ نہ ملا

مثنوی ساربانا بار بگشا ز اشتران	شہر تبریز است و کوے دلستان	فر فردوس ست این پالیز را	شعشعہ عرش ست این تبریز را

بہرحال ۶۴۵ھ مین شمس تبریزی کی وفات ثابت ہے۔

قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی اسی زمانہ مین ہلاکو خان نے قونیہ پر حملہ کیا اور شہر کے چارونطرف اوسکی فوجون نے محاصرہ کر لیا مولانا کی

ایک ٹیلہ پر جو بیجو خان کے خیمہ کے سامنے تہا مصلّی بچہا کر نماز شروع کردی سپاہیون نے تاک تاک کر تیر مارنے چاہے لیکن کمانین نہ کہچ سکین آخر گھوڑے بڑہائے ہرچند کوشش کیئے لیکن گھوڑے بھی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑہ سکے ۔ بیجو خان بدوین کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اوس نے تیر چلانے چاہے مگر ایک تیر نہ چلا مجبور ہو کر گھوڑے کو بڑہانا چاہا تو وہ بھی نہ چلا پیدل چلنا چاہا تو قدم نہ اُٹھ سکا آخر کار وہ عاجز ہو کر بہاگ گیا ۔

مولانا اور شیخ صلاح الدین زرکوب

ایک مدت تک مولانا شمس تبریز کی جدائی سے صدمہ زدہ رہے اسی حالت مین ایک روز باہر نکلے بازار مین شیخ صلاح الدین زرکوب اپنی دوکان پر زر کوٹ رہے تھے مولانا پر کیفیت سماع ظاہر ہو کر ہتوڑہ کی آواز سے وجد طاری ہوگیا شیخ نے اپنا ہاتھ زرکوبی سے شام تک نہ روکا یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی آخر شیخ باہر نکل آئے مولانا نے انکو اپنی آغوش مین دبا لیا اور عصر تک جوش مستی مین یہ گاتے رہے ؎ یکے گنجے پدید آمد ازین دکان زرکوبی ٭ زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی ٭ شیخ صلاح الدین نے اوسیوقت کھڑے کھڑے ساری دکان لُٹا دی اور دامن جہاڑ کر مولانا کیساتھ ہوگئے چونکہ وہ مولانا کے استاد بہائی تہے اونکی صحبت سے مولانا کو بہت تسلی ہوئی ۹ سال کامل صحبت باہمی گرم رہی انکی نسبت سلطان ولد اپنی مثنوی مین لکہتے ہین ؎ قطب ہفت آسمان و ہفت زمین ٭ لقبش بود صلاح الدین

نور خور از رخش خجل گشتے ٭ هر که دیدیش ز اهل دل گشتے
رو بدو کرد جملہ را بگذاشت ٭ غیر او را خطا و سہو انگاشت
شیخ با او چنانکہ با آن شاہ ٭ شمس تبریز خاصۃ اللہ
چون ورا دید شیخ صاحب حال ٭ برگزیدش ز جملہ ابدال
شورش شیخ گشت ز و ساکن ٭ وآن ہمہ رنج و گفتگو ساکن
خوش در آمیخت ہمچو شیر و شکر ٭ کار ہر دو ز ہمدگر شد زر

مولانا اور شیخ مین بہت اتحاد بڑہ گیا شیخ کی شان مین مولانا نے غزلین لکہین ؎ مطربا اسرار ما را باز گو ٭ قصہ ہائے جانفزا را باز گو ٭

ما دہان بر بستہ ایم از ذکر او ٭ تو حدیث دلکشا را باز گو
چو صلاح الدین صلاح جان ماست ٭ آن صلاح جان ما را باز گو

مولانا کے پرانے رفقا نے یہ دیکہکر کہ ایک ناخواندہ زرکوب مولانا کا ہمدم و ہمراز بنگیا بلکہ بجائے پیر و مرشد ہوگیا سخت شورش کی سلطان ولد اپنی مثنوی مین اسکا اسطرح ذکر کرتے ہین ؎ باز در منکران غریو افتاد ٭ باز در ہم شدند اہل فساد ٭ گفتہ باہم کزین یکی رستیم ٭ چون نگہ میکنیم در شستیم

اینکہ آمد از اولین بتر ست ٭ اولین نور بود و این شرر ست
نہ ورا خط نہ علم نہ گفتار ٭ بر ما خود نداشت این مقدار
روز و شب میکند سجود اورا ٭ بر فزونان دین فرو داد ورا
او ہمان لحظہ نزد مولانا ٭ آمد و گفت آن حکایت را
ہمہ این مرد را ہمی دانیم ٭ ہمہ ہم شہری و ہم خوانیم
کای عجب از چہ روے مولانا ٭ می نیاید کسے چو او دانا
یک مریدے بر سم طنازی ٭ شد از ایشان و کرد غمازی
کہ ہمہ جمع قصد آن دارند ٭ کہ فلان را زنند و آزارند

لیکن جب اون لوگونکو ثابت ہوگیا کہ مولانا کسیطرح سے شیخ زرکوب کی صحبت نہین چھوڑ سکتے تو وہ اپنی خیالات سے باز آگئے بعدہ مولانا نے اپنی اور شیخ کی باہمی تعلقات کو مضبوط کرنیکی غرض سے شیخ کی دختر سے اپنی بڑی صاحبزادہ سلطان بہاء الدین ولد کی شادی کردی ۔ عرصہ دراز تک صحبت باہمی گرم رہی حتی کہ ۶۶۲ھ مین شیخ نے وصال فرمایا اور مولانا کے والد ماجد کے مزار شریف کی متصل مدفون ہوئے مولانا شیخ کی مفارقت مین بہت ہی مغموم اور مصدوم ہوئے ۔ فراقیہ غزلین اور اشعار تصنیف فرمائے ؎

اے ز ہجران در فراقت آسمان بگریستہ ٭ دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

مولانا اور حسام الدین چلپی — اسکے بعد مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو آپکے ایک مخلص مرید تھے اپنا ہمدم و ہمراز کر لیا اگرچہ وہ مولانا کے مرید تھے اور مولانا انکی بہت تعظیم کرتے تھے مگر وہ کبھی اپنے خادمانہ آداب اور قاعدہ سے تجاوز نکرتے تھے چنانچہ جس جگہ مولانا وضو کرتے تھے وہ اُس جگہ کبھی بے وضو نہین کرتے تھے خواہ دوسری جگہ وضو کرنے مین بارش اور برف کیوجہ سے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی۔ یہی حسام الدین چلپی مثنوی شریف کی تصنیف کے باعث ہوے جسکی آئندہ تفصیل آئیگی۔ بعد وصال مولانا حسب وصیت مولانا کے یہی جانشین ہوے ۶۸۴ھ مین انکا وصال ہوا۔ مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کے اخلاق و عادات — جب مولانا علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہوکر مسند نشین پدر بزرگوار ہوے تو آپ کا وجود با وجود تمام ملک روم و شام مین بہت اعزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپکا حلقہ تدریس و تعلیم بہت وسیع تہا آپکا وعظ بہت ہی پر اثر ہوتا تھا آپکے فتاوی دور دور تک مستند سمجھے جاتے تھے جب آپکی سواری نکلتی تھی علما و فضلا اور امرا کبرا کے بڑے بڑے گروہ آپکے ہمراہ رکاب رہتے تھے۔ مباحثہ اور مناظرہ مین بھی آپ کامل تھے۔ تمام ملک مین آپکی قبولیت عامہ کا شہرہ تھا امرا اور سلاطین وقت بھی آپکے معتقد تھے علم ظاہر کے سوا علم باطنی جو سید برہان الدین محقق ترمذی (خلیفہ مولانا بہاء الدین محمد سلطان العلماء) سے آپکو پہونچا تھا۔ طالبان راہ خدا کو تعلیم فرماتے تھے صدہا کشف و کرامتین آپسے ظاہر ہوتی رہتی تہین بلحاظ علم ظاہر آداب شرع شریف کی پابندی مد نظر تہی اور ہوش و حواس بجا اور درست تھے۔

سماع اور مولانا کا استغراق — لیکن جبسے شمس الدین تبریزی سے آپکی ملاقات ہوکر خلط اور ربط بڑہا ہوش و حواس مین تفرقہ آگیا اکثر اوقات بیخودی اور بیخبری محویت اور استغراق کا غلبہ رہنے لگا کئی کئی دن سماع کے کیف مین بلا خورد و نوش گذر جاتے تھے۔

مولانا کا ذکر و مراقبہ و نماز — مولانا ہوش کی حالتمین ذکر و شغل عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے کہ مَنْ كَمُلَ عِرْفَانُهُ كَمُلَ عِبَادَتُهُ یعنے جس شخص کا عرفان پورا ہوتا ہے وہ عبادت مین بھی کامل ہوتا ہے

بندگی آمد لباس زندگی ؛ زندگی بے بندگی شرمندگی

عین نماز مین جب کبھی سکر غالب ہوجاتا تھا دو ہی رکعت مین عشا سے صبح ہوجاتی تہی آپکی غزل کا شعر ہے

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم ؛ کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

موسم سرما مین رات کے وقت ایک مرتبہ آپکو نماز پڑھتے مین رقت ہوی برف سے آنسو چہرۂ مبارک پر جم کر یخ ہوگئے صبح کو لوگون نے دیکھکر شناخت کیا

مولانا کی شب خوابی — سپہ سالار لکھتے ہین کہ مین نے کبھی آپکو شب خوابی کے لباس مین نہین دیکھا بلکہ آپ رات بھر ذکر و مراقبہ مین مشغول بیٹھے رہتے تھے جب نیند کا غلبہ ہوتا تھا بے اختیار ہوکر کسی طرف کو گر جاتے تھے اور آنکھ لگ جاتی تہی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ

ہمہ خفتند و من دل شدہ را خواب نبرد ؛ ہمہ شب دیدۂ من بر فلک استارہ شمرد
خوابم از دیدہ چنان رفت کہ ہرگز ناید ؛ خواب من زہر فراق تو بنوشید و بمرد

غزل — دیدہ خون گشت و خون ہمی نخسپد ؛ دل من از جنون نمی خسپد
بیش ازین در عجب ہمی بودم ؛ کاسمان نگون نمی خسپد
مرغ و ماہی ز من شدہ حیران ؛ کاین شب و روز چون نمی خسپد
آسمان خود کنون ز من خیرہ است ؛ کہ چرا این زبون نمی خسپد
عشق بر من فسون اعظم خواند ؛ دل شنید آن فسون نمی خسپد

مولانا کا زہد و قناعت — آپکے زہد و قناعت کی یہ حالت تہی کہ امرا کے پاس سے ہزارہا روپیہ کے قیمتی نذر و تحائف آپکے پاس آتے تھے آپ سب

شیخ صلاح الدین زرکوب کے پاس بھیجدیتے تھے اور اونکے وصال کے بعد حسام الدین چلپی کے پاس وہ سب بھیجدیتے اور خود اُسکو صرف کرتے تھے۔ گاہے گاہے
جب مکان مین کچھ خرچ کو نہ ہوتا تھا تو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کوئی کوئی چیز آپکی اجازت سے مکان مین بھیجدیتے تھے جس دن مولانا کے یہان کچھ کھانیکو نہ ہوتا
تو آپ فرماتے تھے کہ الحمد للہ آج ہمارے گھر مین فقر کی بو آتی ہے اکثر اوقات آپ اپنے منہ مین ملیلہ سیاہ رکہتے تھے کہ غلوے معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان نہ ہو

ہوتا ہے خانۂ محمدی صلعم ہے اور جب آپکے گھر مین کچھ مالِ محتاج موجود ہوتا تو آپ فرماتے کہ آج ہمارا گھر محل فرعون کیساتھ ہمسری کر رہا ہے۔

مولانا کی سخاوت | آپکی سخاوت کی یہ کیفیت تہی کہ جو کچھ آپکے پاس ہوتا تھا سائلون کو دیدیتے تھے۔ اگر کچھ دینے کیلئے نہ ہوتا تو بدن سے عبا اور کرتہ نکالکر سائلونکے حوالہ کر دیتے تھے۔

مولانا کا حلم و تواضع | آپکے حلم و تواضع کی یہ کیفیت تہی کہ ادنیٰ اعلیٰ کو آپ ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ بازار مین تشریف لیجا رہے تھے کچھ لڑکون نے آپکی دست بوسی کی۔ ایک لڑکے کا ہاتھ خالی نہ تھا اوسنے دست بوسی کیلئے آپکو ٹھیرالیا آپ ٹھہر گئے جب اوسنے اپنا ہاتھ خالی کر کے آپکی دست بوسی کر لی تو آپ آگے بڑھے۔ ایک مرتبہ جلسۂ سماع مین ایک شخص کو وجد ہوا وہ بحالت بیخودی بار بار آپکے اوپر آ کر گرتا تھا لوگ بزور اوسکو ہٹا دیتے تھے آپکو یہ بات ناپسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ شراب اوس نے پی ہے آپ بدمستی کرتے ہین۔ ایک مرتبہ حمام مین غسل کرنیکی غرض سے آپ تشریف لیگئے ملازمین حمام نے دوسرے لوگونکو وہان سے ہٹا دینا چاہا آپنے انکو منع کیا اور خود باہر نکل آئے۔ شہر دمشق مین جہان آپ علوم ظاہری کی تحصیل فرما رہے تہے بعض نافہمون نے آپکے روبرو بسبیل تذکرہ آپکے والد ماجد کی شان مین کہا کہ مولانا بہاء الدین مین کیا ایسا کمال تہا جو آپکو سلطان العلماء خطاب دیا تہا آپ نے کسی امر مین زبان نہ کہولی جب آپ وہان سے تشریف لیگئے تو واقفین نے اُن کو زجر کیا کہ افسوس ہے تمنے مولانا کے والد کی توہین اُنکے روبرو کی اور اونکی ظرف کو صد آفرین ہے کہ لب تک نہ ہلایا۔ یہ سب صاحب آپکے پاس معافی کی غرض سے آئے آپنے فرمایا مین ایسی باتونسے گران خاطر نہین ہوتا ہون معافی آپکو چاہئے کی ضرورت نہین ہے۔ ایک مرتبہ آپکی زوجہ صاحبہ نے کسی غلطی کے باعث اپنی کنیز کو تنبیہ کی آپ بھی مکان ہی مین تھے بہت متاسف ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سب آدمی برابر ہین۔ اگر آج تم اوسکی کنیز ہوتین اور وہ تمکو سرزنش کرتی تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ آپکی زوجہ صاحبہ اس نصیحت سے بہت متاثر ہوئین بعدہٗ اس کنیز کو اونہون نے آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ دو آدمی سر راہ آپسمین لڑ رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ گالی گلوچ کر رہا تھا آپنے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور دونون سے کہا کہ بھائیو دونون مجکو جو چاہو کہلو مگر آپس مین مت لڑو وہ آپکا حلم اور تواضع دیکھکر شرمندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے۔

مولانا کا وعظ | مولانا کے زمانہ مین وعظ کا یہ دستور تھا کہ قاری آیات قرآنی پڑھتا تھا اور واعظ صاحب اُن آیات کے مطالب بیان کیا کرتے تھے آپ ایک روز مسجد قلعہ قونیہ مین جمعہ کے دن وعظ فرما رہے تھے امرا و رؤسا کے سوا علما و فضلا اور فقرا و مشائخ بھی اس جلسہ مین شریک تھے معارف کا ایک بحر ذخار دریاے ناپیدا کنار آپکے سینۂ فیض گنجینہ سے موجزن تھا مضامین کے دُر ہاے آبدار اور جواہر نثار ہوا آپکی زبان حقیقت ترجمان سے گہر ریز تھے حاضرین محظوظ اور مستفیض ہو رہے تھے ہر طرف سے تحسین اور آفرین کا غلغلہ بلند تھا ایک کُند صاحب کو آپکے بیان پر حسد ہوا اور کہنے لگے کہ مقررہ آیات کا وعظ بیان کرنا کوئی کمال نہین ہے۔ مولانا نے یہ سنکر فرمایا کہ آپ ہی کوئی آیت پڑھئے کہ اوسکے متعلق وعظ بیان کیا جائے اونہون نے جوش مین آکر سورۂ والضحیٰ کی تفسیر کی درخواست کی مولانا نے اُسی سورہ شریف کیطرف متوجہ کر کے باصرف والضحیٰ کے مطالب کی توضیح و تشریح مین شام ہوگئی۔ اس مجلس کے علما و تمام حاضرین پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور مولانا کی

قدمون پر آگرے آپکے وعظ کی بڑی شہرت ہوگئی چونکہ مولانا شہرت اور نام سے بہت بچتے تھے آپنے وعظ ہی کہنا موقوف کردیا اور تا زیست پھر وعظ نہ کہا

خویش را رنجور سازی زار زار | تا ترا بیرون کنند از اشتہار
اشتہار خلق بند محکم ست | در رہ این از بند آہن کی کم ست

مولانا کا علم مجلس اور ادب ایک مرتبہ آپ شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تشریف لیگئے اُنہون نے نہایت توقیر کیساتھ آپکو تعظیم دیکر اپنے مصلے پر بٹھایا دونون صاحب آپسمین مراقب تھے حافظ الوقت حاجی کاشی نے مولانا سے تین مرتبہ دریافت کیا کہ معرفت کیا چیز ہے آپنے بلحاظ ادب شیخ تینون مرتبہ کچھ جواب نہ دیا شیخ صاحب نے حاجی سے کہا کہ مولانا کا سکوت عین معرفت ہے کہ اَلْفَقِيْرُ اِذَا عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ۔

مولانا کا انکسار ایک مرتبہ مدرسہ اتابکیہ مین علامہ شمس الدین ماردینی طلبا کو درس دے رہے تھے قاضی سراج الدین اور شیخ صدرالدین اونکے یمین و یسار بیٹھے تھے تمام علما اور امرا معززین اپنی اپنی موقع اور قرینہ سے جاگزین تھے اتفاقاً آپ بھی وہان تشریف لے آئے اور خدام مجلس کی جگہ ایک کنارہ کو بیٹھ گئے

الله اکبر ؎
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال | کہ چون سوار بمنزل رسید پیادہ شود

یہ دیکھکر معین الدین حاجب خاص شاہی اور مجد الدین اتابک اور دیگر امرا اپنی اپنی جگہہ سے اوٹھکر مولانا کے آس پاس آ بیٹھے ۔ اور قاضی سراج الدین بھی اپنی جگہہ سے اوٹھکر آ گئے سب نے آپکی دست بوسی کی اور بہت لجاجت کرکے مسند کے قریب لیجاکر آپکو بٹھایا علامہ نے بھی بہت معذرت کی اور کہا ہم سب آپکے خدام اور غلامان غلام ہین ۔

ایک مرتبہ آپنے بحالت جوش وحدت الوجود ارشاد فرمایا کہ مجھکو تہتر فرقون مین سے کسی سے بھی غیریت نہین ہے علماء وقت کو یہ بات سنکر بہت غصہ آیا اور بعض بعض صاحب تصدیق کی غرض سے بھی آپکے پاس آگئے آپنے فرمایا سب صحیح اور درست ہے (حافظ شیرازی) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ سنکر انہون نے مولانا کو برا بھلا کہا مولانا نے مسکرا کر ارشاد فرمایا یہ بھی درست ہے ۔ وہ سب شرمندہ اور نادم ہوکر واپس چلے گئے ۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے اوحدالدین کرمانی کا ذکر کیا کہ گو وہ شاہد پرست تھے مگر پاکباز تھے آپنے فرمایا کہ " کاشکے کردی و گذشتے " ۔

مولانا کی وجہ معاش آپکی معاش کی یہ کیفیت تھی کہ تیداد قاف سے پندرہ دینار ماہوار مقرر تھی آپ اوسکی معاوضہ مین خدمت فتویٰ نویسی انجام دیتے تھے مریدونکو تاکید تھی کہ جسوقت کوئی ضرورتمند آئے فوراً مجھکو اطلاع کردیا کرو خواہ مین کسی حالت مین ہون ۔ مریدین ہروقت دوات قلم لیے رہتے تھے جب کوئی شخص استفتا لاتا تہا آپ فوراً جواب لکھکر اوس کے حوالہ کردیتے تھے ۔

ایک مرتبہ آپکو وجد کی کیفیت طاری تھی فتویٰ پیش کیا گیا ۔ آپنے جواب لکھوادیا ۔ علامہ شمس الدین ماردینی نے اوسپر اعتراض کیا آپنے کتابونکا حوالہ دیا کتابونسے مطابقت کیگئی جواب صحیح ثابت ہوا ۔ علامہ کو ندامت ہوئی ۔ ہر چند کہ آپکے دوست احباب آپکو دنیا کے نفع کی طرف متوجہ کرتے تھے اور دوسرے بزرگان دین کے وقعات اور حالات بیان کرتے تھے مگر آپکو مطلق خبر نہ ہوتی تھی ۔ ایک مرتبہ شیخ صدرالدین قونوی کا ذکر آیا کہ اونکو ہزار روپیہ کا سرکار سے وظیفہ ملتا ہے اور آپ صرف پندرہ دینار پاتے ہین ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی اگر اونکو ہی ملتے تو اچھا تھا ۔

مولانا کا امرا سے اجتناب اگرچہ بڑی بڑی امرا اور شاہان وقت سے آپکے مراسم اور تعلقات تھے مگر اندرونی طور پر آپ اونکی ملاقات سے کنارہ کرتے تھے جب کوئی

ایذا ہوجاتا تھا مجبوراً آپ مل لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی امیر نے نہ حاضر ہو سکنے کے باعث [redacted] کا عذر آپکی خدمتمین عرض کرایا توآپ نے فرمایا معذرت کی ضرورت نہین ہے مین لوگون کے نہ ملنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہون بمقابلہ ملنے کے۔ ایک مرتبہ معین الدین پروانہ معہ چند امراء آپکی ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف نہ لائے معین الدین کو خطرہ گذرا کہ سلاطین اور امراء اولوالامر ہین اور از روے قرآن شریف انکی اطاعت ضرور ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے سلسلہ کلام مین آپنے اس خطرہ کے متعلق ایک قصہ سنایا گویا ضمناً جواب دیدیا کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی غوث وقت شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کیلئے گیا شیخ کو اطلاع ہوی مگر شیخ خبر نہ ہوے حسن میمندی وزیر نے کہا کہ قرآن شریف مین اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے شیخ نے فرمایا کہ فقیر در اطیعوا اللہ چنان مستغرق است کہ از اطیعوا الرسول خجالت میکشد تا باولی الامر چہ رسد۔ مولانا کی یہ تقریر سنکر معین الدین اور جملہ حاضرین پر بہت اثر ہوا اور رقت ہوی

مولانا کی بیخودی اکثر مولانا پر بیخودی طاری رہتی تہی گاہ گاہ اوسی حالتمین آپ یکایک کھڑے ہوکر رقص کرنے لگتے تہے کبہی آپ جنگل کو نکل جاتے تہے اور کئی کئی ہفتہ لاپتہ رہتے تھے لوگ ہر طرف تلاش کرتے تھے تو آپکا کسی ویرانہ مین سراغ لگتا تھا بعض وقت سماع مین آپ پر بیخودی طاری ہوتی تہی جو کچھ آپکے بدن پر لباس ہوتا تھا قوالونکو دیدیا کرتے تھے۔ خواجہ مجدالدین آپکے مرید جان نثار ہمیشہ کپڑونکے کئی کئی صندوق اپنے ساتھ رکھتے تھے جہان مولانا نے اپنے بدن کا لباس قوالون کے حوالہ کیا اونہون نے دوسرے کپڑے پہنادئے۔

مولانا کا رباب باجہ کو سننا معین الدین پروانہ نے کسی عالم کو خدمت قضائت پر مامور کرنا چاہا مولوی صاحب نے ملازمت قبول کرنے کے متعلق تین شرطین پیش کین ایک یہ کہ رباب باجہ کا رواج بالکل مسدود کر دیا جائے دوسرے یہ کہ تمام چپراسی عدالت سے نکالدئے جائین اور نئے چپراسی مامور کئے جائین تیسرے یہ کہ چپراسیونکو حکم دیا جائے کہ وہ کسی اہل مقدمہ سے کچھ نہ لیا کرین چونکہ مولانا رباب سنتے تہے معین الدین نے شرط اول کو منظور نہ کیا عالم صاحب نے خدمت قضائت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ رباب کی برکت سے قضائت کی بلا سے محفوظ رہے۔

ایک مرتبہ آپسے سلطان ولد نے شکایت کی کہ سب کے مرید باہمین اتفاق سے رہتے ہین اور ہمارے مرید آپسمین لڑتے جھگڑتے رہتے ہین آپنے فرمایا کہ اورونکے مرید مرغابیان ہین اور ہمارے مرید مرغ ہین ہزار مرغابیان ایک جگہ بسر کرسکتی ہین اور دو مرغ بغیر لڑے نہین رہ سکتے۔

مولانا کی علالت ۶۷۲ھ مین قونیہ مین بڑے زور کا زلزلہ آیا اور کامل چالیس روز تک رہا۔ مخلوق پریشان و سرگردان پہرتی تھی سب لوگ مولانا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے آپ نے فرمایا کہ زمین بہوکی ہے امید ہے کہ عنقریب اسکو لقمہ ملیگا اوسی زمانہ مین آپ نے یہ غزل لکہی تہی ؎

با این ہمہ مہر و مہربانی دل می دہدت کہ خشم رانی
وین جملہ شیشہ خانہا را درہم شکنی بلن ترانی
در زلزلہ است دار دنیا کز خانہ تو رخت می کشانی
نالان ز تو صد ہزار رنجور بی تو نہ زیند ہین تو دانی

اس کے چند ہی روز بعد آپکا مزاج ناساز ہوا اطباء وقت اکمل الدین اور غضنفر علاج مین مشغول ہوے لیکن نبض کی حالت غیر معمولی تہی لمحہ مین کچھ لمحہ مین کچھ آخر طبیب تشخیص نہ کرسکے اور آپسے عرض کیا کہ آپ خود اپنے مزاج کی حالت بیان فرمائے

آپ مطلق متوجہ نہوئی بقول ؎ از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب   درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

آپکی بیماری کی خبر عالم مین مشہور ہوگئی شیخ صدر الدین قونوی خلیفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جو روم و شام مین سر بر شیخ شمار کئے جاتی تھے معہ امر مریدین کے آپکی عیادت کیلئے آئے اور آپکے مرض کی شدت دیکھکر بیقرار ہوگئی اور دعا کی کہ اللہ تعالی آپکو شفا عنایت فرمائے آپنے فرمایا شفا آپکو مبارک ہو یہان طالب و مطلوب مین صرف ایک پیرہن کا پردہ باقی رہگیا ہے کیا اسکا اٹھ جانا اور نور کا نور مین مل جانا آپ پسند نہین فرماتی شیخ روتے ہوئے اٹھ گئی اور مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎ دانی تو کہ در باطن چہ شاہی ہمنشین دارم ٭ رخ زرین من منگر کہ پائے آہنین دارم تمام شہر اور باہر کے علما و مشائخ امرا و روسا اور ہر طبقہ کے لوگ آپ کو دیکھنے آتے تھی اور بے خود بیمار رہتے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کہ بعد آپکے جانشین کون ہوگا آپنے فرمایا حسام الدین لوگون نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو بھی آپنے انہی کا نام لیا چوتھی مرتبہ لوگون نے آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پہلوان ہے اوسکی لئے وصیت کی حاجت نہین ہے ۔

مولانا کا وصال | اسکے بعد ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ روز یکشنبہ بوقت غروب آفتاب بعمر ۶۸ سال آپنے وصال فرمایا صبح کو جنازہ اٹھایا گیا بادشاہ وقت اور ہر طبقہ کے لوگ علما مشائخ فقرا تجار بلکہ یہود و نصاری بھی جنازہ کے ساتھ چیخین مار مار کر روتی جاتی تھے اور کہتے تھے کہ مولانا تمہاری محمد تھے تو ہمارے موسی و عیسی تھی کثرت اژدہام کے باعث عصر کے وقت جنازہ قبرستان مین پہونچا بموجب وصیت مولانا شیخ صدر الدین کو نماز کیلئے آگے کیا گیا مگر وہ نماز نہ پڑھا سکے اور چیخ مار کر بیہوش ہوگئے قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی اور آپ مدفون ہوئے مزار اقدس پر ۴۰ روز تک لوگونکا ہجوم رہا سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اس واقعہ کو نظم کیا ہے ؎

پنجم ماہ جمادی آخر
چشم زخمی چنان رسید آن دم
دیہیان ہم ز رومی و اتراک
کردہ او را سپہ ان معبود
ہمہ کردہ زغم گریبان چاک

بود نقلان آن شہ فاخر
گشت نالان فلک دران ماتم
کردہ از درد او گریبان چاک
دیدہ او را چو بود خوب چہ بود
ہمہ از سوز کردہ بر سر خاک
بعد چل روز سوی خانہ شدند

سال ہفتاد و دو بدہ بعدد
مردم شہر از صغیر و کبیر
بہ جنازہ ہمہ شدہ حاضر
عیسوی گفت اوست عیسیِ ما
ہمچنان این کشیدہ تا چل روز
ہمہ مشغول این فسانہ شدند

ششصد از عہد حضرت احمد
ہمہ اندر فغان و آہ و نفیر
از پی مہر عشق زد پی بر
موسوی گفت اوست موسیِ ما
ہیچ ساکن نشد دمے تف و سوز

مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز | آپکا سلسلہ باطنی جو علی العموم جلالیہ اور بعض مقامات پر مولویہ کے نام سے مشہور ہے ملک روم و شام و مصر و عراقین اور حجاز عرب اور بعض بعض جزائر مین مروج ہے اس سلسلہ کے مرید کلاہ نمد بلا درز اور بجائے قمیص ایک جبہ دار جامہ پہنتے ہین اور مشائخ ٹوپی پر عمامہ بھی باندھتے ہین مرید کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب سے ایکہزار ایک روز تک خدمات ذیل کراتے ہین اگر درمیان مین کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو پھر نئے سر سے شروع کراتے ہین اگر کوئی شخص ان خدمات کو نہ انجام دے سکی تو اوسکو نا اہل سمجھکر شریک سلسلہ نہین کرتے خدمات یہ ہین ۴۰ دن تک چارپاؤن کی خدمت ۴۰ دن جاروب کشی ۴۰ دن تک آب کشی ۴۰ دن فراشی ۴۰ دن ہیزم کشی ۴۰ دن باورچی گری ۴۰ دن بازار سے سودا لانا ۴۰ دن جلسۂ فقرا کی خدمتگزاری ۴۰ دن داروغہ گری وغیرہ وغیرہ بعد تکمیل مدت مذکورہ اسکو غسل دیکر خانقاہ نشین کیا

سے لباس پہنایا جاتا ہے اور تمام محرمات سے توبہ کرا کر اسم جلالی تلقین کیا جاتا ہے اور اوسکی بود و باش کیلیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا جاتا ہے پھر حسب طریقہ حلقۂ ذکر جلی اور مراقبہ کی تعلیم پاتا ہے۔ دف اور نے کیساتھ سماع بھی سنا جاتا ہے۔ اکثر مرید بحالت وجد کھڑے ہوکر رقص کرتے ہین۔

مولانا کی اولاد آپکے دو فرزند تھے بڑے خلف الرشید مولانا سلطان بہاء الدین ولد چھوٹے ناخلف علاء الدین جنپر شمس تبریز کے قتل کا الزام عائد ہے منقول ہے کہ اسی سبب سے مولانا نے اونکو گھر سے نکالدیا تھا تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ کسی مرض مزمن مین گرفتار ہوکر مر گئے تھے۔ آپ اونکی جنازہ اور دفن مین بھی شریک نہین ہوے۔ بڑے صاحبزادہ سلطان ولد علوم و معارف مین یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد لوگون نے بسبب قبولیت و اعتقاد عام اونہین کو مولانا کا جانشین کرنا چاہا تھا لیکن بموجب وصیت مولانا انہون نے مولانا حسام الدین چلپی کو جانشین کیا جب ونکا ۶۸۳ھ مین بقضائے الہی وصال ہوگیا تو بالاتفاق آپ سجادہ نشین ہوے تو آپکے معاصر اگرچہ بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے مگر آپکی کیفیت تھی کہ جب کسی امر کے متعلق آپ تقریر کرتے تھے تمام جلسہ ہمہ تن گوش بنجاتا تھا آپکی تصانیف سے ایک مثنوی مشہور ہے جو گویا مولانا کے حالات کی ایک تاریخ ہے آپ نے ۷۱۲ھ مین بعمر ۹۰ سال وصال فرمایا اور چار صاحبزادہ چھوڑے۔ ایک جلال الدین فریدون عرف چلپی عارف سب سے بڑے (مولانا کے زمانہ حیات ہی مین تولد ہو گئے تھے اور بعد سلطان ولد کے سجادہ نشین مقرر ہوے تھے انہون نے ۷۱۹ھ مین وصال فرمایا) دوسرے چلپی عابد تیسرے چلپی زاہد چوتھے چلپی واجد۔

مولانا کے معاصر ملوک طبقۂ ملوک مین سے آپکے ہمعصر ملک توران و ایران مین ہلاکو خان اور اباقاآن خان فرمانروا تھے اور ممالک مصر و شام مین بندوقدار الملک الظاہر و روم مین علاء الدین کیقباد سلجوقی اور اوسکا فرزند غیاث الدین کیخسرو اور رکن الدین قلیج ارسلان اور ملک ہندوستان مین شمس الدین التمش اور اوسکے فرزند رکن الدین فیروز شاہ التمش اور معز الدین بہرام شاہ التمش اور ناصر الدین محمود التمش۔

مولانا کے معاصر حکما طبقۂ حکما مین سے آپکو اخیر زمانہ امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر (کُلُّ شَیْءٍ فِیهِ اِلَّا التَّفْسِیر) کا ملا تھا جنکی بابت مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎ گر باستدلال کار دین بدے ؍ فخر رازی راز دار دین بدے ؍ پای استدلالیان چوبین بود ؍ پای چوبین سخت بی تمکین بود

نیز اخیر زمانہ محقق طوسی مصنف تجرید کا ملا جسنے ریاضیات کو از سر نو ترتیب دیا اور علامہ قطب الدین شیرازی محقق مصنف شرح حکمۃ الاشراق و درۃ التاج نغرۃ الدیباج (جو علم معقول مین محقق طوسی کے بڑے شاگرد اور منقول مین صدر الدین قونوی اور ابن جوزی کے تلمیذ الرشید تھے) وہ آپکی خدمت مین حاضر ہوکر نصائح سے استفادہ کیا کرتے تھے جیسا کہ مناقب العارفین مین اونکا مقولہ مندرج ہے کہ مین دس مرتبہ مولانا کی خدمت مین مستعد علما کو مناظرہ کی غرض سے اپنے ہمراہ لیکر گیا آپکے چہرہ پر ہماری نگاہ پڑتی ہی ہم ایسے جاہل اور علم سے کورے ہوگئے گویا ہمنے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد آپنے خود ایسی تقریر شروع کی جسمین وہ سب مسائل معہودہ آگئے بالآخر ہم سب آپکے مرید ہوگئے یہی مضمون جواہر مضیئہ و مدینۃ العلوم ازنیقی مین بھی منقول ہے اور یاقوت حموی مصنف قاموس الجغرافیہ اور ضیاء ابن بیطار جسنے بہت سی جدید ادویہ دریافت کرکے معالجات مین شریک کین اور ابن القفطی مصنف تاریخ الحکما۔ خونجی امام المنطق علی قوشجی صاحب شرح تجرید۔

مولانا کے معاصر علما طبقۂ علما مین سے ابن نجار المورخ ابن اثیر المورخ۔ ابن الفارض۔ عبد اللطیف البغدادی۔ نجم الدین الرازی۔ سکاکی مصنف مفتاح العلوم۔ سیف الدین الآمدی۔ شمس الائمہ الکردری۔ ابن الصلاح المحدث۔ ابن حاجب النحوی۔

مولانا کے معاصر اولیا طبقۂ اولیا مین سے آپنے اخیر زمانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پایا جبکہ ۶۱۸ھ مین آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ خوارزم سے سفر کرکے نیشاپور پہونچے تو اون کی ملاقات سے مشرف ہوے اونہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ آپکو دی اور آپکے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ "این فرزند گرامی

بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند۔ اور اسی سفر کے دوران مین جب آپ بغداد شریف پہونچے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی قادری رحمۃ اللہ کا آخر زمانہ تہا انسے بہی ملاقات ہوئی۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا بہی اخیر زمانہ تہا کہ دمشق مین اونسے ملاقات ہوئی اور سید برہان الدین محقق ترمذی تلمیذ والد ماجد مولانا جو آپکے اتالیق اور استاد اور ابتدائی مرشد تہے اور اونکے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب جنسے بعد وصال حضرت شمس الدین تبریزی کئی سال تک صحبت گرم رہی اور مولانا صدر الدین قونوی خلیفہ ارشد شیخ اکبر موصوف سے سالہا سال تک قونیہ مین مخلصانہ تعلقات رہے مولانا نے اپنے جنازہ کی نماز پڑہانیکے لئے بہی اونہی کو وصیت فرمائی تہی انکے علاوہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور فخر الدین عراقی سے بہی اتفاق ملاقات کا ہوا جو شیخ الشیوخ موصوف اور کمال الدین جندی (آپکے دادا پیر) کے خلفاء مین سے تہے اور بو علی شاہ شرف قلندر سے بہی جو مدت تک آپکی خدمتمین مقیم رہے۔ اور شیخ ابو الحسن مغربی شاذلی مصنف حزب البحر۔ اور شیخ عبد اللہ مغربی و شیخ یٰسین مغربی۔ اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سے بہی آپکی ملاقات ثابت ہے بوستان مین بہی مجمل طور پر مذکور ہے کہ شیخ نے ایک بزرگ کی ملاقات کیلئے ملک روم کا سفر کیا لیکن مناقب العارفین مین نہایت وضاحت کیساتھ شیخ کی اس سفر کا حال لکہا ہے کہ شمس الدین بادشاہ والی شیراز کو شیخ کے توسط سے مولانا کی ایک غزل ملی تہی جسکے مضامین نہایت پر جوش اور پر اثر تہے بادشاہ نے اسی ایک غزل کے سننے کیلئے سماع کی مجالس منعقد کی تہے اور شیخ سعدی کو تحائف بیش بہا دیکر مولانا کی خدمت مین ملک روم شہر قونیہ روانہ کیا تہا اوس غزل کی بعض اشعار یہ ہین۔ ۵

تا بفلک میرویم عزم تماشا کراست	ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست	ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم
زین دو چرا نگذریم منزل ما کبریاست	ما ز فلک برتریم و ز ملک افزون تریم	باز ہمان جا رویم باز کہ آن شہر ماست

علاوہ ان بزرگونکے باعتبار سنہ وفات مشائخ مندرجہ تحت سے بہی آپکو ہمعصری ہے مگر باہم ملاقات ہونیکا مجکو ثبوت نہین ملا ہے۔ جناب شیخ صدر الدین عارف خلیفہ و فرزند شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مشائخ سلسلہ چشتیہ مین سے آخر زمانہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری رح اور اونکے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رح کا اور اوسط زمانہ اونکے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کا اور اول زمانہ اون کے خلفاء شیخ جمال الدین ہانسوی رح اور سید علی احمد علاء الدین صابر رح و شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا اور مشائخ سلسلہ نقشبندیہ مین سے اوسط زمانہ حضرت خواجہ عارف ریوگری رح خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح اور اونکے خلیفہ جناب محمود انجیر فغنوی رح کا اور اونکی خلیفہ جناب خواجہ علی عزیزان رح رامتینی کی کم عمری کا۔

مولانا کی تصانیف | آپکی تصانیف سے تین کتابین مشہور ہین ایک فیہ ما فیہ یعنے اُن خطوط کا مجموعہ جو آپنے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ حاجب شاہی کے نام لکہے تہے دوسرا دیوان تیسری مثنوی۔

مولانا کا دیوان | دیوان مین ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہین یہ اُن غزلیات کا مجموعہ ہے جو اکثر حضرت شمس تبریزی کی فراق مین اور بعض شیخ صلاح الدین زرکوب کے ہجر مین لکہی گئی تہین انکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد رح نے کتاب کی حیثیت سے جمع کیا تہا منتخب دیوان جسمین تقریباً ۳۰ ہزار شعر ہین ۱۲۸۰ھ مین پنجاب مین طبع ہوا ہے اور اصل دیوان بلکہ کلیات مطبع نولکشور مین چہپا ہے ہیچ یہ ہے کہ بجائے مولانا کے نام کے غلطی سے شمس تبریز کا نام طبع ہوگیا ہے اس دیوان کی تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت کمال الدین جندی آپکے دادا پیر جو شمس تبریزی کے پیر تہے اپنے مریدونکو چلہ کشی کا حکم دیا تہا جسکی تفصیلی کیفیت بضمن بیعت مولانا سابقاً بیان ہو چکی ہے کہ مریدین چلہ سے فارغ ہو کر باہر آئے تو فخر الدین عراقی نے جو نتیجہ معارف اور حقائق بطور واردات منکشف ہوئے تہے بصحیفہ

نظم کرکے مشہور کرے او شمس الدین تبریزی نے کہا کہ مجھکو اسکے اظہار کا یارا نہین ہے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس تبریز تجھکو خدا تعالی ایک ایسا صاحب یعنی مرید عنایت فرمائیگا جو معارف و حقایق اولین و آخرین تیرے نام سے نظم کرکے ظاہر کریگا۔ اسی بنا پر شمس تبریز روم مین آئے اور مولانا کو مرید کیا مولانا نے دیوان کا دیوان اونکے نام پر تصنیف کیا۔ اور ہر غزل کے مقطع مین تخلص شمس کا شریک کیا عجب ہے کہ نام مصنف کی تبدیلی مین بھی پیشین گوئی کو دخل ہو ورنہ مطبع کی جانب نسبت اتنی بڑی غلطی کا ہوجانا خالی از تعجب نہین ہے۔ کیونکہ طرز کلام سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شمس تبریز کا مصنف نہین ہے بلکہ اونکے کسی معتقد کا جیسا کہ سے پیر من و مرید من درد من و دوائے من فاش بگویم این سخن شمس من و خدائے من

ع غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم + علاوہ اسکے متعدد شعرائے ایران کی غزلوں کے مصرعونکو مولانا کی طرف منسوب کرکے تضمین کیا علی حزین سے این جواب غزل مرشد روم است کہ گفت من بکوے تو خوشم ناقہ تاتار مگیر + دوسرا شعر علی حزین کا یہ ہے + مطرب نو آغاز کردم این پردہ بزن کہ یار دیدم

مولانا سے قبل و بعد کے نامی گرامی شعرا کا کلام بلحاظ بندش و نزاکت اعلی لگا ہو نسبی دیکھا جاتا ہے لیکن اوسمین سوا صنائع و بدائع لفظی کے سوز و گداز اور جوش و خروش نام کو بھی نہین ہے چنانچہ انوری۔ خاقانی۔ عبد الواسع جبلی عرفی ظہیر فاریابی مسعود۔ سعد سلمان کے کلام موجود ہین جنمین کہین جوش و جذبات کا نام بھی نہین ہے البتہ حکیم سنائی اور شیخ ابو الخیر ابو سعید اور خواجہ فرید الدین عطار کے کلامونمین جوش و جذبات کا پتہ ملتا ہے مگر وہ غزلین نہین ہین رباعی یا مثنویات ہین۔ مولانا ہی سب سے پہلے ایک شخص ہین جنہون نے غزل کے پیرایہ مین ان کوائف کا اظہار کیا ہے اسکے علاوہ آپکے دیوان مین کسی امیر یا بادشاہ کی شان مین کوئی قصیدہ نہین ہے حالانکہ دوسرے بزرگ سعدی شیرازی اور خواجہ عراقی کا کلام بھی اس لوث سے پاک نہین ہے آپکی پوری غزل ایک ہی رنگ اور ایک ہی حال مین مستغرق ہوتی ہے مختلف مضامین جیسا کہ اور شعرا کا مذاق ہے آپکی غزلون مین مطلق نہین ہوتی جس سے محض مستی اور بیخودی ٹپکتی ہے جیسا کہ غزل سے

چو وضو ز اشک سازم بود آتشین نمازم
در مسجدم بسوزد چو بدو رسد اذانی
عجبا دو رکعت است این عجبا چهارم است این
عجبا چه سوره خواندم چو نداشتم زبانی
بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم
که تمام شد رکوعی که امام شد فلانی

ولہ

من ز نیج آن برگزیدم مغز را
پوست را پیش سگان انداختیم
جبّه و دستار و علم قیل و قال
جمله در آب روان انداختیم
باز از پستی سوے بالا شدم
طالب آن عالم زیبا شدم
چار بودم سه شدم اکنون دوم
از دوی بگذشتم و یکتا شدم
سالکان راه را محرم شدم
ساکنان قدس را همدم شدم
آنچه از عیسی و مریم یاوه شد
گر مرا باور کنی آن هم شدم
رومنود الله اعلم مر مرا

چو نماز شام هر کس بنهد چراغ و خوانی
منم و خیال یارے غم و نوحه و فغانی
عجبا نماز شام است تو بگو در چه است این
که نداند او زبانی نه شناسد او مکانی
در حق چگونه گویم که نه دست ماند و نی دل
دل و دست چون تو بردی بده ای خدا امانی
ما دل اندر راه جان انداختیم
غلغلے اندر جهان انداختیم
تخم اقبال و سعادت تا ابد
از زمین تا آسمان انداختیم
از کمال شوق تیر معرفت
راست کرده بر نشان انداختیم
آشنائی داشتم ز انسوی جان
باز ز انجا آمدم آنجا شدم
جاهلان امروز را فردا کنند
من به نقد امروز را فردا شدم
که چو عیسی جمله گشتم زبان
گه لب خاموش چون مریم شدم
پیش نشترهاے عشق لم یزل
زخم گشتم صد ره و مرهم شدم
کشته الله و بس اعلم شدم

مولانا کی مثنوی

مثنوی شریف کی تصنیف کا آغاز ۶۶۲ھ مین ہوا جیسا کہ خود مولانا ارشاد فرماتے ہین سے

مطلع تاریخ این سود او سود سال اندر ششصد و شصت دو بود + اور باعث تصنیف خواجہ حسام الدین چلپی ہوے جیسا کہ منقول ہے کہ ایک شب اونکو یہ خیال آیا کہ مولانا سے ایک مثنوی مثل مثنوی منطق الطیر عطار کے تصنیف کرنیکی درخواست کرونگا اونکا یہ خیال مولانا پر ظاہر ہو گیا ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش شیخ چون شیرست و دلہا بیشہ اش
حاضری و غائبی پس باخبر اولیا اطفال حق اند اے پسر

اور اوسی شب مین تصنیف شروع فرمادی شروع کی ۲۳ شعر تا ع بس سخن کوتاہ باید والسلام + اوسیوقت لکھ دیے صبحکو حسب عادت جب خواجہ حسام الدین آپ کیخدمت مین حاضر ہوے تو آپنے وہ اشعار اونکو دکھاے وہ سخت متعجب ہوے اور اپنا ارادہ کا واقعہ بیان کیا یہی وجہ ہے کہ سواے دفتر اول کے سب دفترونکو خواجہ حسام الدین ہی کے نام سے مولانا نے شروع کیا ہے۔ مولانا اول شب مین تصنیف فرماتے تھے وہ اخیر شب مین صاف کر کے صبح تک حاضرین مجلس کو سنا دیتے تھے یہانتک کہ دفتر اول پورا ہو گیا اسکے بعد بقضائے الٰہی اونکی زوجہ نے انتقال کیا وہ خانہ داری کی مخصوصین مین پھنس گیے اور مثنوی شریف کی تصنیف بند ہو گئی جب دو سال کے بعد وہ فارغ البال ہوے تو انہون نے پھر مولانا سے تصنیف کا اصرار کیا اور مولانا نے دفتر دوم شروع کیا ؎

مدتی این مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خون شیر شد
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان باز گردانید ز اوج آسمان
چون بمعراج حقایق رفتہ بود بے بہارش غنچہا نا شگفتہ بود

مثنوی کا دفتر ہفتم	چھ دفتر تمام ہو چکنے کے بعد مولانا سخت علیل ہو گئے اور ساتوین دفتر کے بابتہ آپنے فرمایا کہ ؎

در دل ہر کس کہ باشد نور جان باقی این گفتہ آید بے گمان

بعض کا بیان ہے کہ اس بیماری سے نہ جانبر ہو سکنے کی وجہ سے ساتوان دفتر تصنیف نہ ہو سکا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مولانا تندرست ہو گئے تھے انہون نے خود ساتوان دفتر تصنیف فرمایا جسکا آغاز یہ ہے ؎

ای ضیاء الحق حسام الدین سعید دولتت پایندہ عمرت بر مزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر بر فراز چرخ ہفتم کن سفر
سعد اعداد ست ہفت اے خوش نفس زانکہ تکمیل عدد ہفت ست بس

مثنوی کی تعریف	متاخرین نے حسب لیاقت خود مثنوی اور اوسکے مصنف کی توصیف کی ہے ؎

اسجگہ ہے گفتۂ جامی بجا نظم اور ناظم کے حق مین جو کہا
من چہ گویم وصف آن عالیجناب نیست پیغمبر و لے دارد کتاب
مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی

+ اور اس سے بھی بہتر آپکی عربی ایک رباعی ہے جسمین آپ نے اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم تشریف فرما ہین اور اونکے سامنے مثنوی شریف پیش ہے آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اگرچہ معارف و حقائق مین آجتک بہت سی کتابین تصنیف کی گئین لیکن اونمین مثنوی کے مماثل ایک بھی نہین ہے

رباعی

إنّي أبصرتُ في نومي الرّسول في يديه المثنوي وهو يقول
صُنّفت كتبٌ كثيرٌ معنوي ليس فيها كالكتاب المثنوي

اس خواب کی تصدیق مین یہ امر کافی ہے کہ اسوقت تک اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کبار سے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص کسی مضمون مین بطریق اقتباس مثنوی شریف کے اشعار نقل کر دیتا ہے تو اوسمین جان پڑ جاتی ہے واعظونکے وعظ مین مثنوی کے اشعار سے تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جسکے سننے سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہین اس کتاب سے علماء و فضلا نے جسقدر اعتنا کیا ہے کسی اور فارسی کتاب سے نہین کیا بہت سی نامی اور مستند کتابین مثل شاہنامہ فردوسی و حدیقہ حکیم سنائی و منطق الطیر و الٰہی نامہ و اسرار نامہ و پندنامہ خواجہ فریدالدین عطار و گلستان و

بوستان شیخ سعدی شیرازی موجود ہین انکو مثنوی کی قبولیت کے ساتھ کچھ نسبت نہین ہے۔

مثنوی کی شرحین | مثنوی شریف کی جسقدر شرحین لکھی گئی ہین کسی اور فارسی کتاب کی نہین لکھی گئین بعض شرح کے نام یہ ہین۔

نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف
۱	شرح مثنوی موسوم بہ کنز الحقائق	۸۴۰ھ	۱۰	شرح شیخ عبد المجید سیواسی	۱۰۴۹ھ	۱۷	شرح مولانا ولی محمد اکبرآبادی	۱۱۴۰ھ
۲	؍؍ بعض اشعار مثنوی ملا الدین حسین واعظ	۸۷۵ھ	۱۱	؍؍ شاہ محمد افضل الہ آبادی	ـــ	۱۸	؍؍ مولانا محمد رضا رح	ـــ
۳	؍؍ بعض اشعار مثنوی مولانا جامی نقشبندی	۸۹۵ھ	۱۲	؍؍ مولانا محمد [illegible] لاہوری سہروردی	۱۰۵۵ھ	۱۹	؍؍ مولانا عبد اللطیف رح	ـــ
۴	؍؍ مولی مصطفیٰ بن شعبان ۶ جلد مین	۹۶۹ھ	۱۳	؍؍ بعض اشعار عبد اللہ بن محمد رئیس الکتاب	ـــ	۲۰	؍؍ ملا نظام الدین لکھنوی فرنگی محلی	۱۱۶۱ھ
۵	شرح سودی	۱۰۰۰ھ	۱۴	؍؍ بعض اشعار حسن علی ... مسمی بہ کاشف الاسرار	ـــ	۲۱	؍؍ مولانا عبد العلی بحر العلوم	۱۲۲۵ھ
۶	جواہر الاسرار حسین بن حسن	۱۰۳۰ھ						
۷	شرح کمال الدین خوارزمی	۱۰۴۰ھ	۱۵	؍؍ منہج القوی لطلاب المثنوی عربی	ـــ	۲۱	کشف العلوم شرح مثنوی مولانا روم	۱۳۰۵ھ
۸	شرح اسمعیل انقروی ۶ جلد مین	۱۰۴۲ھ	۱۶	؍؍ بعض الفاظ مشکلہ آیات و احادیث	ـــ	۲۳	سر المکتوم شرح ...	ـــ
۹	شرح اسمعیل قیصری	ـــ		موسوم بہ ازہار مثنوی مصنفہ ملا ... بن یحییٰ شیرازی	ـــ	۲۴	شرح بعض دفاتر مثنوی ... موسوم بہ کتاب قوم و مسلک ...	۱۳۱۵ھ

مثنوی پر اعتراض اور اوسکا جواب | مثنوی شریف کی این قبولیت اور ظہور برکات کے باوجود جہلا اسپر اعتراض کئے بغیر نہ رہ سکے سچ ہے ع عیب نما ید ہنرش در نظر

اس سے مثنوی شریف کی حقیقی شان مین کچھ کمی نہین آسکتی **شعر**

چراغی را کہ ایزد بر فروزد	ہر آنکو تف زند ریشش بسوزد

چنانچہ مثنوی شریف مین ایک مقام پر والدہ حضرت یحیٰی و والدہ حضرت عیسیٰ کا بحالت حمل باہم ملاقات کرنا اور دونو بچون کا حالت حمل مین ایک دوسرے کی والدہ کو سجدہ کرنیکا واقعہ مذکور ہے **مثنوی**

مادر یحیٰی چو حامل بد ازو	بود با مریم نشستہ روبرو

اسکو مولانا کی بعض معصرون نے کہا تھا کہ خلاف قیاس ہے **مثنوی**

ابلہان گویند این افسانہ را	خط بکش زیرا دروغ ست و خطا
زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش	بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مادر یحیٰی کجا دیدش کہ تا	گوید او را این سخن در ماجرا

آپنے اسکا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے کہ ہمارا مقصد قصہ سے صرف اوسکا نتیجہ ہے اگرچہ ان دونو مین بظاہر ملاقات جسمانی نہین ہوئی مگر دونو صاحب باطن تھے اونکی اور قسم کی ملاقات ہوا کرتی ہے جس سے اہل ظاہر واقف نہین ہوسکتے ۵ | از حکایت گیر معنی اے زبون | ور نہ بدیش نظر بر ون فزون

اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست	معنی اندر وی بسان دانہ ایست	دانہ معنی بگیرد مرد عقل	ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
گفت نحوی زید عمرا قد ضرب	گفت چونش کرد بیجرم اے ادب	عمر و را جرمش چہ بد کان زید خام	بیگناہ اورا بزد ہمچون غلام
گفت این پیمانہ معنی بود	گندمش بستان کہ پیمانہ ست رد	عمر و زید از بہر اعراب ست ساز	گر دروغ ست آن تو با اعراب ساز

ایک قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو از رو حسد مثنوی کہنا شروع کیا تھا مولانا اونکو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے ہین ۵

اے سگ ناپاک بر مسند قوی	مثنویم را تو گوئی مشنوی	اے چنان افسانہا بشنیدہ	ہمچو شیطان بر نقش آن چفیدہ

مثنویِ ما دکانِ وحدتست | وحدتاند وحدت اندر وحدتست۔ ایک شخص کو رباطن مثنوی کو نثنوی کہتا تھا اوسکی نسبت ایک آپ فرماتی ہین ؎

اگیسہائے کر خود تو آن را مثنوی | چون مثالش دیدہ چون نگروی
مرمر افسانہ می بندار شتید | تخم طعن و کافری ہیکاشتید
اے سگِ طاعن تو عو عو میکنی | طعنِ قرآن را برو نشنو میکنی
این نہ آن شیریست کز وی جان بری | یا ز پنجہ قہر او ایمان بری

بعض صاحبون نے کہا کہ اسمین کہانی قصے ہین جنکو تصوف کے معارف و اسرار سے کچھ نسبت نہین ہے ؎

کین سخن پست است یعنی مثنوی | قصۂ پیغمبر است و پیروی
از مقاماتِ تبتّل تا فنا | پایہ پایہ تا ملاقاتِ خدا
نیست ذکر و بحثِ اسرارِ بلند | کہ دوانند اولیا زان سو کمند
جملہ سر تا سر فسانہ است و فسون | کودکانہ قصہ بیرون و درون

مولانا نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ کفار و منافقین نے قرآن شریف کو بھی اسی قسم کا اعتراضات کی تہی کہ ماهٰذا الّا اساطیر الاوّلین ؎

چون کتاب اللہ بیامد ہم بران | اینچنین طعنہ زدند آن کافران
کودکانِ خورد فہمش میکنند | نیست جز امرِ پسند و ناپسند
ذکرِ بلقیس و سلیمان و سبا | ذکرِ داؤد و زبور و اور یا
کہ اساطیر است و افسانہ نژند | نیست تعمیقے و تحقیقے بلند
ذکرِ اسمٰعیل و ذبح جبرئیل | ذکرِ قصہ کعبہ و اصحابِ فیل
ذکرِ طالوت و شعیب و صوم او | ذکرِ یونس ذکرِ لوط و قوم او

مثنوی کی تنقیص | مفتی میر عباس صاحب مرحوم لکہنوی نے اپنی کتاب من و سلوی کی تعریف کے ضمن مین مثنوی شریف کی تنقیص کی ہے کہ ؎

این کلامِ صوفیانِ شوم نیست | مثنویِ مولویِ روم نیست
در تصوف می شود شیرین کلام | زانکہ باشد در کنہ لذت تمام

تنقیص کا جواب | جناب المبرور آغا سید علی الموسوی الشوستری متخلص بہ طوبی المخاطب بہ سلطان العلما ادیب الدولہ لسان الملک فرماتی ہین ؎

عارفِ باللہ مولانائے روم | شہر بند و مفتوح چون بابُ العلوم
اہلِ باطن می شناسد نورِ دل | لیکہ موش کور رہین آب و گل
کرد تفسیرِ کلامِ ایزدی | ہم حدیثِ مصطفےٰ در مثنوی
شانِ مولانا است بس عالی مقام | مثنوی ایمانِ طوبی والسلام

مولانا کا فیصلہ | معترض اور مجیب دونو صاحبونکی خیالات کا ایک واقعہ کی ضمن مین مولانا مثنوی شریف مین خود تصفیہ فرما گئی ہین ؎

دید احمد را ابو جہل و بگفت | زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
دید صدیقش بگفت اے آفتاب | نے ز شرقے نے ز غربے خوش بتاب
حاضران گفتند کای صدر الوریٰ | راست گو گفتی دو ضد را گو چرا
گفت احمد مر ورا کہ راستی | راست گفتی گرچہ کار افزاستی
گفت احمد راست گفتی ای عزیز | اے رہیدہ تو ز دنیائے رحیز
گفت من آئینہ ام مصقولِ دست | ترک و ہندو در من آن بیند کہ ہست

الحاصل ؎ | نور خواہی مستعدِ نور شو | دور خواہی خویش بین مغرور شو

مولانا اور حدیقہ اور الٰہی نامہ | مولانا نے مثنوی اور دیوان مین متعدد مقامات پر حکیم سنائی غزنوی اور خواجہ فریدالدین عطار اور انکی

تصانیف کی توصیف فرمائی ہی مثنوی مین ایک مقام پر فرماتی ہین ؎ | ترک جوشی کردہ ام من نیم خام | از حکیمِ غزنوی بشنو تمام

در الٰہی نامہ گوید شرح این | آن حکیمِ غیب و فخر العالمین | دوسری جگہ فرماتی ہین ؎ | بشنو این پند از حکیمِ غزنوی | تا بیابی در تن کہنہ نوی

بشنو اکنون زانکہ ... ہوش کن | بشنو از قولِ سنائی در رموز | ... جان ... ہوش کن۔ تیسرے موقع پر فرماتی ہین ؎ | معنیِ تا وقف آگی برکند

گر تو بکشائی زبان طعن و ... | زود یابی سر منکر ... دیدہ | ہیچ ... دانا الٰہ ... مرد ... بگفت | در حقیقت زین صدف در ... ست

دیوان مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎ ہفت شہرِ عشق را عطار گشت | ما ہمان اندر خمِ یک کوچہ ایم

دوسری جگہ فرماتے ہین ؎ عطار روح بود و سنائی دو چشمِ ما | ما از پے سنائی و عطار آمدیم

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مولانا کی کسرِ نفسی ہے ورنہ خود مولانا ایک بحرِ زخار ہین اور اونکی مثنوی دریای ناپیدا کنار ہے اول تو مثنوی کے مضامین ان کتابون مین نہین ہین اگر کہین ہین تو نہایت مختصر اور ناتمام اور مثنوی مین کامل ہین

مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ

حدیقہ مین روح کی بابتہ لکھا ہے ؎ روح با عقل و علم داند زیست | روح را پارسی و تازی نیست

اسی مضمون کو مولانا مثنوی شریف کے دفتر دوم مین فرماتے ہین ؎

بحثِ عقلی و حس اثر دان یا سبب	بحثِ جانی یا عجب یا بو العجب
بحثِ جان اندر مقامِ دیگر است	بادۂ جان را قوامِ دیگر است
روحِ صالح قابلِ آفات نیست	زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
روح با علم ست و با عقل ست یار	روح را با تازی و تازی چہ کار
بحثِ عقلی گر درِ مرجان بود	آن دگر باشد کہ بحثِ جان بود
روح ہمچون صالح و تن ناقہ است	روح اندر وصل و تن در فاقہ است
ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش	تا شوی بر روحِ صالح خواجہ تاش
روحِ خود را متصل کن اے فلان	زود با ارواحِ قدسِ سالکان

حدیقہ مین دل کی حقیقت اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

از درِ تن کہ صاحبِ کلہ است	تا مدِ دل ہزار سالہ رہ است
پر و بالِ خرد ز دل باشد	تنِ بے دل جوالِ گل باشد
اصلِ ہزل و مجاز دل نبود	درِ زنخ خشم و آز دل نبود
دل یکے منظریست ربانی	حجرۂ دیو را چہ دل خوانی
اینکہ دل نام کردۂ بہ مجاز	رو بہ پیشِ سگانِ کوی انداز
از درِ چشم تا بہ کعبۂ دل	عاشقان را ہزار و یک منزل
باطنِ تو حقیقتِ دلِ تست	ہر چہ جز باطنِ تو باطلِ تست
پارۂ گوشت نام دل کردی	دلِ تحقیق را بحل کردی
نیست غنچہ کہ یک رہ جال	خواند شکلِ صنوبری را دل
دل کہ با جاہ و مال دارد کار	آن سگے دان و آن دگر مردار

مولانا نے دل کی ماہیت مثنوی شریف کے دفتر سوم مین اسطرح سے بیان کی ہے ؎

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست	دل فرازِ عرش باشد نہ پست
زانکہ گر آبست مغلوبِ گل است	پس دلِ خود را مگو کاین ہم دل است
پاک گشتہ زان ز گل صافی شدہ	در فزونی آمدہ وافی شدہ
آنچنان کہ آب در گل در کشد	کہ منم آب و چرا جویم مدد
لطفِ شیر و انگبین عکسِ دل است	ہر خوشی آن خوشی از دل حاصل است
باغہا و سبزہا در عینِ جان	بر برون عکسش چو در آبِ روان
ہم ہمی بینی نقش و ہم نقاش را	فرشِ دولت را و ہم فراش را
زانکہ محدود است و معدود است آن	آئینہ دل خود نباشد این چنین
صورتِ بیصورتِ بیحد و غیب	ز آئینۂ دل تافت بر موسی ز جیب
نورِ نورِ چشم خود نورِ دل است	نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل است
در گلِ تیرہ یقین ہم آب ہست	لیک ازان آب نشاید آبِ دست
آن دلے کز آسمانہا برتر است	آن دلِ ابدال یا پیغمبر است
سر کشیدی تو کہ من صاحبدلم	حاجتِ غیرے ندارم واصلم
خود روا داری کہ این دل با غذا	کہ مرد در عشقِ شیر و انگبین
بس بود دل جوہر و عالم عرض	سایۂ دل چون بود دل را غرض
آئینہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
گرچہ آن صورت نگنجد در فلک	نہ بعرش و فرش و دریا و سمک
روزنِ دل گر گشادہ است و صفا	میرسد بے واسطہ نور از خدا
کان جمالِ دل جمالِ باقیست	دولتش از آبِ حیوان ساقیست
باز نورِ نورِ دل نورِ خداست	کو ز نورِ عقل و حس پاک و جداست

نور حق را نور دل تزئین بود	معنی نور علی نور این بود

اوسکی کیفیت حدیقہ مین اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

عاشقی خوش دست و بس بے نوا	زخمہا خوردہ است سلنے زہوا
از دمش شعلہ باہمی خیزد	چہ عجب گر نے آتش انگیزد

عرفا کے نزدیک (نی) بانسری سے انسان کامل جویان اصل مراد ہے

نالہ نے زدرد خالی نیست	شوق ازو دے زرد خالی نیست
بے زبان گوش را خبر کردہ	بے بیان ہوش را خبر کردہ

مولانا نے مثنوی شریف کے دفتر اول کو اسی مضمون سے آغاز کیا ہے ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند از جدائیہا شکایت میکند الخ

نادرات مثنوی | مثنوی شریف کے طرز بیان کی عمدگی و مضامین کے جامعیت کے علاوہ اوس مین اور بھی بہت سی نادرات موجود ہین جیسے مباحث ذات و صفات حضرت باریتعالیٰ علم توحید - وحدة الوجود - فنا و بقا و دیگر مقامات و حالات سلوک کیفیت روح تجدد امثال وغیرہ و علم کلام و مناظرہ حکمت و فلسفہ - تجاذب اجسام کشش ذرات مسئلہ ارتقا وغیرہ جو فی زمانہ اہل سائنس نے تحقیقات جدیدہ سے دریافت کئے ہین جسکی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے -

مشکلات تصنیف مثنوی | اسکی تصنیف کے وقت جو جو دقتین مولانا کو پیش آئین اونکو ملحوظ رکھکر اگر مثنوی شریف کی خوبیون پر نظر کیجائے تو مزید محاسن ظاہر ہونگے اسکی تصنیف سے ذرا پہلے علامہ فخر الدین رازی کا زمانہ گذرا تھا جو بادشاہ وقت کے اوستاد اور مرشد خاص اور حکمت و فلسفہ اور منطق کے مقتدا اور عقائد اشعریہ کے سرپرست اور امام تھے انہون نے اپنے خیالات اور عقائد کا نہایت ہی زور و شور سے عالم مین صور پھونکدیا تھا جسکی ہنوز چارونطرف صدائین گونج رہی تھین اور اونکے تلامذہ ان عقائد کی اشاعت مین مصروف و ہمہ تن کوشان تھے آپنے اونکے مقابلہ مین تردید کر کے عقائد ماتریدیہ حنفیہ کا ثبوت دیا ہے جو عام طور پر مقبول خلائق ہوگیا دوسری مشکل جو اوس سے بھی زیادہ سخت تھی یہ پیش آئی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رحمة اللہ علیہ نے تھوڑے ہی دن پہلے ان اسرار ربانی اور معارف حقانی کا جو اونپر بالہام ربانی منکشف ہوئے تھے اپنی کلمات قدسی آیات مین اظہار فرمایا تھا جو سراسر حق تھا چونکہ بحالت بیخودی و مستی و مدہوشی یہ شطحیات آپسے یکلخت ظاہر ہوتی تھین اسلئے آپ ہی کی ذات تک محدود تھی چنانچہ شیخ رح الہام افشاء اسرار الربوبیة کفر سے پاک اور بری ہوتے تھے مگر احتیاطاً قطب وقت شیخ الشیوخ شہاب الدین قلوری سہروردی (جو حضرت غوث پاک کے مرید و خلیفہ تھے) عام طور پر بغداد اور نواح عراق مین حکم دیدیا تھا کہ لاتتبعوا ھذا الملحد اور جب شیخ رح کا وصال ہوا تو آپ بیحد روئے اور فرمایا لقد مات ولی اللہ (از کلمات امدادیہ) تاہم بسبب عوام کالانعام جو ہنوز منزل و مقام سے ناآشنا تھے محض اقوال شیخ اکبر کے مقلد ہو کر مدعی انا الحق ہو گئے ؎ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست اما نمی توان کہ اشارت باو کنند جیسے عوام متصوفین زمیم اتحاد و حلول کے فرق سے بھی ناواقف ہین محض بمقولہ ع اے قناعت کردہ از ایمان بقول تعلی توحید پر اکتفا کرلیا ہے اور خلاف شرع شریف اعمال و افعال کفر و اتحاد کا نام تصوف رکھ لیا ہے مولانا نے ان خیالات کی تردید مین مختلف دعاوی انا الحق حضرت منصور و سبحانی ما اعظم شانی بایزید کے ضمن مین اصلی حال اور مصنوعی قال کا نہایت ہی عمدگی سے امتیاز اور فرق ظاہر کر کے دکھایا ہے -

مثنوی

آنکہ او بے درد باشد رہزنست	زانکہ بیدردی انا الحق گفتنست	آن انا بے وقت گفتن لعنتست	وین انا در وقت گفتن رحمتست
گفت فرعونے انا الحق گشت پست	گفت منصورے انا الحق و برست	آن انا را لعنة اللہ در عقب	وین انا را رحمة اللہ اے محب
آن انا منصور رحمت شد یقین	وان انا فرعون لعنت شد ببین	لاجرم مر مرغ بے ہنگام را	سر بریدن لازم ست اعلام را
این انا ہو بود در سر اے فضول	ز اتحاد نور نز راہ حلول	تو انا رب ہمی گوئی مدام	غافل از ماہیت این ہر دو نام
یک لمانیم رستہ از انا	از انا سے پر بلا سے پر عنا	آن انا بر تو اے سگ شوم بد	در حق ما دولت مختوم بود

تمت

حالات حضرت خواجہ درویش محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جنھون نے مثنوی شریف کا یہ انتخاب مع سوم لب لباب کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

آپ کا نام نامی خواجہ درویش محمد ولدیت مولانا دوست محمد بخاری مقام والدت شہر کتہ توابع بخارا ہے آپ حضرت شیخ عبد الخالق غجدوانی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ خواجگان محمد بہا ر الدین نقشبند قدس سرہما العزیز کے حقیقی نواسے اور حضرت مولانا محمد زاہد خلیفہ اعظم حضرت ناصر الدین محمد خواجہ عبید اللہ احراری قدس سرہما العزیز کے بہانجے ہین۔ آپ بعد تحصیل علوم ضروریہ ابتداء سن شعور سے عبادت وریاضت مین مشغول اور تفرید وتجرید مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح سے آپ پندرہ سال تک پابند رہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کبی روز تک کچہہ خورو نوش کیلئے میسر نہ آیا اور بہوک کی بیتابی سے زمام صبر ہاتہہ سے جانے لگی آپ نے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نظر کی فوراً ہی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ اگر آپ تعلیم صبر وقناعت چاہتے ہین تو مولانا زاہد (ممدوح)

کی خدمت مین جاکر حاصل کرو۔ آپ حسبہ مولنا کے مرید ہوگئے اور اونکی خدمت بابرکت مین حاضر رہکر سلوک اور معارف کی تکمیل کی اور شرف خلافت سے سرفرازی پائی۔ کمال تقوی اور زہد وریاضت مین آپ کے اوقات معمور تھے۔ آپکی نسبت نہایت قوی اور عالی تھی مگر جسطرح کہ دستور بزرگان خاندان علیہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے آپ بھی نہایت ہی گمنامی اور مخفی الحالی کے ساتھہ بچون کو قرآن شریف پڑھاکر زندگی بسر کیا کرتے تھے ابتداءً آپ کی شہرت کا یہ سبب پیش آیا کہ ایک کوئی بزرگ کا آپ کے وطن مین گزر ہوا اونہون نے اپنے کشف باطنی سے آپکی کرامات اور نسبت عالیہ کے مقامات کا ادراک کیا اور کہا کہ یہان کوئی صاحب اولیاء کبار مین سے ہین تلاش کرنا چاہیئے یہ کہکر جستجو شروع کی جسطرف سے نسبت کا اثر محسوس ہوتا تھا اوسطرف چلے حتی کہ آپ سے ملاقات ہوی اور دونون نے آپس مین راز و نیاز کی گفتگو کی۔ لوگونکو اس کا علم ہوا اور کسیقدر چرچا ہوگیا۔ اس کے تہوڑے دنون بعد دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ شیخ نورالدین خوانی آپکے وطن مین آئے آپ اونکی ملاقات کیلئے اپنے معمولی بوسیدہ لباس مین تشریف لیگئے دونون نے دیر تک باہم معانقہ کیا اور آپس مین مراقب ہوے بعدہ آپ مرخص ہوے تو انہون نے کئی قدم تک آپکی مشایعت کی اور مودبانہ آپکو رخصت کیا۔ جب آپ وہان سے تشریف لے آئے تو انہون نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آپکی خدمت مین بہت سے طالبان خدا اکتساب فیضان باطنی فرمانے کیلئے آتے ہونگے لوگون نے عرض کیا کہ یہ صاحب کوئی بزرگ اور شیخ نہین ہین ایک معمولی آدمی ہین اور بچونکو کلام اللہ شریف پڑہاکر بسر اوقات کیا کرتے ہین۔ یہ سنکر شیخ نورالدین خوانی کو کمال تعجب ہوا اور حیرت سے فرمایا کہ یہان کے آدمی نہایت ہی کور باطن اور ناقدرشناس ہین کہ ایسے کامل و مکمل شیخ

اولیاء وقت کے فیضان سے محروم ہین - اسکے بعد عام طور پر لوگونکو آپکی کمالات کا علم ہوا اور ہر طرف سے جوق جوق عاشقان خدا طالبان راہ صدق وصفا آپکی خدمت ہین حاضر ہوکر استفادہ کرنے لگے ایک واقعہ یہ گذرا کہ شیخ خوارزمی کردی جو اوس زمانہ کے ایک مشہو صاحب تصرف بزرگ تھی اونکا دستور تھا کہ جہان کہین جاتے تھے وہان کے اولیاء اللہ کی کرامت اور نسبت اپنی نسبت قویہ سے سلب کر لیتے تھے اتفاقاً آپ کے وطن ہین بھی آنکلے اور یہانکے اورون کی کرامات سلب کرنے کے وہان جاکر خود اپنی نسبت کو گم پایا اور بالکل خالی اور صفرا ہو گئے ہرچند کوشش کیساتھ مراقبہ کیا مگر نسبت پیدا نہ ہوئی - جس سے نہایت درجہ وہ حیران و پریشان ہو گئے اور حالت ابتر ہونے لگی لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی زبردست بزرگ ہین لوگون نے آپکا نام بتایا تو وہ آپکی ملاقات کیلئے نکلے جون جون وہ آپکے نزدیک پہونچتے تھے نسبت کا اثر زیادہ محسوس ہوتا تھا حتیٰ کہ وہ آپکی خدمت مین پہونچے تو پھر نسبت سے بالکل خالی ہو گئے اِس سے اونکو یقین ہو گیا کہ انھی بزرگ کے تصرف سے نسبت سلب ہو گئی ہے پھر تو انہون نے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر ولایت ہے اسکے بعد بہت خوشامد کی تو آپ نے اونسے عہد لیا کہ آئندہ وہ کسی بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرین گے - اونکی نسبت و کرامت اونکو واپس دیدی اور وہانسے نکلجانے کا حکم دیا وہ جہان سے آئے تھے فی الفور وہان کو واپس ہو گئے - مثنوی معنوی حضرت مولنا رومی قدس سرہ السامی کی تعلیم حضرت مصنف سے لیکر یکے بعد دیگرے آپکے بزرگون مین متصل چلی آتی تھی کہ آپکو بھی پہونچی اور آپ کمال ذوق و شوق کیساتھ مثنوی شریف کے مطالعہ مین محو رہتے تھے آپ نے باجازت باطنی حضرت مصنف اور بتائید روحانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رح ۱۰۹۰ھ مین

مثنوی شریف کا با بواری انتخاب موسومہ بہ لب لباب فرمایا اوسکی تفصیلی کیفیت رسالہ فارسی مشمولہ ہذا کے معائنہ سے واضح ہوگی جب عالم رویا مین یہ لب لباب حضرت مولانا کے ملاحظہ مین پیش ہوا تو آپنے تبسم فرما کے ارشاد کیا کہ "مبارک ست ہر کہ ازین انتخاب بابے بعد از نماز بامداد و بابے بعد از نماز عصر خواہد خواند بے شک روز قیامت ہمسایۂ مین در بہشت برین جاے خواہد یافت و انواعِ اسرار و حقائق و معارفِ آلہی بروے مکشوف خواہد شد" حسبۂ اکابر نقشبندیہ مین زمانہ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے ابتک صبح و شام ایک ایک باب پڑھنے کا معمول مقرر ہے سبقاً سبقاً اسکی تعلیم جاری ہے بعد تکمیل کے سند بھی دیجاتی ہے فقیر عفی عنہ کا آپ تک سلسلہ متصلہ حسب ذیل ہے۔

والدی و شیخی حافظ محمد عباس علیخان الامروہی شیخہ مولنا سید شاہ فخر الدین احمد عرف حکیم پادشاہ قادری نقشبندی الالہ آبادی شیخہ سید شاہ فرخ علی نقشبندی الکڑہوی شیخہ مولانا سید شاہ ابوالحسن النصیری آبادی شیخہ مولانا مراد اللہ التہانیسری شیخہ مولنا نعیم اللہ البہرایچی شیخہ شمس الدین مرزا مظہر جانجانان شہید الدہلوی شیخہ سید نور محمد بدایونی شیخہ شیخ سیف الدین السرہندی شیخہ و والدہ خواجہ محمد معصوم القیوم الثانی شیخہ و والدہ امام ربانی مجدد الف ثانی القیوم الاول شیخہ خواجہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی شیخہ خواجہ محمد آدم امکنگی شیخہ و والدہ خواجہ درویش محمد بخاری صاحب الانتخاب آپ نے ۹ محرم ۹۷۰ھ مین وصال فرمایا موضع اسفرار مضافات سبزوار علاقہ ملک ما وراء النہر مین آپکا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

العبد الحقیر
فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی

رسالهٔ فارسی کیفیت انتخاب لب لباب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین ٥
اما بعد میگوید اضعف العباد درویش محمد بن دوست محمد بخاری که یکے از خادمان کمینه و مریدان
کهینه حضرت معارف دستگاهی حقایق آگاهی عارف اسرار لاهوتیه کاشف انوار جبروتیه نقاوهٔ ابرار
زبدهٔ اخیار خواجه عبید الله احرار است که چون مثنوی مولوی جلال الدین رومی مانند بحر زخار نا پیدا کنار
و مثل شجرهٔ طیبه که اصلها ثابت و فرعها فی السماء از طبع شریفش بر آمده و نشو و نما یافت و اکثر مردم طالب
آن شدند که درین بحر بے پایان غوطه زده لآلی آبدار و دُرر شاهوار بر آرند و سعی نمودند که ازین شجرهٔ ثمرهٔ
حکمیه بچینند اما نتوانستند چه این کتاب معجزه و کرامت مولوی ست تا زمانیکه الهام ربانی و القائے
رحمانی از پردهٔ غیب رونماید و این غوامض و مشکلات از قوت شیخ کامل و مرشد اکمل نکشاید بکنه
آن رسیدن و بر اسرار آن مطلع شدن از مقولهٔ محالات و از قبیل ممتنعات است زیرا که این مثنوی نزد
اکثر علمائے شریعت و عالمان مفسر قرآن و احادیث و اهل سلوک و حقائق و پیش فقهائے دین
و اهل یقین بسیار معتبر ست و کلام حضرت مولوی بطریق استدلال در کتب معتمدهٔ خود ها می آرند خصوصاً
نزد خواجگان نقشبندیه رحمهم الله که نزدیک ایشان بسا مقبول و معتبر ست چنانچه اکثر اعزهٔ این سلسلهٔ شریفه

فقیر را باعث می بودند که اگر ازین کتاب مستطاب دُرر غُرر و جواهر زواهر به وجه ایجاز برای
بطریق انتخاب و فهرست ابواب پس خالی از فوائد نخواهد بود باین سبب که سند این مثنوی
اباً عن جدٍ از حضرت مولوی باین فقیر رسیده بود تا روزی حضرت ایشان قدس الله روحه باین
ونیز ارشاد کردند که ای فلانی درین روزها از کتب معتبره چیزی مطالعه میکنی عرض کردم که فرصت
ندارم اما گاه گاهی مثنوی حضرت مولوی رح دیده می شود و از حضرت عزیزان علی رامیتنی منقولست
که هر که مثنوی شریف را مداومت نماید و هر روز صبح و شام پارهٔ ازین با وضو و عقیدت خوانده باشد
از جمیع آفات و بلیات آخر زمان در امان باشد و ابواب کشف و یقین بروی مفتوح گردد بعده
حضرت ایشان باین فقیر فرمودند که کتاب مثنوی مولوی بسیار طول دارد اگر تو ازین کتاب انتخاب
کنی بهر خاص و عام فائده تمام خواهد رسید و روح پر فتوح حضرت مولوی از تو شاد خواهد گردید چون این
بنده ظاهراً و باطناً منقاد امر حضرت ایشان بود ضرورةً حسب فرمودهٔ جناب شان درین تردد
افتاده حیران بود که بکدام طرز درین بحر فیض غوطه نماید تا گوهر آبدار دُرر شاهوار ازین دریای
اسرار بیرون آرد همدرین اثنا در ماه ذی الحجه سنه ۹۰۹ تسع وتسعمائة شب جمعه بود که این فقیر خواجه بزرگ
حضرت بهاؤالدین نقشبند را قدس سره در خواب دید که تشریف آوردند و فرمودند که ای فلان برخیز
و انتخاب مثنوی مولوی را که کردهٔ بیار که حضرت مولوی هم همراه من آمده اند و میخواهند که آنرا
ببینند گفتم یا حضرت مدتیست که من درین فکر بوده ام که انتخابی بکنم اما هنوز صورت نه بسته حضرت
خواجه دست مبارک خود را دراز کردند و این انتخاب را از سینهٔ من بر آوردند و فرمودند که اینست
انتخاب و مسوده را پیش مولوی بردند حضرت مولوی آنرا دیده خوش شدند و تبسم کرده گفتند که
هر که ازین انتخاب بابی بعد از نماز بامداد و بابی بعد از نماز عصر خواهد خواند بی شک او روز قیامت
همسایهٔ من در بهشت برین جای خواهد یافت و انواع اسرار حقائق و معارف الهی بروی
مکشوف خواهد شد همدرین حال فقیر بیدار شد مؤذن اذان بامداد کرد من وضو کرده در حجره
حضرت ایشان آمدم چون مرا دیدند فرمودند ای فلان حضرت خواجه بزرگ و حضرت مولوی را

زیارت کردی من بر قدم ایشان افتادم ایشان بر من بسیار التفات فرمودند تصرف کردند که علوم اولین و آخرین جمله بر من روشن گردید و درانک مدت این انتخاب را مسوده نموده بنظر مبارک ایشان درآوردم ایشان نیز دیده فرمودند که مبارکست پس بخواجه قاسم اشارت نمودند که بطالبان فرمایند که مسوده این را بگیرند و هر روز مواظبت نمایند که هر که همیشه صبح و شام ازاین انتخاب کتاب بخواند مشمر برکات حسنات بیغایات باشد بعد ازان این ابیات برخواندند ○

اے یقین فرموده مولاے ما	پیشواے اہل دین و مقتدا
مثنوی را ہر کہ خواند صبح و شام	آتش دوزخ برو گردد حرام
سر حکمت پیش او روشن شود	صاحب شکر فناے تن شود
در معارف در حقائق بے نظیر	گردد او از خوف حق دایم نذیر
از حسد وز کینه دل صافی کند	دائما در یاد حق او دم زند
از بلیات جہان یابد امان	عارف کامل شود اندر زمان
در قیامت حشر او با انبیا	می شود از ہمت آن پیشوا

پس این فقیر انتخاب رابعینه چنانچه خواجهٔ بزرگ قدس سره از سینهٔ من برآورده بود نقل کرد تا ہر که مطالعه کند حفظ و نیاد آخرت یابد و این مستمند را از فاتحهٔ فاتحه یاد نماید که اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اللّٰهم احفظ لقاریها وسامعها وناظرها بحق آیات القرآن بمنه وفضله برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

قطعهٔ تاریخ طبع لب لباب نتیجهٔ فکر جناب شاهزاده محمد امیر الملک بہادر حقیر ادبی قادری نقشبندی

عالیجناب مولوی احمد حسین خان	فیض چنان نمود که الله الصمد
شائع کتاب کرد که مذکور گشته بود	لب لباب مثنوی رحمت ابد
	۱۳ ۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا از فضل تو حاجت روا | با تو یاد ہیچکس نبود روا

گفت لیعنی ہو اللہ شیخ دین | بحر معنیہاے رب العالمین

صانع بے آلت و بے جارحہ | واہب این ہدیہاے رابحہ

واحد اندر ملک او را یار نے | بندگانش را جز او سالار نے

خالق افلاک و انجم بر علا | مردم و دیو و پری و مرغ را

خالق دریا و دشت و کوہ و تیہ | ملکت او بیحد و او بے شبیہ

اے بدل کردہ خاکے را بزر | خاک دیگر را بکردہ بوالبشر

اے کہ خاکِ شورہ را تو نان کنی | وے کہ نان مردہ را تو جان کنی

میکنی جزو زمین را آسمان | میفزائی در زمین از اختران

۸

[illegible]

رو نگردانیم از فرمان تو | کفر باشد غفلت از احسان تو

کل شیء ما خلا الله باطل | ان فضل الله غیم هاطل

هیچ برگی نیفتد از درخت | بی قضا و حکم آن سلطان تخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو | تا نگوید لقمه را حق کادخلو

۵۲ در زمین و آسمانها ذره | بر نجنباند نگردد پره

جز بفرمان قدیم نافذش | شرح نتوان کرد و جلدی نیست خوش

۵۳ جمله ذرات زمین و آسمان | لشکر حقند گاه امتحان

۵۴ جزو جزوت لشکر او در وفاق | مر ترا اکنون مطیعند از نفاق

گر بگوید چشم را کو را فشار | درد چشم از تو برآرد صد دمار

در بدندان گوید او بنما وبال | پس به بینی تو ز دندان گوشمال

۵۵ باز کن طب را بخوان باب العلل | تا به بینی لشکر تن را عمل

۵۶ چونکه جان جان هر چیزی وی است | دشمنی با جان جان آسان نیست

خاک را و نطفه را و مضغه را | پیش چشم ما همی دارد خدا

کز کجا آوردمت ای بدنیت | که از آن آید همی خفریقیت

۵۷ بهر آن پیغمبر این را شرح ساخت | هر که خود بشناخت یزدان را شناخت

ای خنک آنرا که ذات خود شناخت | اندر امن سرمدی قصری بساخت

هین رها کن بدگمانی و ضلال | سر قدم کن چونکه فرمودت تعال

۵۵ قوله باز کن یعنی از کتب طبیه دریافت باید کرد که چقدر امراض بر اجسام انسان مقرر شده و حافظ حقیقی از ان بلایها محفوظ میدارد ۱۲

۵۶ قوله چونکه جان جان یعنی جان هر جزو ذات پاک باریتعالست که بقای وجود هر شی از حکم اوست پس کسیکه جان باشد خلاف و عداوت با وسخن نباشد ۱۲

۵۷ قوله بهر آن پیغمبر اشارتست بحدیث شریف من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی هر که شناخت نفس خود را پس بتحقیق که شناخت پروردگار خود را ۱۲

لطفهای مضمر اندر قهر او — جان سپردن جان فزاید بهر او

بهترین قهرش به از صد مهر و کون — نعم رب العالمین نعم العون

هر شمالی را یمینی او دهد — سنگ را ماءِ معینی او دهد

آنکه گل را شاهد خوش بو کند — هر چپی را راست فضل او کند

گر چپی با حضرت او راست باش — تا ببینی دست برد لطفهاش

مشتری ماست الله اشتری — از غم هر مشتری هین برتر آ

مشتری جو که جویان تو است — عالم آغاز و پایان تو است

مشتری خواهی که از وی زر بری — به ز حق کی باشد ای جان مشتری

زین دکان زشت کیشان برتر آ — تا دکان فضل کالله اشتری

کاله که هیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سود نیست

گفت پیغمبر که حق فرموده است — قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودی کنم — بلکه تا بر بندگان جودی کنم

من نگردم پاک از تسبیحشان — پاک هم ایشان شوند و درفشان

آفریدم تا ز من سودی کنند — تا ز شهدم دست آلودی کنند

حق هزاران صنعت و فن ساختست — تا که مادر بر تو مهر انداختست

پس حق حق سابق از مادر بود — هر که این حق را نداند خر بود

10

لابه مندیش و مکن لابه دگر | جز بدان شاه رحیم دادگر
تربیه آن آفتاب روشنم | ربی الاعلی ازان رو میزنم
علّم الانسان خم طغرای ماست | علم عند الله مقصدهای ماست
جان ازو آمد نیامد او ز جان | صد هزاران جان دهد او رایگان
شش جهت عالم همه اکرام اوست | هر طرف که بنگری انعام اوست
باد و خاک و آب و آتش بنده اند | با من و تو مرده با حق زنده اند
آب و باد و خاک و نار پر شرر | بیخبر با ما و با حق باخبر
ما بعکس آن ز غیر حق خبیر | بیخبر از حق و از چندین نذیر
پیش تو آن سنگ ریزه ساکتست | پیش احمد او فصیح و ناطق ست
پیش تو استون مسجد مرده است | پیش احمد عاشق دل برده است
جمله اجزای جهان پیش عوام | مرده و پیش خدا دانا و رام
مرده زین سویند و زان سو زنده اند | خامش اینجا و انطرف گوینده اند
چون ازان سوشان فرستد سوی ما | آن عصا گردد سوی ما اژدها
کوهها هم لحن داودی کند | جوهر آهن بکف مومی کند
باد حمال سلیمانی شود | بحر موسی را سخندانی شود
ماه با احمد اشارت بین شود | نار ابراهیم را نسرین شود
خاک قارون را چو ماری درکشد | استن حنانه آید در رشد

سنگ بر احمد سلامی می کند — کوه یحیی را پیامی می کند

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم — با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوی جمادی میروید — محرم جان جمادی چون شوید

از جمادی عالم جانها روید — غلغل اجزای عالم بشنوید

باد گوید پیکم از شاه بشر — گه خبر خیر آورم گه شوم و شر

زانکه ماموریم و امیر خود نیم — من چو تو غافل ز شاه خود کیم

باد را بی چشم اگر بینش نداد — فرق کی کردی میان قوم عاد

چون همیدانست مومن از عدو — چون همیدانست مل را از کدو

گر نبودی واقف از حق جان باد — فرق چون میکرد اندر قوم عاد

باد آتش میشود از امر حق — هر دو سرمست آمدند از خمر حق

باد را دیدی که با عاد آن چه کرد — آب را دیدی که با طوفان چه کرد

گر نبودی نیل را آن نور دید — از چه قبطی را ز سبطی می گزید

موج دریا چون بامر حق بتاخت — اهل موسی را ز قبطی واشناخت

خاک قارون را چو فرمان در رسید — با زر و تختش بقعر خود کشید

نور موسی دید موسی را نواخت — خسف قارون کرد و قارون را شناخت

رجف کرد اندر هلاک هر دعی — فهم کرد از حق که یا ارض ابلعی

تا بگوش خاک حق چه خوانده است — کو مراقب گشته خامش مانده است

آتش ابراهیم را دندان نزد / چون گزیدهٔ حق بود چونش گزد

پیش حق آتش همیشه در قیام / همچو عاشق روز و شب پیچان مدام

آتش نمرود را گر چشم نیست / با خلیلش چون ترحم کرد نیست

سنگ بر آهن زنی بیرون جهد / هم بامر حق قدم بیرون نهد

پرورد در آتش ابراهیم را / ایمنی روح سازد بیم را

ای خرد برکش تو پر و بالها / سوره برخوان زلزلت زلزالها

در قیامت این زمین بانیک و بد / کی ز نادیده گواهی میدهد

گر نه کوه و سنگ با دیدار شد / پس چرا داود را او یار شد

این زمین را گر نبودی چشم جان / از چه قارون را فرو برد آنچنان

گر نبودی چشم جان حنانه را / چون بدیدی هجر آن فرزانه را

سنگریزه گر نبودی دیده ور / چون گواهی دادی اندر مشت در

بر عدم هاکان ندارد چشم و گوش / چون فسون خواند همی آید بجوش

از فسون او عدم ها زود زود / خوش معلق میزند سوی وجود

صنع حق با جمله اجزای جهان / چون دم حرفست از افسون گران

جذب یزدان با اثرها و سبب / صد سخن گوید نهان بی حرف و لب

گفت در گوش گل و خندانش کرد / گفت با سنگ و عقیق و کانش کرد

گفت با جسم آیتی تا جان شد او / گفت با خورشید تا رخشان شد او

ق

۱۳۱ گفت دمدمات خلعت وجود در بر کرد ۱۲

باز در گوشش دمد نکته مخوف | در رخ خورشید افتد صد کسوف

تا بگوش ابر آن گویا چه خواند | کو چو مشک از دیدهٔ خود اشک راند

ور تو گردد هر که او آشفته است | حق بگوش او معما گفته است

کل یوم هو فی شان بخوان | مر ورا بی کار و بی فعلی مدان

کمترین کاریش هر روز آن بود | کو سه لشکر را روانه می کند

لشکری ز اصلاب سوی امهات | بهر آن تا در رحم روید نبات

لشکری ز ارحام سوی خاکدان | تا ز نر و ماده پر گردد جهان

لشکری از خاکدان سوی اجل | تا ببیند هر کسی حسن عمل

صد چو عالم در نظر پیدا کند | چونکه چشمت را بخود بینا کند

از پی آن گفت حق خود را بصیر | که بود دید ویت هر دم نذیر

از پی آن گفت حق خود را سمیع | تا ببندی لب ز گفتار شنیع

از پی آن گفت حق خود را علیم | تا نیندیشی فسادی تو ز بیم

صد هزاران می‌چشاند هوش را | که خبر نبود دو چشم و گوش را

حاکمست و یفعل الله ما یشا | او ز عین درد انگیزد دوا

در شکست پای حق بخشد پری | هم ز قعر چاه بگشاید دری

فهم و خاطر تیز کردن نیست راه | جز شکسته می نگیرد فضل شاه

خواجه بشکسته بند آنجا رود | که در آنجا پای اشکسته بود

۱۵

چون شکسته دل شده از حال خویش | جا بر اشکستگان دیدی ز پیش
دست اشکسته بر آورد در دعا | سوی اشکسته بود فضل خدا
کی شود چون نیستی رنجور زار | آن جمال صنعت طب آشکار
خواری و دونی مسها بر ملا | گر نباشد کی نماید کیمیا
هیچکس در ملک او بی امر او | در نیفزاید سر یکتار مو
گر بیابان پر شود زر و نقود | بی رضای حق جوی نتوان ربود
تا نشان حق نیارد نوبهار | ق | خاک سرها را نسازد آشکار
در زمستان شان اگرچه داده مرگ | زنده شان کرد از بهار و داد برگ
در زمستان شان اگر محبوس کرد | آن غرابان را خدا طاوس کرد
(درختان خزان دیده ۱۲)
منکران گویند خود هست این قدیم | این چرا بندیم بر رب الکریم
کوری ایشان درون دوستان | حق برویانید باغ و بوستان
هر جمادی را کند فضلش خبیر | عاقلان را کرده قهر او ضریر
صد هزاران نیزهٔ فرعون را | در شکست از موسی با یک عصا
صد هزاران طب جالینوس بود | پیش عیسی و دمش افسوس بود
صد هزاران دفتر اشعار بود | پیش حرف امیش آن عار بود
آفتاب و مه چو دو گاو سیاه | یوغ در گردن ببندد شان اله
می پرستید اختری کو زر کند | رو بوی آرید کو اختر کند

می پرستید آفتابِ چرخ را — خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخِ ماست — ابلهی باشد که گوید او خداست

مُلکِ مُلکِ اوست فرمان آنِ او — کمترین سگ بر درِ آن شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی و اهلِ صنم — چون مرا خواندی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من — آن کنم با تو که باران با چمن

عشقها داریم با این خاک ما — زانکه افتادست در قعرِ رضا

کارِ ما اینست بر کوریِ آن — که بکارِ ما ندارد میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم — زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی — چون نمیرد گر نباشد او خسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ — بی عنایاتِ خدا هیچیم و هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیاهستش ورق

یا غیاثَ المُستَغیثینَ اهدِنا — لَا افتِخارَ بِالعُلومِ وَالغِنا

لا تُزِغْ قَلباً هَدَیتَ بِالکَرَم — وَاصرِفِ السُّوءَ الَّذی خَطَّ القَلَم

بگذران از جانِ ما سوءُ القضا — وا مبُر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ تر از فرقتِ تو هیچ نیست — بی پناهت غیرِ پیچاپیچ نیست

از فراق و هجر میگویی سخن — هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر روی که روی تو بدید — فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

۵۳ قوله باچنین یعنی در حضور چنین خداوند عظمت و جلال کسی که مثل خس هم نباشد چگونه عجز و فروتنی نکند ۱۲

۵۴ قوله یا غیاث یعنی فریادرس فریاد کنندگان بنما راه راست مایان را نیست افتخار بعلوم و غنای دنیا ۱۲

صد هزاران مرگ تلخ ای خوبرو / نیست مانند فراق روی تو

تلخی هجر از ذکور و از اناث / دور دار ای مجر ما را مستغاث

بر امید وصل تو مردن خوشست / تلخی هجر تو فوق آتشست

حرص اندر عشق تو فخرست و جاه / حرص اندر غیر تو ننگ و تباه

یا الهی سُکّرت ابصارنا / فاعف عنا اثقلت اوزارنا

یا خفیا قد ملأت الخافقین / قد علوت فوق نور المشرقین

انت سر کاشف اسرارنا / انت فجر مفجر انهارنا

یا خفی الذات محسوس العطا / انت کالماء و نحن کالرحا

انت کالریح و نحن کالغبار / تختفی الریح و غبراها جهار

تو بهاری ما چو باغ سبز خوش / او نهان و آشکارا بخشش

تو چو جانی ما مثال دست و پا / قبض و بسط دست از جان شد روا

تو چو عقلی ما مثال این زبان / این زبان از عقل دارد این بیان

ای برون از وهم و قال و قیل من / خاک بر فرق من و تمثیل من

ربنا انا ظلمنا سهو رفت / رحمتی کن ای رحیمیهات زفت

دستگیر از دست ما ما را بخر / پرده را بردار و پردهٔ ما مدر

این دعا هم بخشش تعلیم تست / ورنه در گلخن گلستان از چه رست

ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی / زاری از ما نی تو زاری میکنی

۱۷ در بیان کمال قدرت و عظمت جناب باری تعالی ست و اظهار محض بی قدرتی و بی اختیاری آدمی مگر نه بطوریکه جبریه بران بنیاد مذهب باطل خود قایم کرده اند که آن سراسر باطل است ۱۲

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست ‏ ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ‏ برد و مات ما ز تست ای خوش صفات

ما که باشیم ای تو ما را جانِ جان ‏ ما که باشیم تا تو باشی در میان

ما عدمهائیم و هستیهای ما ‏ تو وجودِ مطلقی فانی نما

ما همه شیران ولی شیرِ علم ‏ حمله شان از باد باشد دمبدم

حمله شان پیدا و ناپیداست باد ‏ آنکه ناپیداست هرگز گم مباد

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست ‏ هستیِ ما جمله از ایجادِ تست

لذتِ هستی نمودی نیست را ‏ عاشقِ خود کرده بودی نیست را

لذتِ انعامِ خود را وامگیر ‏ نُقل و باده جامِ خود را وامگیر

ور بگیری کیست جست و جو کند ‏ نقش با نقاش چون نیرو کند

منگر اندر ما مکن در ما نظر ‏ اندر اکرام و سخائی خود نگر

ما نبودیم و تقاضا مان نبود ‏ لطفِ تو ناگفتهٔ ما می‌شنود

این طلب در ما هم از ایجادِ تست ‏ رستن از بیدا دیارب دادِ تست

این قدر ارشاد تو بخشیده ‏ تا بدین بس عیبِ ما پوشیده

قطرهٔ دانش که بخشیدی ز پیش ‏ متصل گردان بدریاهای خویش

بی طلب تو این طلب بنهاده ‏ گنجِ احسان بر همه بگشاده

نوز قرآن باز جو تفسیرِ بیت ‏ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت

گر بپرانیم تیر آن نی ز ماست / ما کمان و تیراندازش خداست

یا رب این بخشش نه حد کار ماست / لطف تو لطف خفی را خود سزاست

صد هزاران دام و دانه است ای خدا / ما چو مرغان حریص بینوا

دم بدم پابستهٔ دام توایم / هر یکی گر باز و سیمرغی شویم

میرهانی هر دمی ما را و باز / سوی دامی میرویم ای بی‌نیاز

گر هزاران دام باشد در قدم / چون تو با مایی نباشد هیچ غم

ما درین انبار گندم میکنیم / گندم جمع آمده گم میکنیم

می نیندیشیم آخر ما بهوش / کین خلل در گندم است از مکر موش

گر نه موش دزد در انبار ماست / گندم اعمال چل ساله کجاست

چون عنایاتت بود با ما مقیم / کی بود بیمی از آن دزد لئیم

ای عظیم از ما گناهان عظیم / تو توانی عفو کردن در حریم

ما ز آز و حرص خود را سوختیم / وین دعا را هم ز تو آموختیم

آنکه خواهی کز غمش خسته کنی / راه زاری بر دلش بسته کنی

تا فرود آید بلا بی دافعی / چون نباشد از تضرع شافعی

وانکه خواهی کز بلایش واخری / جان او را در تضرع آوری

آفرینها بر تو بادا ای خدا / ناگهان کردی مرا از خود جدا

گر سر هر موی من یابد زبان / شکرهای تو نیاید در بیان

۱۹

و تضرع و زاری باز میدارد کر بلائی برو نازل شود و دفع آن ممکن نباشد زیرا که تضرع و نیاز دفع بلیات از سر انسان می کند و هرگاه تضرع موقوف شد پس واقع بلا که باشد علی هذا القیاس بالعکس باید فهمید ۱۲

این ثنا گفتن ز من ترک ثناست | کین دلیل هستی و هستی خطاست
جان و دل را طاقت آن جوش نیست | با که گویم در جهان یک گوش نیست
تا قیامت گر بگویم زین کلام | صد قیامت بگذرد وین ناتمام
روز آخر شد سبق فردا بود | راز نادر روز کی گنجا بود
دست را اندر احد و احمد بزن | ای برادر واره از بوجهل تن

باب دوم در نعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

بود در انجیل نام مصطفا | آن سر پیغمبران بحر صفا
بود ذکر حلیها و شکل او | بود ذکر غزو و صوم و اکل او
طائفه نصرانیان بهر ثواب | چون رسیدندی بدان نام و خطاب
بوسه دادندی بدان نام شریف | رو نهادندی بدان وصف لطیف
شد نیاز طالبان ار بنگری | شعلها از گوهر پیغمبری
زین سبب فرمود یزدان والضحی | والضحی نور ضمیر مصطفی
هین قم اللیل که شمعی ای همام | شمع اندر شب بود اندر قیام
بی‌فروغت روز روشن هم شب است | بی‌پناهت شیر اسیر ارنب است
مصطفی را وعده کرد الطاف حق | گر بمیری تو نمیرد این سبق
من کتاب و معجزت را رافعم | بیش و کم کن راز قرآن دافعم
من ترا اندر دو عالم حافظم | طاعنان را از حدیثت رافضم

کس نیابد بیش و کم کردن درو — توبه از من حافظی دیگر مجو
باش کشتیبان درین بحر صفا — که تو نوح ثانیی ای مصطفا
پس بکش تو زین جهان بیقرار — جوق کوران را قطار اندر قطار
کار هادی این بود تو هادیی — ماتم آخر زمان را شادیی
هین روان کن ای امام المتقین — این خیال اندیشگان را تا یقین
هرکه در مکر تو دارد دل گرو — گردنش را من زنم تو شاد رو
بر سر کوریش کوریها نهیم — او شکر پندارد و زهرش دهیم
منبر و محراب سازم بهر تو — در محبت قهر من شد قهر تو
از هراس و ترس گفتار لعین — دینت پنهان می‌شود زیر زمین
چاکرانت شهرها گیرند و جاه — دین تو گیرد ز ماهی تا بماه
تا قیامت باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دین ای مصطفا
خیز در دم تو بصور سهمناک — تا هزاران مرده بر روید ز خاک
چونکه تو اسرافیل وقتی راست خیز — رستخیزی ساز پیش از رستخیز
هرکه گوید کو قیامت ای صنم — خویش را بنما که قیامت آن منم
ورنه باشد زاهل این ذکر و قنوت — پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت
راست میفرمود آن بحر کرم — بر شما من از شما مشفق ترم
من نشسته در کنار آتشی — با فروغ شعله و بس ناخوشی

هرکه از ایمان و دین بهره نداشته باشد با و گفتگو عبث است زیرا که جواب جاهلان سکوت باشد ۱۲

۵۶ قوله من نشسته
ارشاد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم است که من بر کنار دوزخ محافظت شما از دخول آن میکنم زیرا که شما از جهالت و نادانی خود را در آتش می اندازند ۱۲

که شما پروانه‌وار از جهلِ خویش | پیشِ آتش می‌کشید این جمله کیش
من همی‌رانم شما را همچو مست | از در افتادن در آتش با دو دست
همچو پروانه شما آنسو دوان | هر دو دستِ من شده پروانه‌ران
گفت پیغمبر شما را ای مهان | چون پدر هستم شفیق و مهربان
زان سبب که جمله اجزای منید | جزو را از کل چرا برمی‌کنید
۵۱ جزو از کل قطع شد بیکار شد | عضو از تن قطع شد مردار شد
تا نه پیوندد بکل بارِ دگر | مرده باشد نبودش از جان خبر
تو ولا منظورِ حق آنگه شوی | که چو جزوی سوی کلِ خود روی
دید احمد را ابوجهل و بگفت | زشت نقشی کز بنی آدم شکفت
گفت احمد مر ورا که راستی | ۵۲ راست گفتی گرچه کار افزاستی
دید صدیقش بگفت ای آفتاب | نی ز شرقی نی ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی ای عزیز | ای رهیده تو ز دنیای بی‌چیز
حاضران گفتند ای صدر الوری | راست گو گفتی دو ضد را گو چرا
۵۳ گفت من آیینه‌ام مصقولِ دست | ترک و هندو در من آن بیند که هست
۵۴ خصمهای کانبیا بگذاشتند | آن بدین احمدی برداشتند
چند بت بشکست احمد در جهان | تا که یارب گوی گشتند امتان
گر نبودی کوششِ احمد تو هم | می‌پرستیدی چو اجدادت صنم

در بعض نسخ دنیای بی‌چیز واقع است یعنی دنیای ناچیز ۱۲

۵۱ قوله جزو از کل ...

۵۲ قوله راست گفتی ...

۵۳ قوله گفت یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که من آیینه مصقول دست قدرت خدا هستم هر که در و بیند نیک را نیک نظر آید و بد را بد ۱۲

۵۴ قوله خصمهای کانبیا ...

۲۲

آن سرت وارست از سجدهٔ بتان | تا بدانی حق او بر امتان

هر کرا مالی که می جوئی بجان | او نمودت تا طمع کردی دران

صد هزاران آفرین بر جان او | بر قدوم و دور فرزندان او

آن خلیفه زادگان مقبلش | زاده اند از عنصر جان و دلش

گر ز بغداد و هری یا از ری اند | بی مزاج آب و گل نسل وی اند

شاخ گل هر جا که روید هم گلست | خم مل هر جا که جوشد هم ملست

پنج نوبت میزنندش بر دوام | همچنین هر روز تا یوم القیام

قفلهای ناگشاده مانده بود | از کف انا فتحنا برگشود

هست اشارات محمد المراد | کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

از پی نظارهٔ او حور و جان | پر شده آفاق هر هفت آسمان

خویشتن آراسته از بهر او | خود ورا پروای غیر دوست کو

آنچنان گشته پر از اجلال حق | که درو هم ره نیابد آل حق

لا یسع فیه نبی مرسل | والملک والروح ایضا فاعقلوا

گفت مازاغیم همچون زاغ نی | مست صبّاغیم مست باغ نی

زان محمد شافع هر داغ بود | که ز سرمه چشم او مازاغ بود

از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت | دید آنچه جبرئیل آن بر نتافت

چونکه مخزنهای افلاک و عقول | چون خسی آمد بر چشم رسول

یعنی انبیاء و فرشتگان همه دران مقام نمیرسند پس دریافت کنید این رمز را ۱۲

پس چه باشد مکه و شام و عراق — که نماید او نبرد وش اشتیاق

احمدا خود کیست اسپاه زمین — ماه بین بر چرخ و بشکاف این چنین

تا بدانند سعد و نحس بی‌خبر — دور تست این دور نی دور قمر

دور تست آنرا که موسی کلیم — آرزو می برد زین دورت مقیم

چونکه موسی رونق دور تو دید — کاندرو صبح تجلی میدمید

گفت یارب اینچه دور رحمتست — این گذشت از رحمت اینجا رویتست

غوطه ده موسی خود را در بحار — درمیان دوره احمد برار

چون محمد یافت آن ملک و نعیم — قرص مه را کرد او در دم دو نیم

هر که نگزیند جز این بگزیده خوان — عاقبت گیرد گلویش استخوان

هر که سوی غیر خوان تو رود — دیو با او دان که هم کاسه شود

هر که از همسایگیّ تو رود — دیو بیشکی که همسایه بود

از سر اکرام از بهر خدا — پیش ازین ما را مدار از خود جدا

ما بگفتار خوشت خو کرده ایم — ما ز شیر حکمت تو خورده ایم

ما چو طفلانیم و ما را دایه تو — بر سر ما گستران آن سایه تو

ای که چون تو در زمانه نیست کس — الله الله خلق را فریادرس

گوش ما هوش است چون گویا توئی — خشک ما بحرست چون دریا توئی

با تو ما را خاک بهتر از فلک — ای سماک از تو منور تا سمک

بی تو مارا این فلک تاریکیست	با توای ماه این فلک تاریکیست
مرغ وماهی در پناه عدل تست	کیست آن گم گشته کش فضلت نجست
داد ده مارا که بس زاریم ما	بی نصیب از باغ و گلزاریم ما
شهره ما در ضعف و اشکسته پری	شهره تو در لطف و مسکین پروری
داد ده مارا ازین غم کن جدا	دست گیر ای دست تو دست خدا
هر کسی را جفت کرده عدل حق	پیل را با پیل و بق را جنس بق
مونس احمد بمجلس چار یار	مونس بوجهل عتبه ذو الخمار
چشم احمد بر ابو بکری زده	وز یکی تصدیق صدیق آمده

یعنی شهرت ما ۱۲

باب سوم در صفت ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه

چون ابو بکر آیت توفیق شد	با چنان شه صاحب صدیق شد
مصطفی زین گفت کای اسرار جو	مرده را خواهی که بینی زنده تو
میرود چون زندگان بر خاکدان	مردهٔ جانش شده بر آسمان
جانش را این دم ببالا مسکنیست	گر بمیرد روح او را نقل نیست
زانکه پیش از مرگ او کردست نقل	این بمردن فهم آید نی بعقل
نقل باشد نی چو نقل جان عام	همچو نقلی از مقامی تا مقام
هر که خواهد کو ببیند بر زمین	مرده را ایستاده ظاهر چنین
مر ابو بکر تقی را گو ببین	شد زصدیقی امیر المومنین

۲۵ تو زنقل باشد اشارتست بحدیث شریف ان اولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی اولیاء الله نمی میرند بلکه رفتن ایشان از دنیا چنانست که گویا از خانه بخانه دیگر نقل میکنند ۱۲

اندرین نشأت نگر صدیق را — تا بحشر افزون کنی تصدیق را
دوست شو در خوی ناخوش برتری — تا ز خمرهٔ زهر بی سم شکر خوری
زان نشد فاروق را زهری گزند — که بدان تریاق فاروقیش قند

باب چهارم در وصف عمر رضی الله تعالی عنه

چون عمر شیدای آن معشوق شد — حق و باطل را چو دل فاروق شد
تا عمر آمد ز قیصر یک رسول — در مدینه از بیابان نغول
گفت کو قصر خلیفه ای حشم — تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
قوم گفتندش که او را قصر نیست — مر عمر را قصر جان روشنیست
گرچه از میری ورا آوازه ایست — همچو درویشان مر او را کازه ایست
ای برادر چون ببینی قصر او — چونکه در چشم دلت رستست مو
چشم و دل از موی علت پاک آر — وانگهان دیدار قصرش چشم دار
هر که را هست از هوسها جان پاک — زود بیند حضرت ایوان پاک
چون محمد پاک شد زین نار و دود — هر کجا رو کرد وجه الله بود
چون رفیقی وسوسهٔ بدخواه را — کی بدانی ثم وجه الله را
هر کرا باشد ز سینه فتح باب — او ز هر ذره ببیند آفتاب
حق پدید است از میان دیگران — همچو ماه اندر میان اختران
دو سر انگشت بر دو چشم نه — هیچ بینی از جهان انصاف ده

گر نه بینی این جهان معدوم نیست / عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست
تو ز چشم انگشت را بردار هین / وانگهانی هر چه میخواهی ببین
آدمی دیدست باقی پوستست / دید آنست آنکه دیدِ دوستست
چونکه دیدِ دوست نبود کور به / دوست کو باقی نباشد دور به
چون رسولِ روم این الفاظِ تر / در سماع آورد شد مشتاق تر
دیده را بر جستنِ عُمَر گماشت / رخت را و اسپ را ضایع گذاشت
هر طرف اندر پی آن مردِ کار / میشدی پرسانِ او دیوانه وار
کین چنین مردی بود اندر جهان / در جهان مانند جان باشد نهان
جُست او را تاش جوینده بود / لاجرم جوینده یابنده بود
دید اعرابی زنی او را دخیل / گفت عُمَر نک زیر آن سایهٔ نخیل
(عمر اینک ۱۲)
زیر خرما بن ز خلقان او جدا / زیر سایه خفته بین سایهٔ خدا
آمد او آنجا و از دور ایستاد / مر عُمَر را دید و در لرزه فتاد
هیبتی زان خفته آمد بر رسول / حالتی خوش کرد بر جانش نزول
۵۲ مهر و هیبت هست ضدِ همدگر / این دو ضد را دید جمع اندر جگر
گفت با خود من شهان را دیده ام / پیشِ سلطانان بسی بگزیده ام
از شهانم هیبت و ترسی نبود / هیبتِ این مرد هوشم را ربود
رفته ام در بیشهٔ شیر و پلنگ / روی من ز ایشان نگردانید رنگ

باید دانست که مهر از انس است و نفرت از هیبت و تا صد روم را مهر بود انس نبود و هیبت بود نفرت نبود در این محل فیصله تعجب دارد که دو ضد در ذات او جمع گرد ۱۲

بس شدستم در مصاف و کارزار | همچو شیران دم که باشد کارزار
بس که خوردم بس زدم زخم گران | دل قوی تر بوده ام از دیگران
بی سلاح این مرد خفته بر زمین | من بهفت اندام لرزان چیست این
هیبت حق است این از خلق نیست | هیبت این مرد صاحب دلق نیست
هر که ترسید از حق و تقوی گزید | ترسد از وی جن و انس و هر که دید
چونکه عثمان آن عیان را عین گشت | نور فائض بود ذی النورین گشت

باب پنجم در وصف عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه

قصهٔ عثمان رض که بر منبر برفت | چون خلافت یافت بشتابید تفت
منبر مهتر که سه پایه بُدست | رفت ابوبکر رض دوم پایه نشست
بر سوم پایه عمر رض در دور خویش | از برای حرمت اسلام و کیش
دور عثمان آمد و بالای تخت | بر شد و بنشست آن محمود بخت
پس سوالش کرد شخصی بوالفضول | کان دو ننشستند بر جای رسول
پس تو چون جستی از ایشان برتری | چون برتبت تو از ایشان کمتری
گفت اگر پایه سوم را بسپرم | وهم آید که مثال عمرم
گر دوم پایه شوم من جای جو | گوئیم مثل ابوبکرست او
هست این بالا مقام مصطفا | وهم مثلی نیست با آن شه مرا
بعد از آن بر جای خطبه آن ودود | تا بقرب عصر لب خاموش بود

یعنی ملقب گشت حضرت عثمان بذو النورین از این جهت می گفتند که دو دختر نیک اختر آنحضرت صلی الله علیه وسلم در عقد نکاح حضرت عثمان یکی بعد وفات دیگری در آمده بود ۱۲

۵۲ قوله هست این لا ریب چون عدیل و نظیر آنحضرت صلی الله علیه وسلم محال و ممتنع است پس چگونه گمان مثلیت برم

۲۸

زهره نی کس را که گوید هین بخوان	یا برون آید ز مسجد آن زمان
هیبتی بنشسته بد بر خاص و عام	پر شده نور خدا در صحن و بام
بهر این فرمود پیغمبر که من	همچو کشتی ام بطوفان زمن
ما و اصحابیم چون کشتی نوح	هر که دست اندر زند یابد فتوح
از علی آموز اخلاص عمل	شیر حق را دان مطهر از دغل

باب ششم در وصف علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

راز بگشا ای علی مرتضی	ای پس سوء القضا حسن القضا
چون تو بابی آن مدینهٔ علم را	چون شعاعی آفتاب حلم را
باز باش ای باب رحمت تا ابد	بارگاه ما له کفوا احد
زین سبب پیغمبر با اجتهاد	نام خود وان علی مولی نهاد
گفت هر کو را منم مولا و دوست	ابن عم من علی مولای اوست
گفت پیغمبر علی را کای علی	شیر حقی پهلوان و پردلی
لیک بر شیری مکن هم اعتمید	اندرآ در سایهٔ نخل امید
یا علی از جملهٔ طاعات راه	برگزین تو سایهٔ خاص اله
هر کسی در طاعتی بگریختند	خویشتن را مخلصی انگیختند
تو برو در سایهٔ عاقل گریز	تا رهی زان دشمن پنهان ستیز
از همه طاعات اینت بهترست	سبق یابی بر هران سابق که هست

۲۹ قوله تو برو
مراد از عاقل ذات بابرکات آنحضرت صلی الله علیه وسلم و اشاره است که با کمال عقل من عمل کن نه بر نقل کتب سابقه ۱۲

چون ز روبش مرتضی شد در فشان / گشت او شیر خدا در مرج جان
تازه کن ایمان نه از گفت زبان / ای هوا را تازه کرده در نهان

باب هفتم در ایمان

تا هوا تازه است ایمان تازه نیست / کین هوا جز قفل آن دروازه نیست
هر که خود را از هوا خو باز کرد / گوش خود را آشنائی راز کرد
عروة الوثقی ست این ترک هوا / برکشد این شاخ جان را بر سما
باد و در مردم هوا و آرزوست / چون هوا بگذاشتی پیغام هوست
با هوا و آرزو کم باش دوست / که یضلک عن سبیل الله اوست
تخت دل معمور شد پاک از هوا / بر وی الرحمن علی العرش استوی
ذات ایمان نعمت و لوتیست هول / ای قناعت کرده از ایمان بقول
مصطفی فرمود از گفت جحیم / کو ز مؤمن لابه گر گردد ز بیم
گویدش بگذر ز من ای شاه زود / هین که نورت سوز نارم را ربود
پس هلاک نار نور مؤمنست / زانکه بی ضد دفع ضد لا یمکنست
نار ضد نور باشد روز عدل / کان ز قهر انگیخته شد این ز فضل
گر همی خواهی تو دفع شر نار / آب رحمت بر دل آتش گمار
چشمه آن آب رحمت مؤمنست / آب حیوان روح پاک محسنست
بر دل و دین خرابت نوحه کن / که نمی بینی جز این خاک کهن

مومن آن باشد که اندر نیک و بد
کافر از ایمان او حسرت خورد

گر بگوئی گبر را کین آسمان
آفریده کیست وین خلق و جهان

گوید او کین آفریدهٔ از خداست
کافرینش بر خدائیش گواست

کفر و فسق و استم بسیار او
هست لایق با چنان اقرار او

فعل او کرده دروغ آن قول را
تا شد او لایق عذاب هول را

بس چنان کن فعل کان خود بی زبان
باشد اشهد گفتن و عین عیان

تا همه این عضو عضوت ای پسر
گفته اشهد تو اندر نفع و ضر

رفتن بنده پی خواجه گواست
که منم بنده و این مولای ماست

حکایت

بود گبری در زمان بایزید
گفت او را یک مسلمان سعید

ای چه باشد گر تو ایمان آوری
تا بیابی صد نجات و سروری

گفت این ایمان اگر هست ای مرید
آنکه دارد شیخ عالم بایزید

من ندارم طاقت آن تاب آن
کان فزون آمد ز کوششهای جان

گرچه در ایمان و دین ناموقنم
لیک در ایمان او بس مومنم

دارم ایمان کان ز ایمان برترست
بس لطیف و با فروغ و با فرست

مؤمن ایمان او یم در نهان
گرچه مهرم هست محکم بر زبان

باز ایمان گر خود ایمان شماست
نی بدان میلستم و نی اشتهاست

۳۱

ایمان

آنکه عمد میلش سوی ایمان بود | چون شما نرا دیدزان فاتر شود
آنکه نامش باشد و میلش دگر | چون بیابان را مفازه گفتنی
عشق او را از در ایمان بگفت | چون بایمان شما او بنگرد
در وضو هر عضو را او رد جدا | آمده اندر خبر بهر دعا

باب هشتم در طهارت

چونکه استنشاق بینی می کنی | بوی جنت خواه از رب غنی
تا ترا آن بو کشد سوی جنان | بوی گل باشد دلیل گلستان
بو قلاوز ست و رهبر مر ترا | میبرد تا خلد و کوثر مر ترا
بر تنی داری سوی این باغ کام | بوی افزون جو بکن دفع زکام
تا که آن بو جاذب جانت شود | تاکه آن بو نور چشمانت شود
بینی آن باشد که او بوئی برد | بوی او را جانب کوئی برد
تا ز زهر و از شکر در نگذری | کی تو از گلزار وحدت بو بری
چونکه استنجا کنی ورد سخن | این بود که از ذمائم پاک کن
دست من اینجا رسید این را بشست | دستم اندر شستن جانت سست
ای ز تو کس گشته جان ناکسان | دست فضل خویش بر جانم رسان
حد من این بود کردم من لئیم | زانسو حد را نقی کن ای کریم
از حدث شستم خدایا پوست را | از حوادث تو بشو این دوست را

روی ناشسته نه بیند روی حور | لا صلوة گفت الا بالحضور

باب نهم در صلوة

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون | عاشقان خود فی صلوة دائمون

نی به پنج آرام گیرد آن خمار | که دران سرهاست آن پانصد هزار

هست زر غبا وظیفه عاشقان | سخت مستسقیست جان عارفان

ماهیی زو بر آورده برات | استعینوا منه صبرا والصلوات

آنکه معرض راز زر قارون کند | رو بدو آری بطاعت چون کند

مر هوا را تو وزیر خود مساز | که برآید جان پاکت از نماز

پنج حس ظاهر و پنج درون | در صفند اندر قیام الصافون

هرکسی کو از صف دین سرکشیست | میرود سوی صفی کان ناخوش است

تو بنی آخر در آ در صف رزم | که ترا در آسمان بودست بزم

بر امید راه بالا کن قیام | همچو شمعی پیش محراب ای غلام

گرچه نعمت دانش بی علتست | طاعت او کار صاحب دولتست

چون چنین رفتست سنت کار کن | کار کن جان پدر بسیار کن

گفت پیغمبر رکوعست و سجود | بر در حق کوفتن حلقه وجود

حلقه آن در هر انکو میزند | بهر او دولت سری بیرون کند

گفت واسجد واقترب یزدان ما | قرب جان شد سجده ابدان ما

۵۵ قوله گرچه نعمت یعنی هرچند که جناب معبود حقیقی محتاج عبادت مخلوق نیست و بی وجه منفعت نیز ندارد لیکن بنده را واجبست که طاعت و عبادت خالق بر حق بر خود واجب و لازم گرداند که علامت حصول دولت و سعادت سرمدیست ۱۲

چون سجودی یا رکوعی مرد کشت ... شد دران عالم سجود او بهشت

چون پریده از دهانش حمد حق ... مرغ جنت سازدش رب الفلق

تا لک الملک ست هر کش سر نهد ... بی جهان خاک صد ملکش دهد

لیک ذوق سجده پیش خدا ... خوشتر آمد از دو صد دولت ترا

پادشاهان جهان از بدرگی ... بو نبردند از شراب بندگی

ورنه ادهم وار سرگردان و دنگ ... ملک را برهم زدندی بی درنگ

خود که یابد این چنین بازار را ... که بیک گل میخری گلزار را

دانه را صد درختستان عوض ... حبه را آید صد کان عوض

کان لله دادن آن حبه است ... تا که کان الله له آید بدست

الله الله زود بفروش و بخر ... قطره ده بحر پر گوهر بخر

ده زکات روی خوب ای خوبرو ... شرح جان شرحه شرحه بازگو

باب دهم در زکات

ای زکاتت کیسه ات را پاسبان ... وی صلاتت هم زکاتت را شبان

ابر برناید پی منع زکات ... وز زنا افتد وبا اندر جهات

آن درم دادن سخی را لایقست ... دادن جان خود سخای عاشقست

نان دهی بهر خدا نانت دهند ... جان دهی از بهر حق جانت دهند

پس گدایان آینه جود حقند ... وانکه با حق اند جود مطلقند

صد نشان باشد درون ایثار را
صد علامت هست نیکوکار را

ای بسا امساک کز انفاق به
مال حق را جز بامر حق مده

تا عوض یابی تو گنج بیکران
تا نباشی از عداد کافران

امر حق را باز جو از واصلی
امر حق را در نیابد هر دلی

چون ز دست رفت ایثار زکات
گشت این دست آن طرف نخل نبات

پس دو این دولت اندر آخر صفو
تا که صد دولت ببینی پیش رو

دولت رفته کجا قوت دهد
دولت آینده خاصیت دهد

ما نقص مال من الصدقات قط
انما الخیرات نعم المرتبط

تا بگفته مصطفی شاه نجاح
السماح یا اولی النعما رباح

خوشه‌ش وا فزونی زر در زکات
عصمت از فحشا و منکر در صلات

مال در ایثار اگر گردد تلف
در درون صد زندگی آید خلف

گر ز پستان دیو تن را وا بری
در فطام او بسی نعمت خوری

باش در روزه شکیبا و مصر
دمبدم قوت خدا را منتظر

باب یازدهم در صوم

لب فروبند از طعام و از شراب
سوی خوان آسمانی کن شتاب

این دهان بستی دهانی باز شد
کو خورنده لقمه‌های راز شد

در جهان گر لقمه و گر شربت است
لذت او فرع محو آن لذت است

این ابیات از دفتر چهارم است ۱۲

زین خورشها اندک اندک باز بُر / کین غذای خر بود نی زان حُر

تا غذای اصل را قابل شوی / لقمهای نور را آکل شوی

آن طعام الله قوت خوشگوار / بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

چشم گریان بایدت چون طفل خرد / کم خور آن نان را که نان آب تو برد

تن چو با برگ است روز و شب ازان / شاخ جان در برگ ریزست و خزان

برگ تن بی برگی جانست زود / این بباید کاستن آنرا فزود

اقرض الله قرض ده زین برگ تن / تا بروید در عوض در دل سمن

قرض ده کم کن ازین لقمه تنت / تا نماید وجه لا عین رأت

تن ز سرگین خویش چون خالی کند / پر ز مشک و دُرّ اجلالی کند

۵۲ یا حریص البطن عرّج هکذا / انّما المنهاج تبدیل الغذا

۵۳ یا مریض القلب عرّج للعلاج / جملة التدبیر تبدیل المزاج

۵۴ ایها المحبوس فی رهن الطعام / سوف تنجو ان تحمّلت الفطام

انّ فی الجوع طعاما وافره / افتقدها وارتج یا نافره

۵۵ اغتذ بالنور کن مثل البصر / وافق الاملاک یا خیر البشر

چون ملک تسبیح حق را کن غذا / تا رهی همچون ملائک از اذی

اندکی زین شرب کم کن بهر خویش / تا که حوض کوثری یابی به پیش

وارهی زین روزی ریزه کثیف / در فتی در لوت و در قوت شریف

۳۶

۵۲ یعنی تبدیل غذا ... ۱۲

۵۳ یعنی ای مریض دل میل کن از برای درمان بهتر تدبیر ۱۲

۵۴ یعنی ای زندانی در گرو طعام سرانجامست که نجات یابی ازین زندان اگر روا داری و طاقت آری افطار را که ترک شیر باشد یعنی ترک طعام ۱۲

هر آیینه در گرسنگی طعام بسیار است

ای پدر الانتظار الانتظار — از برای خوان بالا مرد وار
هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت — آفتاب دولتی بروی بتافت
۵۱ ضیف با همت چو آشی کم خورد — صاحب خان آش بهتر آورد
۵۲ سر بر آور همچو کوهی ای سند — تا نخستین نور حق بر تو زند
کان سر کوه بلند مستقر — هست خورشید سحر را منتظر
نفس تو تا مست نقلست و نبید — وانکه روحت خوشهٔ غیبی ندید
خوی معده زین که و جو باز کن — خوردن ریحان و گل آغاز کن
معده را خو کن بدان ریحان و گل — تا بیابی حکمت و قوت رسل
۵۳ معدهٔ تن سوی کهدان می کشد — معدهٔ دل سوی ریحان می کشد
هر که کاه و جو خورد قربان شود — هر که نور حق خورد قرآن شود
مائده عقلست نی نان و شوا — نور عقلست ای پسر جان را غذا
گر خوری یکبار از آن ماکول نور — خاک ریزی بر سر نان تنور
نیم تو مشکست و نیمی پشک هین — هین میفزا پشک افزا مشک چین
معده را بگذار و سوی دل خرام — تا که بی پرده ز حق آید سلام
۵۴ کین جهاد و صوم سختست و خشن — لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن
رنج کی ماند دمی که ذو المنن — گویدت چونی تو ای رنجور من
۵۵ این دهان بر بند تا بینی عیان — چشم بند آن جهان حلق و دهان

---

۵۳ قوله معدهٔ تن ... لذات دنیاوی فانی باشند و صبر و قناعت بسوی لذت اخروی می کشند ۱۲

۵۴ قوله کین جهاد یعنی جهاد در روزه اگرچه در ظاهر بسیار دشوار است لیکن بعد از تحمل موجب صد گونه راحت باشد ۱۲

۵۵ قوله این دهان بر بند یعنی مانع و حاجب نعمتهای اخروی همین دهان و حلقست که مصروف لذات جسمانیست و هرگاه که این دهان را از خوردن غذاهای دنیوی باز داشتی نعمتهای غیبی در دهان تو آرد ۱۲

ذوالنسل پادشاه کامگار ذات پاک حضرت آدم علیه السلام است ۱۲

ای دهان تو خود دهانهٔ دوزخی | وی جهان تو بر مثال برزخی
پارهٔ دوزخ میکنی در خوردنی | بهر او خود را تو فربه می‌کنی
کار خود کن روزی حکمت بخور | تا شود فربه دل باکر و فر
خوردن تن مانع این خورد نیست | جان چو بازرگان و تن چون رهزنست
شمع تاجر آنگهست افروخته | که بود رهزن ز دار آویخته
هر زبانهای دوزخ وا این ذوق تست | پاره بر وی میزنی زین خوردنست
پارهٔ دوزخی می‌کنی اندر دکان | زیر این دکان تو مدفون دو کان
پاره برکن ازین قعر دکان | تا برآرد سر به پیش تو دو کان
پارهٔ دوزخی چیست خوردن آب و نان | میزنی این پاره بر دلق گران
ای ز نسل پادشاه کامگار | با خود آ زین پارهٔ دوزخی ننگ دار
وانکه شهوت چو خمرست و چو بنگ | پردهٔ هوشست و عاقل زوست دنگ
خمر تنها نیست سرمستی هوش | هرچه شهوانیست بندد چشم و گوش
نفس فرعونیست هین سیرش مکن | تا نیارد یاد زان کفر کهن
گر بگیرد و ربنا لذ از زار | او نخواهد شد مسلمان هوشدار
چون گلو تنگ آورد بر ما جهان | خاک خوردی کاشکی حلق و دهان
اشکم تی لاف طلبی نزد | کاتشش را نیست از هیزم مدد
اشکم خالی بود زندان دیو | کش غم نان مانعست از مکر و ریو

قوله خمر تنها یعنی نه فقط شراب ظاهری باعث بیهوشی انسان نیست بلکه خواهش نفسانی و هر چیز شیطانی هم حکم شراب دارد که باعث غفلت انسان می شود ۱۲

۵۱ اشکم پر پوست دان بازار دیو — تاجران دیو را در وی غریو

جوع خود سلطان داروهاست هین — جوع در جان نه چنین خوارش مبین

گر نباشد جوع صد رنج دگر — از پی هیضه برآرد از تو سر

۵۲ رنج جوع اولی بود خود زان علل — هم بلطف و هم بخفت هم عمل

رنج جوع از رنجها پاکیزه تر — خاصه در جوع است صد نفع و هنر

جمله ناخوش از مجاعت خوش شود — جمله خوشها بی مجاعت رد بود

آن یکی میخورد نان فخفره — گفت سائل چون بدین است شره

گفت جوع از صبر چون دوتا شود — نان جو در پیش من حلوا شود

پس توانم که همه حلوا خورم — چون کنم صبر صبوران لاجرم

۵۳ لذت از جوع است نی از نقل نو — با مجاعت از شکر به نان جو

۵۴ هر که را درد مجاعت نقد شد — نو شدن با جزو جزوش عقد شد

خود نباشد جوع هر کس را زبون — کین علف زاریست زنداره برون

جوع مر خاصان حق را داده اند — تا شوند از جوع شیر زورمند

جوع هر جلف گدا را کی دهند — چون علف کم نیست پیشش می نهند

که بخور که هم بدین ارزانیی — تو نه ای مرغاب مرغ نانیی

از برای غصه نان سوختی — دیده صبر و توکل دوختی

جوع رزق جان خاصان خداست — ۵۵ کی زبون همچو تو گیج گداست

[illegible]

۳۹

۵۳ بسبب گرسنگی هر غذا که باشد خوش ذائقه نماید حتی که نان جو از شکر لذیذ یافته شود ۱۲

۵۴ قوله هر که را یعنی هر که گرسنگی را رعایت کند همیشه صحیح المزاج و تندرست ماند ۱۲

۵۵ بکسر کاف فارسی و یای مجهول پریشان و پراگنده ۱۲

باش فارغ تو از آنها ای ستی	که درین مطبخ تو بی نان السیتی
تو نهٔ زان نازنینان عزیز	کی ترا دارند بی جوز و مویز
کاسه بر کاست و نان بر نان مدام	از برای این شکم خواران عام
راه لذت از درون دان نی برون	ابلهی دان جستن قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بدن	گنج در ویرانه است ای میر من
قوت جبریل از مطبخ نبود	بود از دیدار خلاق ودود
همچنین این قوت ابدال حق	هم ز حق دان نه از طعام و نه از طبق
کعبهٔ جبریل و جانها سدره	قبلهٔ عبد البطون شد سفره

باب دوازدهم در حج

حج زیارت کردن خانه بود	حج رب البیت مردانه بود
کعبهٔ مردان نه از آب و گل است	طالب دل شو که بیت الله دل است
قبلهٔ عارف بود نور وصال	قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال
قبلهٔ زاهد بود یزدان بر	قبلهٔ مطمع بود همیان زر
قبلهٔ معنی وران صبر و درنگ	قبلهٔ صورت پرستان نقش و سنگ
قبلهٔ باطن نشینان ذو المنن	قبلهٔ ظاهر پرستان روی زن
ابلهان تعظیم مسجد میکنند	در جفای اهل دل جد میکنند
آن مجاز است این حقیقت ای خران	نیست مسجد جز درون سروران

۵۲ قوله حج زیارت یعنی حج عوام فقط زیارت کردن خانهٔ کعبه باشد و حج مردان خدا دیدن و دیدار رب البیت یعنی جناب کبریا باشد ۱۲

۵۳ قوله قبلهٔ عارف یعنی عارفان همیشه طالب وصال ایزد برحق باشند و فلاسفه همیشه در تخیلات فاسده بوده از معرفت الهی محروم ماندند ۱۲

۵۴ یعنی قبلهٔ اهل عقل فلاسفه وهم و خیال است زیرا که جمله امورات را به عقل قیاس کنند ۱۲

۵۵ قوله ابلهان یعنی از تعظیم مسجد چه فائده حاصل شود که بر اهل دل جفا کرده باشند ۱۲

مسجدی کان اندرونِ اولیاست | سجده گاهِ جمله است آنجا خداست
کعبه هر چندی که خانهٔ برِّ اوست | خلقتِ من نیز خانهٔ سرِّ اوست
تا بکرد آن خانه را در وی نرفت | وندرین خانه بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدارا دیده | گردِ کعبهٔ صدق بر گردیده
خدمتِ من طاعت و حمدِ خداست | تا نپنداری که حق از من جداست
تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد | هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
کعبه نادیده مکن زور و شتاب | از قیاس اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب
قطرهٔ دل را یکی گوهر فتاد | کان بدریاها و گردونها نداد
قطرهٔ علم ست اندر جانِ من | وارهانش از هوا و خاکِ تن

باب سیزدهم در علم

خاتمِ مُلکِ سلیمانست علم | جملهٔ عالم صورت و جانست علم
آدمِ خاکی ز حق آموخت علم | تا بهفتم آسمان افروخت علم
نام و ناموسِ مَلَک را در شکست | کوری آنکس که در حق درشکست
بوالبشر چون عَلَّمَ الْاَسْمَا گشت | صد هزاران علمش اندر هر رگست
اسمِ هر چیزی چنان کان چیز هست | تا بپایان جانِ او را داد دست
اسمِ هر چیزی تو از دانا شنو | سرِّ رمزِ عَلَّمَ الْاَسْمَا شنو
هر لقب کو دادِ آن مبدل نشد | آنکه چستش خواند او کاهل نشد

هین مکش تو بر هوا این بار علم / تا شوی راکب تو بر رهوار علم

علم چون بر دل زند یاری شود / علم چون بر تن زند ماری شود

گفت ایزد یحمل اسفاره / بار باشد علم کان نبود ز هو

علم کان نبود ز حق بی واسطه / آن نپاید همچو رنگ ماشطه

لیک چون این بار را نیکو کشی / بار برگیرند و بخشندت خوشی

خواب بیداریست چون با دانشست / وای بیداری که با نادان نشست

هین مکش بهر هوا این بار علم / تا ببینی در درون انبار علم

در دولت بینی علوم انبیا / بی کتاب و بی معید و اوستا

طالع غیبیست علم و معرفت / طالع خر نیست ای تو خر صفت

علم چون آموخت سگ رست از ضلال / میکند در بیشها صید حلال

سگ چو عالم گشت شد چالاک زهف / سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کهف

علم دریائیست بی حد و کنار / طالب علمست غواص بحار

گر هزاران سال باشد عمر او / او نگردد سیر خود از جستجو

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب / حافظ علمست آنکس نی حبیب

صد هزاران فضل دارد از علوم / جان خود را می نداند این ظلوم

داند او خاصیت هر جوهری / در بیان جوهر خود چون خری

قیمت هر کاله میدانی که چیست / قیمت خود را ندانی احمقیست

توهمی دانی یُجَوِّزُ و لایُجَوِّزُ	خود ندانی تو که حوری یا عجوز
این روا آن ناروا دانی تو لیک	تو روا یا ناروایی بین تو نیک
گرچه دانی وقتِ علم ای امین	زانت نگشاید دو دیده عیب بین
چون مبارک نیست بر تو این علوم	خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
چونکه یک لحظه نخوردی بر ز فن	ترکِ فن کن می‌طلب ربُّ المنن
روزِ حکمت خور علف کان را خدا	بی غرض دادست از محضِ عطا
فهم ناکردی به حکمت ای رهی	زانچه حق گفتت کُلُوا مِن رِزقِه
دانشی باید که اصلش زان سرست	زانکه هر فرعی به اصلش رهبرست
حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک	حکمتِ دینی برد فوقِ فلک
دل ز دانشها بشستند این فریق	زانکه این دانش نداند این طریق
چون تجلّی کرد اوصافِ قدیم	پس بسوزد وصفِ حادث را کلیم
چون شدی بر بامهای آسمان	سُست باشد جستجوی نردبان
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب	علمهای نادره یابی ز جیب
جانِ جمله علمها اینست این	که بدانی من کیم در یومِ دین
چیست توحیدِ خدا آموختن	خویشتن را پیشِ واحد سوختن

باب چهاردهم در توحید

شرح را توحیدِ الله خوشترست	غیر حاضر دست و پای دیگرست

گر تو پیوندی بدان شه شه شوی
ذرّه گر بودی ولیکن مه شوی

برتر اند از عرش و کرسی و خلا
ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا [51]

معدنِ گر نیست اندر لامکان
هفت دوزخ از شرارش یک دخان

نور خواهی مستعدِ نور شو
دور خواهی خویش بین و دور شو

دامنِ او گیر ای یارِ دلیر
کو منزّه باشد از بالا و زیر

با تو باشد [52] در مکان و لامکان
چون بمانی از سرِ آزادگان

لامکانی کاندرو نورِ خدا است
ماضی و مستقبل و حال از کجاست

چون ز ساعت [53] ساعتی بیرون شوی
چون نماند محرمِ بیچون شوی

ای قیود لوازم بشریت ۱۲

گر همی خواهی که بفروزی چو روز
هستیِ همچون شبِ خود را بسوز

موصوف ۱۲ صفت ۱۲

دو مگو و دو مدان و دو مخوان
بنده را در خواجهٔ خود محو دان

آفتابِ [54] معرفت را نقل نیست
مشرقِ او غیرِ جان و عقل نیست

در درون یک ذرّه نورِ عارفی
به بود از صد معرّف ای صفی

سیرِ عارف هر دمی تا تختِ شاه [55]
سیرِ زاهد هر مهی یک روزه راه

عارفان که جامِ حق نوشیده اند
رازها دانسته و پوشیده اند

بر لبش قفلست و در دل رازها
لب خموش و دل پر از آوازها

هر که را اسرارِ کار آموختند
مهر کردند و دهانش دوختند

عارفا تو از معرّف فارغی
خود همی بینی که نورِ بازغی

شناسا کننده ۱۲ — یعنی روشن ۱۲

[51] قوله ساکنان مراد از عارفان و متقیان ۱۲
[52] یعنی چون از قیود و لوازم هستی بکلی فانی شوی قید بعیت حق گشتی در اینجا جز استقامت هست بر شرط ۱۲
[53] قوله چون ز ساعت یعنی هرگاه که انسان خودی و هستی خویش را فانی ساخت
[54] [illegible]

عارفان زاغیار گشته هوشمند	از غم و احوال آخر فارغند
گفت شاه ما همه صدق و صفاست	آنچه با ما میرسد آنهم زماست

باب پانزدهم در صدق

صدق جان دادن بود هین پا بقوا	از نبی برخوان رجال صدقوا
در حدیث راست آرام دلست	راستیها دانهٔ دام دلست
دل نیارامد ز گفتار دروغ	زاب و روغن هیچ نفروزد فروغ
آن دروغت این تن فانی بود	راستت آن جان ربانی بود
جوهر صدقت خفی شد در دروغ	همچنانکه روغن اندر متن دوغ
سالها این دوغ تن پیدا و فاش	روغن جان اندرو فانی و لاش
کودکی گر بدپی جوز و مویز	پیش عاقل باشد آن بس سهل چیز
پیش دل جوز و مویز آمد جسد	طفل کی در دانش مردان رسد
هر که محجوب است او خود کودکست	مرد آن باشد که بیرون از شکست
گر بریش و جامه مردستی کسی	هر بزی را ریش و مو باشد بسی
این روش بگزین و ترک ریش کن	ترک این ما و منی تشویش کن
تا شوی چون بوی گل با عاشقان	پیشوا و رهنمای گلستان
پس قیامت روز عرض اکبر است	عرض او خواهد که با زیب و فرست
هر که چون هندوی بد سوداییست	روز عرضش نوبت رسواییست

۴۵ کسی که نور معرفت بر دلش پرتو انداز نشده باشد پس آنکس مثل کودک باشد که از جمیع لذات همین جوز و مویز را بهتر است ۱۲

۴۶ قوله هر که چون یعنی کسی که دغل و بد اطوار است بروز قیامت ذلیل و رسوا خواهد شد ۱۲

صدق میخواهد گواه حال او | تا بتابد نور او بی گفتگو

برق و فر روی خوب صادقین | تن فنا شد و آن بجا تا یوم دین

رنگ شک و رنگ کفران و نفاق | تا ابد باقی بود بر جان عاق

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین | تا ابد باقی بود بر عابدین

چونکه هنگام فراق جان شود | دیو دلال در ایمان شود

پس فروشد ابله ایمان را شتاب | اندران تنگی بیک سیب آب

آن خیالی باشد و ابریق نی | قصد آن دلال جز تخریق نی

این زمان که تو صحیح و فربهی | صدق را بهر خیالی میدهی

میفروشی هر زمانی در دکان | همچو طفلی می ستانی گردکان

پس دران رنجوری روز اجل | نیست نادر گر بود اینت عمل

الحق افسرده عاشق مسکین نمد | کوز بیم جان ز جانان سیر مد

باب شانزدهم در عشق

شاد باش ای عشق خوش سودای ما | ای طبیب جمله علتهای ما

ای دوای نخوت و ناموس ما | ای تو افلاطون و جالینوس ما

سینه خواهم شرحه شرحه از فراق | تا بگویم شرح درد اشتیاق

عاشق تصویر و وهم خویشتن | کی بود چون عاشقان ذو المنن

جسم خاک از عشق بر افلاک شد | کوه در رقص آمد و چالاک شد

۵۱ قوله چونکه هنگام فی الواقع وقت مرگ که در آن حالت ایمان چیزی بکار آمدنی نیست بلکه آن زمان هنگام امتحان ایمان انسان است پس می باید که در آن وقت ایمان خود را از دستبرد شیطان محفوظ دارد ۱۲

۵۲ قوله پس دران یعنی هرگاه حال تو در صورت صحت چنین باشد پس در حالت بیماری روز مرگ چه عجب که ایمان ۱۲

۵۳ ... شیطان ... اسے عاشق

افسرده دل ... مسکین ... عاشق صادق ...

عشق جانِ طور آمد عاشقا | طور مست و خرّ موسیٰ صعقا
جمله معشوقست و عاشق پردهٔ | زنده معشوقست و عاشق مردهٔ
چون نباشد عشق را پروای او | او چو مرغی ماند بی پروای او
عاشقِ عشق ست کاندر نی فتاد | جوششِ عشقست کاندر می فتاد
آتش ست این بانگ نای و نیست باد | هر که این آتش ندارد نیست باد
عاشقی پیداست از زاری دل | نیست بیماری چو بیماری دل
علتِ عاشق ز علتها جداست | عشقِ اصطرلاب اسرار خداست
عاشقی گر زین سر و گر زان سرست | عاقبت ما را بدان سر رهبرست
هرچه گویم عشق را شرح و بیان | چون بعشق آیم خجل باشم ازان
گرچه تفسیرِ زبان روشنگرست | لیک عشقِ بیزبان روشنترست
چون قلم اندر نوشتن می شتافت | چون بعشق آمد قلم برخود شگافت
عقل در شرحش چو خر در گل بخفت | شرحِ عشق و عاشقی هم عشق گفت
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب | گر دلیلت باید از وی رخ متاب
عشقهایی کز پی رنگی بود | عشق نبود عاقبت ننگی بود
زانکه آن مس زر اندود آمدست | ظاهرش نور اندرون دود آمدست
چون شود نور و شود پیدا دخان | بفسرد عشقِ مجازی آن زمان
عشق بر مرده نباشد پایدار | عشق را بر حی و بر قیوم دار

۵۵ مراد از آفتاب اول ذات حق تعالی باعتبار نور مطلق ذات واجب الوجود و ظاهرست که وجود خالق از وجود مخلوقات شناخته شد ۱۲

۵۶ قوله عشقها ـ الخ یعنی هر عشق که محض بر صورت ظاهری باشد آخر کار موجب عار و ننگ گردد ۱۲

زانکه عشق مردگان پاینده نیست | زانکه مرده سوی ما آینده نیست
هر چه جز عشق خدای احسن است | گر شکر خوردن بود جان کندن است
عشق زنده در روان و در بصر | هر دمی باشد ز غنچه تازه‌تر
عشق آن زنده گزین کو باقیست | از شراب جان‌فزایت ساقیست
عشق آن بگزین که جمله انبیا | یافتند از عشق او کار و کیا
عاشق صنع خدا با فر بود | عاشق مصنوع او کافر بود
هر که عاشق دیدیش معشوق دان | کو بنسبت هست هم این و هم آن
تشنگان گر آب جویند از جهان | آب هم جوید بعالم تشنگان
بیدلان را دلبران جسته بجان | جمله معشوقان شکار عاشقان
چونکه عاشق اوست تو خاموش باش | او چو گوشت میکشد تو گوش باش
عاشق از خود چون غذا یابد رحیق | عقل آنجا گم شود گم ای رفیق
عاشقی زین هر دو حالت برترست | بی بهار و بی خزان سبز و ترست
باغ سبز عشق کو بی منتهاست | جز غم و شادی درو بس میوه‌هاست
عقل جزوی عشق را منکر بود | گرچه بنماید که صاحب سر بود
زیرک و داناست اما نیست نیست | تا فرشته لا نشد آهرمنیست
آتشی از عشق در جان برفروز | سر بسر فکر و عبارت را بسوز
من غلام آن مس همت‌پرست | کو بغیر کیمیا نارد شکست

مراد از طالب باهمت ۱۲

ناف ما بر مهر او ببریده‌اند — عشق او در جان ما کاریده‌اند

ما هم از مستان این می بوده‌ایم — عاشقان درگه وی بوده‌ایم

عاشقان را هر نفس سوزیدنیست — بر ده ویران خراج و عشر نیست

سخت‌تر شد بند من از پند تو — عشق را نشناخت دانشمند تو

آن طرف که عشق می‌افزود درد — بوحنیفه شافعی درسی نکرد

اندرین بحث ار خرد ره‌بین بدی — فخر رازی رازدار دین بدی

لیک چون من لم یذق لم یدر بود — عقل تخییلات او حیرت فزود

آنکه ارزد صید را عشقست و بس — لیک او کی گنجد اندر دام کس

تو مگر آیی و صید او شوی — دام بگذاری بدام او روی

عشق میگوید بگوشم پست پست — صید بودن بهتر از صیادیست

گول من کن خویش را و غره شو — آفتابی را رها کن ذره شو

بر درم ساکن شو و بیخانه باش — دعوی شمعی مکن پروانه باش

تا ببینی چاشنی زندگی — سلطنت یابی نهان در بندگی

صدق عاشق بر جمادی می‌تند — چه عجب که بر دل دانا زند

غیر ازین معقولها معقولها — یابی اندر عشق بافر و بها

چون ببازی عقل در عشق صمد — عشر امثالت دهد یا هفتصد

آن زنان چون عقلها در باختند — بر رواق عشق یوسف تاختند

عقل شان یکدم ستد باقی عمر — سیر گشتستند از خرد باقی عمر
اصل صد یوسف جمال ذوالجلال — ای کم از زن شو فدای آن جمال
ای عدو شرم و اندیشه بیا — که دریدم پردهٔ شرم و حیا
عاشقم من بر فن دیوانگی — سیرم از فرهنگی و فرزانگی
عاشق مستی و بگشاده زبان — الله الله اشتری بر ناودان
وقت آن آمد که من عریان شوم — جسم بگذارم سراسر جان شوم
بوی جانان سوی جانم میرسد — بوی یار مهربانم میرسد
باز آمد آب جان در جوی ما — باز آمد شاه ما در کوی ما
ملک دنیا تن پرستان را حلال — ما غلام ملک عشق بی زوال
عقل هر عطار کاگه شد ازو — طبلها را ریخت اندر آب جو
اژدهای ناپدید و دلربا — عقل همچون کوه او را کهربا
عشق قهارست و من مقهور عشق — چون شکر شیرین شدم از شور عشق
برگ کاهم پیش تو ای تندباد — من چه دانم که کجا خواهم فتاد
در نگنجد عشق در گفت و شنید — عشق دریاییست قعرش ناپدید
عشق و ناموس ای برادر راست نیست — بر در ناموس ای عاشق مایست
نعرهٔ مستانه خوش می آیدم — تا ابد ای جان چنین می بایدم
هرچه غیر شورش و دیوانگیست — اندرین ره دوری و بیگانگیست

مراد از عشق ۱۲ — یعنی اے طالب کہ از زن کم ہستی فدای آن جمال شو ۱۲

زانکه نزد عقل هر داننده است — آنکه با شوریده شوراننده ست
بنگر این کشتی خلقان غرق عشق — اژدهائی گشت سوی حلق عشق
عاشقان در سیل تند افتاده اند — بر قضای عشق دل بنهاده اند
از قدح گر در عطش آبی خورید — در درون آب حق را ناظر اند
آنکه عاشق نیست او در آب در — صورت خود بیند ای صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد درو — پس در آب اکنون کرا بیند بگو
کی رسند این خائفان در گرد عشق — کاسمان را فرش سازد درد عشق
وتو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبر سیلی گشت وان دیوی ببرد
مایه در بازار دنیا این زر است — مایه آنجا عشق و دو چشم تر است
خواب را بگذار امشب ای پدر — یکشبی بر کوی بیخوابان گذر
عشق را پانصد پرست و هر پری — از فراز عرش تا تحت الثری
زاهدان با ترس میتازد به پا — عاشقان پران تر از برق و هوا
شرح عشق ار من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد وان ناتمام
زانکه تاریخ قیامت را حد است — حد کجا آنجا که وصف ایزد است
عشق ز اوصاف خدای بی نیاز — عاشقی بر غیر او باشد مجاز
توبه کرم و عشق همچون اژدها — توبه وصف خلق و آن وصف خدا
عاشقی و توبه یا امکان صبر — این محالی باشد ای جان بس سطبر

بنده آزادی طمع دارد ز جد — عاشق آزادی نخواهد تا ابد
بنده دایم خلعت و ادرار جوست — خلعت عاشق همه دیدار دوست
دور گردونها ز موج عشق دان — گر نبودی عشق بفسردی جهان
همچو سنگ آسیا اندر مدار — روز و شب گردان و نالان بیقرار
عشق بشگافد فلک را صد شگاف — عشق لرزاند زمین را از گزاف
عشق جوشد بحر را مانند دیگ — عشق ساید کوه را مانند ریگ
با محمد بود عشق پاک جفت — بهر عشق او را خدا لولاک گفت
منتهی عشق چون او بود فرد — پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد
گر نبودی بهره عشق پاک را — کی وجودی دادمی افلاک را
من بدان افراشتم چرخ سنی — تا بلندی عشق را فهمی کنی
خاک را من خوار کردم یکسری — تا ز ذل عاشقان بویی بری
خاک را دادیم سبزی و نوی — تا ز تبدیل فقیر آگه شوی
با تو گویند این جبال راسیات — وصف حال عاشقان اندر ثبات
لحم عاشق را نیارد خورد دد — عشق معروفست پیش نیک و بد
تا تو باشی در حجاب بو البشر — سرسری در عاشقان کمتر نگر
زین گذر کن پند من بپذیر هین — عاشقانرا تو بچشم عشق بین
فهم کن موقوف آن گفتن مباش — سینهای عاشقانرا کم خراش

۵۱ خاک را یعنی بدن کیفیت خاک که گاهی خشک و گاهی تر باشد دلیل ست بر تغیر حالات اهل معرفت ۱۲

۵۲ خوند خاک را یعنی جهانکه خاک در ظاهر ذلیل و خوار است مگر در حقیقت چه قدر صفات در ذات خود دارد همچنین حال عاشق را قیاس

۵۲

۵۳ تا تو باشی یعنی مادامیکه ... انسان در حجاب ... عاشقان ... که انها انکار کنند ۱۲

خانه را من روفتم از نیک و بد | خانه ام پر هست از عشق احد
چونکه با حق متصل گردید جان | ذکر آن اینست و ذکر اینست آن
دین من از عشق زنده بودنست | زندگی زین جان و سر ننگ منست
چون غبار تن بشد با هم بتافت | ماه جان من هوای صاف یافت
عشق ارزد صد چو خرقه کالبد | که حیاتی دارد و حس و خرد
خاصه خرقهٔ ملک دنیا ابتریست | پنج وانگه ستیش در سرست
غرق عشقم که غرقست اندرین | عشقهای اولین و آخرین
رستم از آب و زنان همچون سمک | بیغرض گردم برین در چون فلک
بیغرض نبود بگردش در جهان | غیر جسم و غیر جان عاشقان
هر چه گوید مرد عاشق بوی عشق | از دهانش میجهد در کوی عشق
سالها پرم به پر و بالها | سالها چه بود هزاران سالها
می دوم یعنی نمی ارزد بدان | عشق جانان کم مدان از عشق جان
عشق جانان کو غذای عاشقست | بند هستی نیست هر کو صادقست
عاشقان را کار نبود با وجود | عاشقان راهست بی سرمایه سود
عشق را با پنج و با شش کار نیست | مقصد او جز که جذب یار نیست
عاشقان اندر عدم خیمه زدند | چون عدم یکرنگ و نفس واحدند
بال نی و گرد عالم می پرند | دست نی و گوز میدان می برند

۵۵ از هر سخن او بوی عشق می آید گو آن سخن از حکایات عشق نباشد ۱۲

۵۶ یعنی این تلاش نان را بجا کی برد زیرا که انسان در تلاش نان چقدر مشقت می کشد که بدست می آید پس حاصل شد که عشق از طلب نان بهیچ وجه کم باید دانست ۱۲

عشق چون در سینه منزل گرفت / جان آنکس را ز هستی دل گرفت

هر کجا شمع بلا افروختند / صد هزاران جان عاشق سوختند

مر ورا این درد در خون افکند / سرنگون از پرده بیرون افکند

تو مکن تهدید از کشتن که من / تشنه زارم بخون خویشتن

گر بریزد خون من آن دوست رو / پای کوبان جان برافشانم برو

گر بریزد خونم آن روح الامین / جرعه جرعه خون خورم همچون جنین

چون جنین و چون زمین خونخواره‌ام / تا که عاشق گشته‌ام این کاره‌ام

گو بران بر جان مستم خشم خویش / عید قربان اوست عاشق گاومیش

شکوی تیغ عشقش ای ننگ زنان / صد هزاران جان نگر دستک زنان

عشق چون دعوی جفا دیدن گواه / چون گواهت نیست شد دعوی تباه

چون گواهت خواهد این قاضی مرنج / بوسه ده بر مار تا یابی تو گنج

عشق از اول چرا خونی بود / تا گریزد هر که بیرونی بود

تو بیک خواری گریزانی ز عشق / تو بجز نامی چه میدانی ز عشق

چون تو عاشق نیستی ای نرگدا / همچو کوهی بیخبر داری صدا

تا خیال دوست در اسرار ماست / جانگزی و جانسپاری کار ماست

آه موموم مرگ من در زندگیست / چون رهم زین زندگی پایندگیست

اُقتلونی اُقتلونی یا ثقات / اِنّ فی قتلی حیاتاً فی حیات

یا منیر الخد یا روح البقا — اجتذب روحی وجد لی باللقا

لی حبیب حبه یشوی الحشا — لو یشا یمشی علی عینی مشا

پارسی گو گرچه تازی خوشترست — عشق را خود صد زبان دیگرست

بوی آن دلبر چو پران می شود — آن زبانها جمله حیران می شود

بس کنم چون دلبر آمد در خطاب — گوش کن والله اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس — کو چو عیاران کند بر دار درس

عاشقان را شد مدرس حسن دوست — دفتر و درس و سبقشان روی او است

خامشند و نعرهٔ تکرارشان — میرود تا عرش تخت یارشان

درسشان آشوب چرخ و زلزله — نی زیادات است و باب و سلسله

سلسلهٔ این قوم جعد مشکبار — مسئلهٔ دورست لیکن دور یار

هر که اندر عشق یابد زندگی — کفر باشد پیش او جز بندگی

عاشقان را شادمانی و غم اوست — دست مزد و اجرت خدمت هم او است

عشق آن شعله ست کو چون برفروخت — هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند — درنگر زان پس که بعد لا چه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت — شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

عاشقی کز عشق یزدان خورد قوت — صد بدن پیشش نیرزد تره توت

عاشق آنم که هر آن آن اوست — عقل و جان در امر یک فرمان او است

از محبت تلخها شیرین شود — از محبت مسها زرین شود
از محبت دردها صافی شود — از محبت دردها شافی شود
از محبت مرده زنده می شود — از محبت شاه بنده می شود
دوست گیری چیزها را از اثر — پس چه را ز اثار بخششی بیخبر
از خیال دوست گیری خلق را — چون نگیری شاه غرب و شرق را
هیچ عاشق خود نباشد وصل جو — که نه معشوقش بود جویای او
میل معشوقان نهانست و ستیر — میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک میل عاشقان تن زه کند — میل معشوقان خوش و فربه کند
چون درین دل برق مهر دوست جست — اندران دل دوستی میدان که هست
در دل تو مهر حق چون شد دوتو — هست حق را بیگمانی مهر تو
هیچ بانگ کف زدن ناید بدر — از یکی دست تو بی دست دگر
تشنه می نالد که کو آب گوار — آب هم نالد که کو آن آبخوار
عشق معشوقان دو رخ افروخته — عشق عاشق جان او را سوخته
جذب آبست این عطش در جان ما — ما از آن او و او هم زان ما
حکمت حق در قضا و در قدر — کرد ما را عاشقان باهمدگر
لیک شمع عشق چون آن شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست
او بعکس شمعهای آتشیست — مینماید آتش و جمله خوشیست

۵۶

پس شدند اشکسته‌اش آن صادقان / لیک کو آن خود شکستِ عاشقان

عاقلان اشکسته‌اند از اضطرار / عاشقان اشکسته با صد اختیار

عاقلانش بندگانِ بندی‌اند / عاشقانش شکّری و قندی‌اند

ائتیا کرهاً مهارِ عاقلان / ائتیا طوعاً بهارِ عاشقان

با دو عالم عشق را بیگانگی / اندرو هفتاد و دو دیوانگی

سخت پنهانست و پیدا حیرتش / جانِ سلطانانِ جان در حسرتش

غیرِ هفتاد و دو ملت کیشِ او / تختِ شاهان تخته‌بندی پیشِ او

مطربِ عشق این زند وقتِ سماع / بندگی بند و خداوندی صداع

نعل بینی واژگونه در جهان / تخته‌بندان را لقب گشته شهان

پس چه باشد عشق دریای عدم / درشکسته عقل را آنجا قدم

عقل کی ماند چو باشد مرده او / کلُّ شیءٍ هالکٌ الّا وجهه

بندگی و سلطنت معلوم شد / زین دو پرده عاشقی مکتوم شد

عشق را صد ناز و استکبار هست / عشق با صد ناز می‌آید بدست

عشق چون وافیست وافی می‌خرد / در حریفِ بی‌وفا می‌ننگرد

آن جماعت را که وافی بوده‌اند / بر همه اصنافشان افزوده‌اند

عاشقانی کز درونِ خانه‌اند / شمعِ روی یار را پروانه‌اند

ملتِ عشق از همه دینها جداست / عاشقان را مذهب و ملت خداست

شرح این هجران و این خون جگر
این زمان بگذار تا وقت دگر

چونکه گل رفت و گلستان درگذشت
نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت

هر که او از همزبانی شد جدا
بی نوا شد گرچه دارد صد نوا

با لب دمساز خود گر جفتمی
همچو نی من گفتنیها گفتمی

تا که در هر گوش ناید این سخن
یک همی گویم ز صد سر لدن

ور بگویم عقلها را بر کند
ور نویسم بس قلمها بشکند

گر گشاید دل سر انبان راز
جان بسوی عرش سازد ترکتاز

بعد ازین گر شرح گویم ابلهیست
زانکه شرح این ورای آگهیست

در نیابد حال پخته هیچ خام
پس سخن کوتاه باید والسلام

باب هفتدهم در اخلاص

کار پنهان کن تو از چشمان خود
تا بود کارت سلیم از چشم بد

چونکه اسرارت نهان در دل شود
آن مرادت زودتر حاصل شود

گفت پیغمبر که هر کو سر نهفت
زود گردد با مراد خویش جفت

دانها چون در زمین پنهان شود
سر آن سرسبزی بستان شود

شرط من جا بالحسن نی کرد نیست
این حسن را سوی حضرت برد نیست

در حدیث آمد که تسبیح از ریا
همچو سبزه گولخن دان ای کیا

کار او دارد که حق را شد مرید
بهر کار او ز هر کاری برید

پس ریای شیخ به ز اخلاص ما [51] / کز بصیرت باشد آن وین از عما
بی ادب حاضر ز غایب خوشترست [52] / حلقه گرچه کج بود هم بر درست
عیب کم کن بنده الله را / متهم کم کن بدزدی شاه را
ور برخ مه عیب بینی می کنی / در بهشتی خار چینی می کنی
در تگ دریا گهر با سنگهاست / فخرها اندر میان ننگهاست

حکایت

آتشی افتاد در عهد عمر / همچو چوب خشک میخورد او حجر
درفتاد اندر بنا و خانها / بادزد بر پر مرغ و لانها
نیم شهر از شعلها آتش گرفت / آب میترسید و زان می‌شگفت
مشکهای آب و سرکه میزدند / بر سر آتش کسان هوشمند
آتش از استیزه افزون میشدی / میرسید [53] او را مدد از بیحدی
خلق آمد جانب عمر شتاب / کاتش ما می نمیرد هیچ ز آب
گفت آن آتش ز آیات خداست / شعلهٔ آن آتش از بخل شماست
آب چه بود بر عطای نان تنید / بخل بگذارید اگر آل منید [54]
خلق گفتندش که در بگشوده‌ایم / ما سخی و اهل فتوت [55] بوده‌ایم
گفت نان در رسم و عادت داده‌اید / دست از بهر خدا نگشاده‌اید
بهر فخر و بهر بوش و بهر ناز / نه برای ترس و تقوی و نیاز

۵۱ قوله ریای شیخ ابو سعید ابو الخیر [illegible]
۵۲ [illegible]
۵۳ یعنی از ذاتی که او صفاتش را حدی و نهایتی نیست ۱۲
۵۴ در اینجا مراد از آل تابع است ۱۲
۵۵ بضمتین و تشدید واو جوانمردی و کرم ۱۲

هین مگو زین پس فراگیر احتراز	که ز بخشایش در توبه ست باز

باب هیجدهم در توبه

توبه را از جانب مشرق دری	تا قیامت باز باشد بر وری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب	باز باشد آن در از وی رو متاب
هست جنت را ز رحمت هشت در	یک در توبه ست زان هشت ای پسر
آن همه گه باز باشد گه فراز	وان در توبه نباشد جز که باز
هین غنیمت دار در باز است زود	رخت آنجا کش بکوری حسود
توبه کن مردانه رو آور بره	که فمن یعمل بمثقال یره
در فسون نفس کم شو غره	کآفتاب حق نپوشد ذره
ور به بندی چشم خود را از حجاب	کار خود را کی گذارد آفتاب
هست ذرات خواطر وقت کار	پیش خورشید حقایق آشکار
ای خبرهات از خبرده بی‌خبر	توبهٔ تو از گناه تو بتر
ای تو از حال گذشته توبه جو	کی کنی توبه ازین توبه بگو
عقل تو از بسکه آمد خیره سر	هست عذرت از گناه تو بتر
همچو کم عقلی که از عقل تباه	بشکند توبه بهر دم از گناه
سخرهٔ ابلیس گردد در زمن	از ضعیفی رای آن توبه شکن
میخورد از غیب بر سر زخم او	از شکست توبه آن ادبار جو

توبه او جوید که کردست او گناه   راه او جوید که گم کردست راه
هین سوار توبه شو در دز درس   جاها از دزدبستان باز پس
مرکب توبه عجائب مرکبست   بر فلک تازد بیک لحظه ز پست
لیک مرکب رانگه میدار زان   کو بدزدید آن قبایت رانهان
تا ندزدد مرکبت را نیز هم   پاس دار این مرکبت را دم بدم
هین به پشت آن مکن جرم و گناه   که کنم توبه در آیم در پناه
می بباید آب و تابی توبه را   شرط شد برق و سحابی توبه را
تا نباشد برق دل و ابر دو چشم   کی نشیند آتش تهدید و خشم
آتش و آبی بباید میوه را   واجب آمد ابر و برق آن شیوه را
سجده گه را تر کن از اشک روان   که خدایا وارهانم زین گمان
عمر بی توبه همه جان کندنست   مرگ حاضر غائب از حق بودنست
لیک استغفار هم در دست نیست   ذوق توبه نقل هر سرمست نیست
هر ولی را سجده هم دستور نیست   مزد رحمت قسم هر مزدور نیست
گر سیه کردی تو نامهٔ عمر خویش   توبه کن زانها که کردستی تو پیش
عمر اگر بگذشت بیخش این دمست   آب توبش ده اگر او بی نمست
بیخ عمرت را بده آب حیات   تا درخت عمر گردد با ثبات
جمله ماضیها ازین نیکو شوند   زهر پارینه ازین گردد چو قند

سیئات را مبدّل کرد حق / تا همه طاعت شود آن ما سبق

خواجه بر توبهٔ نصوحی خوش بتن / کوششی کن هم بجان و هم بتن

نقض توبه و عهد آن اصحاب سبت / موجب مسخ آمد و اهلاک و مقت

اندرین امت نبُد مسخ بدن / لیک مسخ دل بود ای بو الفطن

از ره سر صد هزاران دگر / گشته از توبه شکستن خوک و خر

چونکه عبرت برد و یوف فاضحه / بی نمک باشد اعوذ و فاتحه

گرچه باشد بی نمک اکنون چنین / هست غفلت بی نمک تر دان یقین

هم چنین هم بی نمک می نال نیز / که ذلیلان را دوا کن ای عزیز

قادری بیگاه باشد یا پگاه / از تو چیزی فوت کی شد ای اله

باب نوزدهم در زهد

چون خیالی میشود در زهد تن / تا خیالات ازدرونه رفتن

آرزو بگذار تا رحم آیدش / آزمودی که چنین میبایدش

آرزو جستن بود بگریختن / پیش عدلش خون تقوی ریختن

این جهان دامست و دانه اش آرزو / در گریز از دانهای دام او

دام را بدران رها کن دانه را / باز کن درهای تو این خانه را

چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد / چون شدی در ضد آن دیدی فساد

حق همی خواهد که تو زاهد شوی / تا غرض بگذاری و شاهد شوی

٥١ کین غرضها پردهٔ دیده بود / بر نظر چون پرده پیچیده بود

زهد و تقوی را گزیدم دین و کیش / زانکه میدیدم اجل را پیش پیش

٥٢ مرگ همسایه مرا واعظ شده / ٥٣ کسب و دکان مرا برهم زده

چون بآخر فرد خواهی ماندن / خو نباید کرد با هر مرد و زن

رو بخواهی کرد آخر در لحد / آن به آید که کنی خو با احد

چون زنخ را بست خواهد آن صنم / آن به آید که زنخ کمتر زنم

ای بزربفت و کمر آموخته / آخرستت جامهٔ نادوخته

رو بخاک آریم کز وی رسته‌ایم / دل چرا در بیوفایان بسته‌ایم

٥٥ از عقول و از نفوس پر صفا / پیک می آید بجان کای بیوفا

یارگان پنج روزه یافتی / روز یاران کهن برتافتی

نشنوا از وی شو مشنو از غیر وی / او بهارست و دگرها ماه دی

٥٦ هرچه غیر اوست استدراج تست / گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

هر دکان راهست سودای دگر / مثنوی دکان فقرست ای پسر

باب بستم در فقر

مثنوی ما دکان وحدتست / غیر واحد هرچه بینی آن بتست

کار درویشی ورای فهم تست / سوی درویشی تو منگر سست سست

فقر فخری نه از گزافست و مجاز / بل هزاران عزهٔ پنهانست و ناز

ظاهر شود دلیل نباشد ... اگر سبب معرفت الهی ... هم بوقوع آید آن استدراج است نه کرامت ۱۲

زانکه درویشان ورای ملک و مال — روزی دارند ژرف از ذوالجلال

٥١ امتحان کن فقر را روزی دو تو — تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

صبر کن در فقر و بگذار این ملال — زانکه در فقرست عز ذوالجلال

٥٢ همچنان کز فقر میترسند خلق — زیر آب شور رفته تا بحلق

گر بترسندی ازان فقر آفرین — گنجهاشان کشف گشتی در زمین

فقر فخری را فنا پیرایه شد — چون زبانهٔ شمع او بی سایه شد

چون فناش از فقر پیرایه شود — او محمد وار بی سایه شود

فقر فخری بهر آن آمد سنی — تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابی زان نهند — تا ز حرص اهل عمران وارهند

دیو میترساندت هردم ز فقر — همچو کبکش صید کن ای باز فقر

باز سلطان عزیز کامگار — ننگ باشد که کند کبکش شکار

آدمی را عجز و فقر آمد امان — از بلای نفس پر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار — عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان — که بتقوی ماند دست نارسان

خضر کشتی را برای آن شکست — که تواند کشتی از فجار رست

٥٣ چون شکسته میرهد اشکسته شو — امن در فقرست اندر فقر رو

٥٤ چونکه شاهی دست یابد بر شهی — بکشدش یا باز دارد در رهی

٦٤

ور بیابد خسته افتاده را | مرهمش سازد بشه و بدهد عطا
راهزن هرگز گدائی را نزد | گرگ گرگ مرده را هرگز گزد

حکایت

انچه گفتم از عظتهات ای عزیز | همچنین بشنودم از عطار نیز
رحمة الله علیه گفته است | ذکر شه محمود غازی گفته است
کز غزای هند پیش آن امام | در غنیمت اوفتادش یک غلام
پس خلیفه کرد و بر تختش نشاند | بر سپه بگزیدش و فرزند خواند
حاصل آن کودک بران تخت قضا | شسته بپهلوی قباد شهریار
گریه کردی اشک میراندی بسوز | گفت شه اورا که ای فیروزه روز
از چه گریی دولتت شد ناگوار | فوق املاکی قرین شهریار
تو برین تخت و وزیران و سپاه | پیش تختت صف زده چون نجم و ماه
گفت کودک گریه ام زانست زار | که مرا مادر دران شهر و دیار
از توام تهدید کردی هر زمان | بنیمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب | جنگ کردی کین چه خشمست و عذاب
می نیابی هیچ نفرین دگر | زین چنین نفرین مهلک سهلتر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلی | که بصد شمشیر او را قاتلی
من ز گفت هر دو حیران گشتمی | در دل افتادی مرا بیم و غمی

۶۵
بدر و مادر تحیر میشدم اکنون که پدر و مادر من شفقت و از بر حال من مشاهده نمایند عقیدهٔ ایشان که در مذمت تو باعتبار ظلم دارند باطل شود در جهان اعتقاد خود ما هزار نفرین نمایند ۱۲

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب
من همی لرزیده ام از بیم تو

کز مثل گشتست در محمود ویل و کرب
غافل از اکرام و از تعظیم تو

مادرم کو تا ببیند این زمان
مر مرا بر تخت ای شاه جهان

فقر آن محمود تست ای بی سعت
طبع از و دائم همی ترساندت

گر بدانی رحم این محمود راد
خوش بگوئی عاقبت محمود باد

فقر آن محمود تست ای بیم دل
کم شنو زین مادر طبع مضل

چون شکار فقر گردی تو یقین
همچو کودک اشک باری یوم دین

گرچه اندر پرورش تن مادرست
لیک از صد دشمنت دشمن ترست

جهد کن تا نور تو رخشان شود
تا سلوک و خدمتت آسان شود

باب بیست و یکم در جهاد

ای خنک آن کو جهادی میکند
بر بدن زجری و دادی می کند

تا ز رنج آن جهانی وا رهد
بر خود این رنج عبادت می نهد

حد ندارد وصف رنج آن جهان
سهل باشد رنج دنیا پیش آن

این ریاضتهای درویشان چراست
که فنای تن بقای جانهاست

مردن تو در ریاضت زندگیست
رنج این تن روح را پایندگیست

کشته و مرده به پیشت ای قمر
به که شاهی زندگان جای دگر

آزموده من هزاران بار بیش
بی تو شیرین می نبینم عمر خویش

همچو آهن آهن بد رنگ شو | در ریاضت آئینه بیزنگ شو

شکسته نیست این سر را بند | چند روزی جهد کن باقی بخند

صبر کن اندر جهاد و در عنا | دمبدم می بین بقا اندر فنا

وصف سنگی هر زمان کم می شود | وصف لعلی در تو محکم می شود

ذره کز جهد تو افزون بود | در ترازوی خدا موزون بود

پیش این شاهان همه روزه جان کنی | بیخبر ایشان ز غدر و روشنی

گفت غمازی که بد گوید ترا | ضائع آید خدمت تو سالها

پیش شاهی که سمیعست و بصیر | گفت غمازان نباشد جایگیر

همچو چه بین خاک مسکین گر کسے | زین تن خاکی که در آبی رسے

چون ز چاهی مسکنی هر روز خاک | عاقبت اندر رسی در آب پاک

جمله دانند این اگر تو نگروی | هر چه می کاریش روزی بدروی

هر که رنجے دید گنجی شد پدید | هر که جدی کرد در جدی رسید

من عجب دارم ز جویای صفا | کو رمد در وقت صیقل از جفا

همین مراقب باش گر دل بایدت | کز پی هر فعل چیزی زایدت

باب بیست و دوم در مراقبه

گر مراقب باشی و بیدار تو | بینی هر دم پاسخ کردار تو

چون مراقب باشی و گیری رسن | حاجتت ناید قیامت آمدن

یعنی هر گاه که در فکر و ذکر خدا مراد دست خواهی کرد و جان تن توکل بدست خواهی گرفت از هول قیامت نجات خواهی یافت ۱۲

ور از این افزون ترا همت بود — از مراقب کار بالاتر رود

همچو روبه ترک آن اشکم کنید — پیش او روباه بازی کم کنید

جمله ما و من به پیش او نهید — ملک ملک اوست ملک او را دهید

چون فقیر آئید اندر راه راست — شیر و صید شیر خود آن شماست

زانکه او پاکست و سبحان وصف اوست — بی نیازست او ز نغز و مغز و پوست

هر شکار و هر کرامانی که هست — از برای بندگان آن شه هست

آنکه دولت آفرید و دو سرا — ملک و دولتها چه کار آید ورا

پیش سبحان بس نگه دارید دل — تا نگردید از گمان بد خجل

کو ببیند سر و فکر و جستجو — همچو اندر شیر خالص تار مو

تو مراقب باش بر احوال خویش — نوش بین در داد و بعد از ظلم نیش

کار تقوی دارد و زهد و صلاح — که از و باشد بد و عالم فلاح

باب بیست و سوم در تقوی

چونکه تقوی بست دو دست هوا — حق گشاید هر دو دست عقل را

پس حواس چیره محکوم تو شد — چون خرد سالار و مخدوم تو شد

عفو باشد لیک گو فردا امید — که بود بنده ز تقوی رو سفید

دزد را گر عفو باشد جان برد — کی وزیر و خازن مخزون بود

اعتقاد جان چو ای دل آگهیست — هر که آگه تر بود جانش قویست

۵۳ قوله پیش سبحان یعنی انسان را باید که با خدای خود گمان نیک داشته باشد ۱۲ از گمان بد شرمنده نشود چنانکه مخالفت بدگمانی در حدیث شریف هم آمده است ۱۲

۵۴ قوله عفو باشد یعنی از عفو مجرم از عذاب نجات می یابد مگر بمرتبهٔ اعلی نمی رسد چنانکه در حق دزد و مثل معلوم باید که دزد از عفو عالم جان بسلامت می برد مگر بمرتبهٔ وزارت

۶۸

دامن فضلش بکف کن کوروار — قبض اعمی این بود ای بردبار

51 دامن او امر و فرمان ویست — نیک بختی که تقی جان ویست

مرغ با پر می پرد تا آشیان — پر مردم همتست ای مردمان

باز اگر باشد سپید و بی نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر

ور بود چغدی و میل او بشاه — او سر بازست منگر در کلاه

جان چه باشد با خبر از خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر

جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی ز ابدال حق آگاه شد

کافران را دیدهٔ بینا نبود — نیک و بد در دیده شان یکسان نبود

همسری با انبیا برداشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند

52 گفته اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمی — هست فرقی درمیان بی منتها

هر دو گون زنبور خوردند از محل — لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل

هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب

هر دو نی خوردند از یک آبخور — آن یکی خالی و آن پر از شکر

صد هزاران اینچنین اشباه بین — فرقشان هفتاد ساله راه بین

این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد همه نور خدا

(ای اهل دنیا ۱۲) این خورد زاید همه بخل و حسد — (ای اهل الله ۱۲) وان خورد زاید همه عشق احد

69

انبیا علیهم الصلاة والسلام را می گفتند که شما هم مثل ما مردم هستند در خواب و خورد دیگر جمله لوازم بشریت ۱۲

علم و حکمت زاید از لقمهٔ حلال ... عشق و رقت آید از لقمهٔ حلال

زاید از لقمه حلال اندر دهان ... میل خدمت عزم رفتن آن جهان

لقمه کو نور افزود و کمال ... آن بود آورده از کسب حلال

چون ز لقمه تو حسد بینی و دام ... جهل و غفلت زاید آن را دان حرام

لقمه تخمست و برش اندیشه‌ها ... لقمه بحر و گوهرش اندیشه‌ها

۵۱ ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز ... چشم نرگس را ازین کرگس بدوز

باب بست و چهارم در ذکر

اذکروا الله شاه ما دستور داد ... اندر آتش دید و ما را نور داد

گفت گرچه پاکم از ذکر شما ... نیست لایق مر مرا تصویرها

ذکر جسمانه خیال ناقص ست ... وصف شاهانه از آنها خالص ست

۵۲ ذکر حق پاکست چون پاکی رسید ... رخت بر بندد برون آید پلید

میگریزد ضدها از ضدها ... شب گریزد چون برافروزد ضیا

چون در آید نام پاک اندر دهان ... نی پلیدی ماند و نی آن دهان

از هوا هاکی رهی بی جام هو ... ای ز هو قانع شده با نام هو

از صفت و ز نام چه زاید خیال ... وان خیالش هست دلال وصال

۵۳ اسم خواندی رو مسمی را بجو ... مه ببالا دان نه اندر آب جو

گر ز نام و حرف خواهی بگذری ... پاک کن خود را ز خود هین یکسری

ز رحمی دل ۱۲ — اجازت ۱۲ — ای غافل کرده ۱۲

۵۱ قوله ذکر حق کن یعنی در ذکر خدا مشغول شو شیطان را که بر اندر دین و ایمان تو بر ده انداز خود دفع کن و چشم خود را که مثل نرگس است از دیدن این کرگس بدوز ۱۲

۵۲ قوله ذکر حق یعنی از ذکر حق تعالی قلب انسان صفائی بیابد و کدورت ولی زائل میگردد ۱۲

۵۳ قوله اسم خواندی ... [illegible]

درگذر از نام و بنگر در صفات / تا صفاتت ره نماید سوی ذات

اذکروا الله کار هر اوباش نیست / ارجعی بر پای هر قلاش نیست

جور دوران و هر آن رنجی که هست / سهلتر از بعد حق و غفلتست

زانکه اینها بگذرد و آن نگذرد / دولت آن دارد که جان آگه برد

لاشک این ترک هوا تلخی دهست / لیک از تلخی بعد حق بهست

حکایت

آن یکی الله می گفتی شبی / چونکه شیرین میشد از گفتنش لبی

گفت ابلیسش که ای بسیار گو / این همه الله را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیش تخت / چند الله میزنی با روی سخت

او شکسته دل شد و بنهاد سر / دید در خواب او خضر را در خضر

گفت هان از ذکر حق وامانده / چون پشیمانی از آن کش خوانده

گفت لبیکم نمی آید جواب / زان همی ترسم که باشم رد باب

گفت آن الله تو لبیک ماست / آن نیاز و درد و سوزت پیک ماست

لیک توفیقی که لبیک آورد / هست هر لحظه ندائے از احد

ترس و عشق تو کمند شوق ماست / زیر هر لبیک تو لبیکهاست

جان جاهل زین دعا جز دور نیست / زانکه یارب گفتنش دستور نیست

بر دهان و بر دلش قفلست و بند / تا ننالد با خدا وقت گزند

۵۳ قوله ترس و عشق ... است بمضمون کریمه اجیب دعوة الداع اذا دعان یعنی اجابت میکنم خواندن خواننده را هرگاه که مرا می خواند و ... ۱۲

۵۴ قوله جان جاهل یعنی چونکه جاهل از ته دل دعا نمیکند او را جز جدائی و دوری دیگر حاصل نیست ۱۲

مُهرِ حق بر چشم و بر گوش و خرد	گر فلاطونست حیوانش کند

باب بیست و پنجم در استغفار

چونکه غم بینی تو استغفار کن	غم بامرِ خالق آمد کار کن
چون بخواهد عینِ غم شادی شود	عینِ بندِ پای آزادی شود
٥١ از پدر آموز کادم در گناه	خوش فرود آمد بسوی پایگاه
چون بدید آن عالمِ اسرار را	بر دو پا استاد استغفار را
کوه را کَه کن باستغفارِ خوش	جامِ مغفوران بگیر و خوش بکش
اُدخُلی تو فی عبادی یافتی	اُدخُلی فی جنّتی دریافتی
اِهدِنا گفتی صراط المستقیم	دستِ تو بگرفت و بُردت تا نعیم
روی در دیوار کن تنها نشین	وز وجودِ خویش هم خلوت گزین

باب بیست و ششم در خلوت

قعرِ چه بگزید هر کو عاقلست	زانکه در خلوت صفاهای دلست
ظلمتِ چه به که ظلمتهای خلق	سر نبرد آنکس که گیرد پای خلق
حال چون جلوه ست زان زیبا عروس	وان مقام آن خلوت آمد با عروس
جلوه بیند شاه و غیرِ شاه نیز	وقتِ خلوت نیست جز شاه عزیز
٥٢ هست بسیار اهلِ حال از صوفیان	نادرست اهلِ مقام اندر میان
آنکه در خلوت نظر بر دوختست	آخر آنرا هم ز یار آموختست ٥٣

٥١ قوله از پدر یعنی از آدم علیه السلام که پدرِ تست دعا کردن بیاموز که مغفرت حاصل شود و این معنی اشاره است بکریمه ربّنا ظلمنا انفسنا الآیه ۱۲

٥٢ قوله هست بسیار یعنی مرتبه اهلِ مقام از اهلِ حال بالاتر باشند و این مراتب اهلِ تصوف خوب میدانند ۱۲

٥٣ یعنی دولتِ خلوت هم بطفیلِ دولتِ عنایتِ بی غایتِ او تعالی ست ۱۲

خلوت از اغیار باید نی ز یار | پوستین بهر دی آمد نی بهار

هیچ کنجی بی دد و بی دام نیست | جز بخلوتگاه حق آرام نیست

زانکه در خلوت هر آنچه تن کند | نه از برای روی مرد و زن کند

جنبش و آرامش اندر خلوتش | جز برای حق نباشد نیتش

باب بیست و هفتم در تفکر

فکر کن تا وارهی از فکر خود | فکر کن تا فرد گردی از حسد

چون در معنی زنی بازت کنند | پر فکرت زن که شهبازت کنند

فکر آن باشد که بگشاید رهی | راه آن باشد که پیش آید شهی

شاه آن باشد که از خود شه شود | نی بمخزنها و لشکر شه شود

تا بماند شاهی او سرمدی | همچو عز ملک دین احمدی

روی نفس مطمئنه در جسد | زخم ناخنهای فکرت میکشد

فکرت بد ناخن پر زهر دان | میخراشد در تعمق روی جان

تا کشاید عقده اشکال را | در حدث کردست زرین بال را

عقده را بگشاده گیر ای منتهی | عقده سختست بر کیسه تهی

در کشاد عقدها گشتی تو پیر | عقده چندین دگر بگشاده گیر

حل این اشکال کن گر آدمی | خرج این دم کن اگر آدم دمی

عقده کان بر گلوی ماست سخت | که بدانی کز خسی یا نیکبخت

حدّ اعیان و عرض دانسته گیر
حدّ خود در ادان که نبود زان گزیر

چون بدانی حدّ خود زین حد گریز
تا به بیخودی در رسی ای خاک بیز

عمر در محمول و در موضوع رفت
بی بصیرت عمر در مسموع رفت

هر دلیلی بی نتیجه بی خبر
باطل آمد در نتیجه خود نگر

جز بمصنوعی ندیدی صانعی
بر قیاس اقترانی قانعی

هر خیالی که کند در دل وطن
روز محشر صورتی خواهد شدن

حق همی خواهد که هر میر و وزیر
بار جا و خوف باشند و حذیر

باب بیست و هشتم در خوف

هر که ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد از وی جن و انس و هر که دید

هر که ترسد مر ورا ایمن کنند
مر دل ترسنده را ساکن کنند

لاتخافوا هست نزل خائفان
هست در خور از برای خائف آن

نی ز دریا ترس و نی از موج و کف
چون شنیدی تو خطاب لاتخف

خوف آنکس راست کو را خوف نیست
قصه آنکس که کش اینجا طوف نیست

من بترسانم وقیح یاوه را
آنکه ترسد من چه ترسانم ورا

امتیان را من بترسانم بعلم
خائفان را ترس بردارم بحلم

پاره دوزم پاره در موضع نهم
هر کسی را شربت اندر خور دهم

هرچه در دل داری از مکر و رموز
پیش ما رسواست و پیدا همچو روز

گر بپوشیمش ز بنده پروری | تو چرا بی شرمی از حد می بری
چونکه بد کردی بترس ایمن مباش | زانکه تخمست و برویاند خداش
رازها را میکند حق آشکار | چون بخواهد رست تخم بدمکار
چند گاهی او بپوشاند که تا | آید آخر زان پشیمانی ترا

حکایت

عهد عمر آن امیر مومنان | داد دزدی را بجلاد و عوان
بانگ زد آن دزد کای میر دیار | اولین بارست جرمم در گذار
گفت عمر حاش لله که خدا | بار اول قهر نارد در جزا
بارها پوشد پی اظهار فضل | باز گیرد از پی اظهار عدل
تا که این هر دو صفت ظاهر شود | آن مبشر گردد این منذر شود
از کرم دان این که می ترساندت | تا بملک ایمنی بنشاندت
رو بترس و طعنه کم زن بر بدان | پیش دام عجز خود او را بدان
این رجا و خوف در پرده بود | تا پس پرده چه پرورده بود

باب بست و نهم در رجا

انبیا گفتند نومیدی بدست | فضل و رحمتهای یا رب بیحدست
از چنین محسن نشاید ناامید | دست در فتراک این رحمت زنید
بعد نومیدی بسی امیدهاست | از پس ظلمت بسی خورشیدهاست

هین چرا خشکی که اینجا چشمهاست / هین چرا دردی که اینجا صد دواست

یا امید الی کرهای خدا / که ترا میخواند آن سو که بیا

گر گهی را منهج ایمان کند / کجروی را مقصد احسان کند

تا نباشد هیچ محسن بی رجا / تا نباشد هیچ خائن بی رجا

نیستم امیدوار از هیچ سو / وان کرم میگویدم لا تیئسوا

گرچه ما زین ناامیدی در گویم / چون صلا زد دست اندازان رویم

ناامیدی را خدا گردن زدست / چون گنه مانند طاعت آمدست

تو مگو ما را بدین شه بار نیست / با کریمان کارها دشوار نیست

هی مشو نومید و خود را شاد کن / پیش آن فریادرس فریاد کن

کو همی نومیدی مرو امیدهاست / سوی تاریکی مرو خورشیدهاست

حکایت مطرب پیر چنگی

آن شنیدستی که در عهد عمر / بود چنگی مطربی با کر و فر

بلبل از آواز او بیخود شدی / یک طرب ز آواز خوبش صد شدی

مجلس و مجمع دمش آراستی / وز نوای او قیامت خاستی

مطربی کزوی جهان شد پرطرب / رسته ز آوازش خیالات عجب

از نوایش مرغ دل پران شدی / وز صدایش هوش جان حیران شدی

چون برآمد روزگار و پیر شد / باز جانش از عجز پشه‌گیر شد

قوله ون کرم اشاره است بکریمه که در سورهٔ یوسف واقع است و لا تیئسوا من روح الله یعنی ناامید مشوید از رحمت خدا ۱۲

قوله ناامیدی را یعنی یاس و ناامیدی را در بارگاه او دخلی نیست و چنانکه طاعت باعث مغفرت است همچنان معصیت [illegible] ۱۲

قوله کو همی نومیدی [illegible] یعنی آدمی را باید که [illegible] ناامید نشود از رحمت ایزدی [illegible]

گشت آواز لطیف جانفزاش ... زشت و نزد کس نیرزیدی بلاش
آن نوای رشک زهره آمده ... همچو آواز خر پیری شده
چونکه مطرب پیرتر گشت و ضعیف ... شد ز بی کسبی رهین یک رغیف
گفت عمر و مهلتم دادی بسی ... لطفها کردی خدایا با خسی
معصیت ورزیده ام هفتاد سال ... باز نگرفتی ز من روزی نوال
نیست کسب امروز مهمان توام ... چنگ بهر تو زنم کان توام
چنگ را برداشت شد الله جو ... سوی گورستان یثرب آه گو
گفت خواهم از حق ابریشم بها ... کو به نیکولی پذیرد قلبها
هیچ قلبی پیش او مردود نیست ... زانکه قصدش از خریدن سود نیست
چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد ... چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد
خواب بردش مرغ جانش از حبس رست ... چنگ و چنگی را رها کرد و بجست
گشت آزاد از تن و رنج جهان ... در جهان ساده و صحرای جان
آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت ... تا که خویش از خواب نتوانست داشت
در عجب افتاد کین معهود نیست ... این ز غیب افتاد بی مقصود نیست
سر نهاد و خواب بردش خواب دید ... کامدش از حق ندا جانش شنید
آن ندائی کاصل هر بانگ و نواست ... خود ندا آنست وین باقی صداست
بانگ آمد مر عمر را کای عمر ... بندهٔ ما را ز حاجت باز خر

۵۴ نزد بانگ آمد یعنی حضرت عمر را از غیب آوازی آمد که این بندهٔ ما را حاجت روا کن ۱۲

بندهٔ داریم خاص و محترم	سوی گورستان تو رنجه کن قدم
ای عمر بر جه ز بیت المال عام	هفتصد دینار بر کف نه تمام
۵۱ پیش او بر کای تو ما را اختیار	این قدر بستان کنون معذور دار
این قدر از بهر ابریشم بها	خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
پس عمر زان هیبت آواز جست	تا میان را بهر این خدمت ببست
سوی گورستان عمر بنهاد رو	در بغل همیان دوان در جستجو
گرد گورستان دوانه شد بسی	غیر آن پیر او ندید آنجا کسی
گفت این نبود دگر باره دوید	ماند گشت و غیر آن پیر او ندید
گفت حق فرمود ما را بنده ایست	صافی و شایسته و فرخنده ایست
پیر چنگی کی بود خاص خدا	حبذا ای سر پنهان حبذا
بار دیگر گرد گورستان بگشت	همچو آن شیر شکاری گرد دشت
چون یقین گشتش که غیر پیر نیست	۵۲ گفت در ظلمت دل روشن بسیست
آمد و با صد ادب آنجا نشست	بر عمر عطسه فتاد و پیر جست
مر عمر را دید و ماند اندر شگفت	عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
گفت در باطن خدایا از تو داد	محتسب بر پیر چنگی اوفتاد
چون نظر اندر رخ آن پیر کرد	دید او را شرمسار و روی زرد
پس عمر گفتش مترس از من مرم	کت بشارتها ز حق آورده ام

یعنی کرم ۱۲

بر جه از ست از جستن یعنی شتابی کن ۱۲

۵۱ تو پیش او بر یعنی هفتصد دینار را پیش آن مطرب پیر و بگو که تو مقبول خدا شدی و این مقدار زر در اجرت چنگ نوازی خود بگیر ۱۲

۳۴۶ ... ۷۸ بیت

۵۲ یعنی بسیار مردم صاحب باطن هستند در دنیا بسا اہل معصیت و زلت ... ۱۲

[illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

چند یزدان مدحت خوی تو کرد ... تا عمر را عاشق روی تو کرد

پیش من بنشین و مهجوری مساز ... تا بگوشت گویم از اقبال راز

حق سلامت میکند میپرسدت ... چونی از رنج و غمان بیحدت

نک قراضه چند ابریشم بها ... خرج کن این را و باز اینجا بیا

پیر لرزان گشت چون این را شنید ... دست میخائید و بر خود میطپید

بانگ میزد کای خدای بی نظیر ... بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر

چون بسی بگریست و از حد رفت درد ... چنگ را زد بر زمین و خرده کرد

گفت ای بوده حجابم از اله ... ای مرا تو راه زن از شاهراه

ای بخورده خون من هفتاد سال ... ای ز تو رویم سیه پیش کمال

ای خدای با عطای با وفا ... رحم کن بر عمر رفته در جفا

باب سی ام در صبر و حلم

که نیم کوهم ز صبر و حلم و داد ... کوه را کی در رباید تند باد

صبر از ایمان بیابد سر کله ... حیث لا صبر فلا ایمان له

گفت پیغمبر خداش ایمان نداد ... هر که را نبود صبوری در نهاد

یوسف حسنی و این عالم چو چاه ... وین رسن صبرست بر امر اله

یوسفا اندر رسن در زن دو دست ... از رسن غافل مشو بیگه شدست

مکر شیطانست تعجیل و شتاب ... لطف رحمانست صبر و اجتناب

۵۲ قوله صبر از ایمان ... که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در باب او ارشاد فرمود که هر کسیکه صبر ندارد ایمان ندارد ۱۲

گفت حق ایوب را در مکرمت
من بهر مویت صبری دادمت

هین بصبر خود مکن چندین نظر
صبر دیدی صبر دادن را نگر

صبر کردن جان تسبیحات تست
صبر کن کانست تسبیح درست

هیچ تسبیحی ندارد آن درج
صبر کن الصبر مفتاح الفرج

صبر همچون پل صراط آنسو بهشت
هست با هر خوب یک لالای زشت

تا ز لالا میگریزی وصل نیست
زانکه لالا را ز شاهد فصل نیست

تو چه دانی ذوق صبر ای شیشه دل
خاصه صبر از بهر آن نقش چگل ۵۱

هفت سال ایوب با صبر و رضا
در بلا خوش بود با ضیف خدا

از وفا و خلت و علم و حیا
بود چون شیر و عسل او با بلا

صبر مه با شب منور داردش
صبر گل با خار اذفر داردش

صبر ۵۲ شیر اندر میان فرث و خون
کرد او را ناعش ابن اللبون

صبر جمله انبیا با منکران
کرد شان خاص حق و صاحبقران

هر کرا بینی یکی جامه درست
دان که او آنرا بصبر و کسب جست

هر کرا بینی برهنه بی نوا
هست بر بیصبری او آن گوا

با ۵۳ سیاستهای جاهل صبر کن
خوش مدارا کن بعقل من لدن

صبر با نا اهل اهلان را جلیست
صبر صافی میکند هر جا دلیست

آتش نمرود ابراهیم را
صفوت آیینه آمد در جلا

---

۵۱ نام شهریست که در آن نقاشان بسیار اند و نیز مردم آنجا خوش صورت باشند ۱۲

۵۲ قوله صبر شیر گفته اند که پیدایش شیر از خون و ثفل است همان می شود پس می فرماید که چون شیر در ثفل و خون صبر کرد ایزد تعالی او را باعث زندگی بچهای شیر خواره گردانید ۱۲

۵۳ قوله با سیاستهای اشاره است بمضمون کریمه که ایزد تعالی در قرآن

جور کفر نوحیان و صبر نوح — نوح را شد صیقل مرآت روح

گر سخن خواهی که گویی چون شکر — صبر کن از حرص و این حلوا مخور

صبر باشد مشتهای زیرکان — هست حلوا آرزوی کودکان

۵۰ هر که صبر آورد گردون بر رود — هر که حلوا خورد واپس‌تر رود

۵۱ پرده‌های دیده را داروی صبر — هم بسوزد هم بسازد شرح صدر

صبر را با حق قرین کن ای فلان — ۵۳ آخر والعصر را آگه بخوان

صد هزاران کیمیا حق آفرید — کیمیای همچو صبر آدم ندید

۵۴ چون که رنج صبر نبود مر ترا — شرط نبود پس فروناید جزا

حبذا آن شرط و شادا آن جزا — آن جزای دلنواز جان فزا

چون قلاوزی صبرت پر شود — جان باوج عرش و کرسی بر رود

مصطفی بین چونکه صبرش شد براق — برکشانیدش ببالای طباق

عاقبت جوینده یابنده بود — که فرج از صبر زاینده بود

رزق آید پیش هر که صبر جست — رنج کوششها ز بی‌صبری تست

تیغ حلم از تیغ آهن تیزتر — بل ز صد لشکر ظفر انگیزتر

این تأنی مخبر تو از رحمان بود — وان شتاب از هزه شیطان بود

حکایت

گفت عیسی را یکی هشیار سر — چیست در هستی ز جمله صعب‌تر

۸۱

و صابر از معرفت می بیند ... صدر کرده ... صابر را حاصل میگردد ۱۲

۵۳ یعنی و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر یعنی اهل ایمان یکدیگر را وصیت کردند بگفتن حق و صبر و شکیبائی ۱۲

۵۴ قوله چونکه رنج صبر یعنی هر کس که رنج صبر نخواهد برد و نشست فلاح و رستگاری نخواهد یافت ان مع العسر یسرا ۱۲

گفت ای جان صعب‌تر خشم خدا / که ازان دوزخ همی‌لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان / گفت ترک خشم خویش اندر زمان

تیغ حلمم گردن خشمم زدست / خشم حق بر من همه رحمت شدست

صبر آرد آرزو را نی شتاب / صبر کن والله اعلم بالصواب

شکر میکن مر خدا را در نعم / نیز میکن شکر و ذکر خواجه هم

باب سی و یکم در شکر

ای محسن ظاهری ۱۲

۵۱ شکر منعم واجب آمد در خرد / ورنه بگشاید در خشم ابد

۵۲ شکر کن مر شاکران را بنده باش / پیش ایشان مرده شو افگنده باش

شکر یزدان طوق هر گردن بود / نی جدال و رو ترش کردن بود

گر ترش رو کردن آمد شکر و بس / پس چو سرکه شکر گوئی نیست کس

شکر جان نعمت و نعمت چو پوست / زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست

نعمت آرد غفلت و شکر انتباه / صید نعمت کن بدام شکر شاه

۵۳ گم شد از بی‌شکر خوبی و هنر / که دگر هرگز نبیند زان اثر

شکر کن ای مرد درویش از قصور / که ز فرعونی رهیدی وز کفور

شکر کن مظلومی و ظالم نه / ایمن از فرعونی و هر فتنه

۵۴ شکر گویم دوست را در خیر و شر / زانکه هست اندر قضا از بد بتر

۵۵ چونکه قسام اوست کفر آمد گله / صبر باید صبر مفتاح الصله

۵۱ چنانچه سعدی شیرازی گوید ـ نفس جز بشکر خدا بر میار ٭ که واجب بود شکر پروردگار ٭

۵۲ قوله شکر کن یعنی شکر اختیار کن و شاکران را که عبارت از کاملین است اطاعت بکن و پیش ایشان [illegible] ۱۲

۵۳ قوله گم شد مصداق این مضمون است آنچه سعدی علیه الرحمه گفته ع که زایل شود نعمت ناسپاس ٭

۵۴ قوله شکر گویم یعنی در هر حال شکر خدا باید کرد چه در رنج و چه در دولت زیرا که در پرده تقدیر شر و [illegible] بسیار است ۱۲

۵۵ قوله چونکه قسام [illegible] قناعت [illegible] ۱۲

غیر حق جمله عدو اند اوست دوست	با عدو از دوست کی شکوه نکوست
شکر از شکر خدا باشد یقین	چون باحسان کرد توفیقش قرین
رحمت مادر اگرچه از خداست	خدمت او هم فریضه ست و سزاست
ترک شکرش ترک شکر حق بود	حق او لاشک بحق ملحق بود
هر زمان در گلشن شکر خدا	رو برآور همچو بلبل صد نوا
دلبر و مطلوب با ما حاضر ست	وز نثار رحمتش جان شاکر ست
جز ز اهل شکر و اصحاب وفا	که مر ایشانراست دولت در قفا

باب سی و دوم در وفا

عقل را باشد وفای عهدها	تو نداری عقل رو ای خربها
عقل را یاد آید از پیمان خود	پرده نسیان بدراند خرد
چونکه عقلت نیست نسیان میرت	دشمن و باطل کن تدبیرت ست
گر نخواهی رشک ابلیسی بیا	از در دعوی بدرگاه خدا
چون وفایت نیست باری دم مزن	که سخن دعویست اغلب ما و من
وعده ها باشد حقیقی دلپذیر	وعده ها باشد مجازی تاسه گیر
وعده اهل کرم گنج روان	وعده نااهل شد رنج روان
چونکه در عهد خدا کردی وفا	از کرم عهدت نگهدارد خدا
چون درخشنست آدمی و بیخ عهد	بیخ را تیمار میباید بجهد

۵۴ بر دوز لیل شود و دعوی را بگذار و قدم ایمان در راه حق بنه ۱۲

۵۵ قوله چون وفایت یعنی هرگاه که وفای عهد نداری دعوی کردن محض لغو است کردن چنین دعوی در جهان بسم ۱۲

۵۶ قوله وعده ها باشد یعنی وعده حقیقی که مراد از صدق دل است مقبول باشد و وعده مجازی که فقط از زبان باشد باعث تاسه گردد و تاسه مرادف قلق است یعنی اضطراب و بیقراری ۱۲

عهدِ فاسد بیخ پوسیده بود | وز شمار و لطف ببریده بود
گوش نه اَوفوا العهدی گوشدار | تا که اُوفِ عهدکم آید زیار
از وفای حق تو بسته دیده | فاذکروا اذکرکم نشنیده
آن جماعت را که وافی بوده اند | بر همه اصناف شان افزوده اند
گشت دریاها مسخرشان و کوه | چار عنصر نیز بنده آن گروه
چون ندارد مرد کج در دین وفا | هر زمانی بشکند سوگند را
راستان را حاجتِ سوگند نیست | زانکه ایشان را دو چشم روشنیست
نقضِ میثاق و عهود از احمقی ست | حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
جرعه بر خاک وفا آنکس که ریخت | کی تواند صیدِ دولت زو گریخت
سوی عهدِ بیوفایان هین مرو | کان پلِ ویران بود نیکو شنو

باب سی و سوم در توکل

گر توکل میکنی در کار کن | کسب کن پس تکیه بر جبار کن
گفت پیغمبر بآواز بلند | با توکل زانوی اشتر ببند
رمزِ الکاسب حبیب الله شنو | از توکل در سبب کاهل مشو
نیست کسبی از توکل خوبتر | چیست از تسلیم خود محبوبتر
آن توکل کو خلیلانه ترا | تا نبرد رحمت اسماعیل را
آن توکل کو کلیمانه ترا | تا کنند شهراه قعرِ نیل را

سعادت ازو کناره
گر بیاشند و مراد و جهانی
با و حاصل نگردد ۱۲
عمل بنیت کردوی
یعنی که ورعایت
عهد و رعایتی نموده شدی نیست
با شنده ۱۲
و زبان در آن جهان
انشاء از سو الیه علاوة علیه
کامل بوده اند چه
در وفای عهد ازوی
درباره چیزی کی باشد
فرق گفت پیغمبر یعنی آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که
رعایت اسباب ظاهری مانع توکل
نیست آدمی را باید که توکل بر خدا
دارد و محافظت اسباب ظاهری
نموده باشد که دنیا عالم اسبابست
و سبب را بوجب وجود مسبب
نموده اند چنانکه قال علیه الصلوٰة والسلام
عاشق ۱۲
توکل ابراهیم خلیل الله
بیضای حضرت اسماعیل
وحضرت موسی کلیم الله
سیر کردوقت ...
شان بوجه ...

کسب جز نامی مدان ای نامدار ‌‌ ‌ جهد جز وهمی مدان ای باعیار

حیله کرد انسان و حیلش دام بود ‌ ‌ ‌ آنکه جان پنداشت خون آشام بود

ما عیال حضرتیم و شیرخواه ‌ ‌ ‌ گفت الخلق عیال للاله

آنکسی را کش خدا حافظ بود ‌ ‌ ‌ مرغ و ماهی مر ورا حارس شود

ماهی هوی باد و شیرافشان ابر ‌ ‌ ‌ در غم ما اند یکساعت تو صبر

فی السماء رزقکم نشنیده ‌ ‌ ‌ اندرین پستی چه بر چفسیده

هین توکل کن ملرزان پا و دست ‌ ‌ ‌ رزق تو بر تو ز تو عاشقترست

عاشقست و میزند او مول مول ‌ ‌ ‌ که ز بیصبریت داند ای فضول

گر ترا صبری بدی رزق آمدی ‌ ‌ ‌ خویش را چون عاشقان بر تو زدی

آنچنان که عاشقی بر رزق زار ‌ ‌ ‌ هست عاشق رزق هم بر رزقخوار

ور تو نشتابی بیاید بر درت ‌ ‌ ‌ ور تو بشتابی دهد درد سرت

گر بخواهی ور نخواهی رزق تو ‌ ‌ ‌ پیش تو آید دوان از عشق تو

رو حیات عشق خواه و جان مخواه ‌ ‌ ‌ تو از و آن رزق خواه و نان مخواه

آنکه او از آسمان باران دهد ‌ ‌ ‌ هم تواند کو ز رحمت نان دهد

رزق از وی جو مجو از زید و عمر ‌ ‌ ‌ مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر

منعمی زو خواه نی از گنج و مال ‌ ‌ ‌ نصرت از وی خواه نی از عم و خال

عاقبت زینها بخواهی ماندن ‌ ‌ ‌ هین کرا خواهی دران دم خواندن

این دم او را خوان و باقی را بمان	تا تو باشی وارث ملک جهان

حکایت

گفت موسی را بوحی دل خدا	کای گزیده دوست میدارم ترا
گفت چه خصلت بود ای ذوالکرم	موجب آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلی به پیش والده	وقت قهرش دست هم بر وی زده
خود نداند جز که او دیّار هست	هم از و مخمور و هم از وست مست
مادرش گر سیلیی بروی زند	هم بمادر آید و بروی تند
از کسی یاری نخواهد غیر او	اوست جمله شرّ او و خیر او
خاطر[51] تو هم ز ما در خیر و شر	التفاتش نیست جاهای دگر
غیر من پیشت چو سنگ است و کلوخ	گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
هست این ایّاک نعبد حصر را	در لغت و آن از پی نفی ریا
هست[52] ایّاک نستعین از بهر حصر	حصر کرده استعانت را بقصر[53]
که عبادت مر ترا آریم و بس	طمع یاری هم ز تو داریم و بس
گفت پیغمبر که جنت از اله	گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
ور نخواهی ضامنم پس مر ترا	جنة الفردوس و دیدار خدا
هین از و خواهید نی از غیر او	آب در یم جو مجو در خشک جو
ور نخواهی از دگر هم او دهد	بر کفش میل سخا هم او نهد

۵۱ ای تو نیز در خیر و شر خیال بطرف دیگر مکن ۱۲

۵۲ تو در هست این یعنی اصل کلام چنین بود که نعبد کی بریاک حصر کاف خطاب را بلفظ ایاک مبدل ساخته بر نعبد مقدم نمود تا افاده حصر کند و ریا دفع گردد چنانکه در علم معانی مقرر شده ۸۶

حکایت

یک جزیره سبز هست اندر جهان — کاندرو گاویست تنها خوش دهان

جمله صحرا را چرد او تا بشب — تا شود زفت و عجیب و منتجب

شب زاندیشه که فردا چه خورم — گردد او چون تار مو لاغر ز غم

چون برآید صبح گردد سبز دشت — تا میان رسته قصیل و سبز کشت

اندر افتد گاو با جوع البقر — تا بشب او را چرد او سربسر

باز زفت و فربه و لمتر شود — آن تنش از پیه و قوت پر شود

باز شب اندر تب افتد از فزع — تا شود لاغر ز خوف منتجع

که چه خواهم خورد فردا وقت خور — سالها اینست کار آن بقر

هیچ ناندیشد که چندین سال من — میخورم زین سبزه زار و زین چمن

هیچ روزی کم نیامد روزیم — چیست این ترس و غم و دلسوزیم

این نفس گاوست و آن دشت این جهان — که همی لاغر شود از خوف نان

که چه خواهم کرد مستقبل عجب — قوت فردا از کجا سازم طلب

سالها خوردی و کم نامد ز خور — ترک مستقبل کن و ماضی نگر

گر جهان را پر در مکنون کنند — روزی تو چون نباشد چون کنند

غم خور و نان غم افزایان مخور — زانکه عاقل غم خورد کودک شکر

در فگن تدبیر خود را پیش دوست — گرچه تدبیرت هم از تدبیر اوست

کار آن دارد که حق افراشتست	آخر آن روید که اول کاشتست

هرچه کاری از برای او بکار	چون اسیر دوستی ای دوستدار

ننگ درویشی ز درویشی ماست	روز و شب از روزی اندیشی ماست

بر دل خود کم نه اندیشه معاش	عیش کم ناید تو بر درگاه باش

ای دو دیده سوی دکّان از پگاه	هین بمسجد رو بجو رزق از اله

چون قضا آید شود تنگ اینجهان	از قضا حلوا شود رنج دهان

باب سی و چهارم در رضای بالقضا

گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا	تَحْجُبُ الْأَبْصَارُ اِذْ جَاءَ الْقَضَا

گر شود ذرّات عالم حیله پیچ	با قضای آسمان هیچست هیچ

چون قضا بیرون کند از چرخ سر	عاقلان گردند جمله کور و کر

حکم تقدیرش چو آید بی وقوف	عقل چه بود در قمر افتد خسوف

غیر آنکه در گریزی در قضا	هیچ حیله ندهدت از وی رها

با قضا هر که شبیخون آورد	سرنگون آید ز خون خود خورد

اعجمی چون گشته اندر قضا	میگریزانی ز دادور مال را

این قضا را هم قضا داند علیج	عقل خلقان در قضا گیجست و گیج

با قضا پنجه مزن ای تند و تیز	تا نگیرد هم قضا با تو ستیز

مرده باید بود پیش حکم حق	تا نیابد زخم از رَبُّ الْفَلَق

چون قضا آید شود دانش بخواب	مه سیه گردد بگیرد آفتاب

قوله تنگ درویشی یعنی ما مردم که در تنگ درویشی افتاده ایم بسبب اینکه خود را محتاج درویش نفهمیده در تلاش روزی در بدر می گردیم اگر پای قناعت در دامن صبر کشیده اضطراب را بخود راه ندهیم از عار تنگ درویشی نجات

چرخ گردان را قضا گمره کند / صد عطارد را قضا ابله کند

زیرکی بفروش و حیرانی بخر / زیرکی ظنست و حیرانی نظر

داند آنکو نیکبخت و محرمست / زیرکی ز ابلیس و عشق از آدمست

اکثر اهل الجنة البله ای پدر / بهر این گفتست سلطان البشر

زیرکی چون باد کبر انگیز تست / ابلهی شو تا بماند دل درست

ابلهی نی کو بمسخرگی دوتوست / ابلهی کو واله و حیران هوست

چون قضا آید فرو پوشد بصر / تا نداند عقل ما پا را ز سر

چشم آدم چون بنور پاک دید / جان و سر نامها گشتش پدید

اینهمه دانست چون آمد قضا / دانش یک نهی شد بروی خطا

این قضا ابری بود خورشیدپوش / شیر و اژدرها شود زو همچو موش

بر قضا کم نه بهانه ای جوان / جرم خود را چون نهی بر دیگران

بل قضا حقست و جهد بنده حق / هین مباش اعور چو ابلیس خلق

گرد خود برگرد و جرم خود ببین / جنبش از خود بین و از سایه مبین

فعل تو که زاید از جان و تنت / همچو فرزندت بگیرد دامنت

فعل را در غیب صورت می کنند / فعل دزدی را نه داری می زنند

دار کی ماند بدزدی لیک آن / هست تصویر خدای غیب دان

رنج را باشد سبب بد کردنی / بد ز فعل خود شناس از بخت نی

جرم بر خود نه که تو خود کاشتی با جزا و عدلِ حق کن آشتی

هر چه از تو یاوه گردد از قضا تو یقین دان که خریدت از بلا

گر قضا پوشد سیه همچون شبت هم قضا دستت بگیرد عاقبت

گر قضا صد بار قصدِ جان کند هم قضا جانت دهد درمان کند

این قضا صد بار گر راهت زند بر فرازِ چرخ خرگاهت زند

چون قضا خواهد کسی را بفسرد سردی از صد پوستین هم بگذرد

در وجودش لرزه بنهد که آن نی بجامه به شود نی زاتش آن

چون قضا آید طبیب ابله شود وان دوا در نفع هم گمره شود

حکایت

آمد از آفاق یارِ مهربان یوسفِ صدیق را شد میهمان

کاشنا بودند وقتِ کودکی بر وسادهٔ آشنائی متکی

یاد دادش جورِ اخوان و حسد گفت کان زنجیر بود و ما اسد

عار نبود شیر را از سلسله نیست ما را از قضایِ حق گله

در قضا یعقوب چون بنهاد سر چشم روشن کرد از بوی پسر

در توکل جز که تسلیمِ تمام در غم و راحت همه مکرست و دام

شرطِ تسلیمست نی کارِ دراز سود نبود در ضلالت ترکتاز

باب سی و پنجم در تسلیم

همچو اسمعیل پیشش سر بنه	شاد و خندان پیش تیغش جان بده
تا بماند جانت خندان تا ابد	همچو جان پاک احمد با احد
عاشقان جام فرح آنگه کشند	که بدست خویش خوبانشان کشند
من نهم پیش تو شمشیر و کفن	میکشم پیش تو گردن را بزن
ای جفای تو ز دولت خوبتر	وانتقام تو ز جان محبوبتر
آن بدی که تو کنی از خشم و جنگ	با طرب تر از سماع و بانگ چنگ
عاشقم بر قهر و بر لطفش بجد	ای عجب من عاشق این هر دو ضد
گر مرادت را مذاق شکرست	بی‌مرادی نه مراد دلبرست
ناخوش او خوش بود بر جان من	جان فدای یار دل رنجان من
عاشقم بر رنج خویش و درد خویش	بهر خوشنودی شاه فرد خویش
هر ستارش خونبهای صد هلال	خون عاشق ریختن او را حلال
چون ز عفو او حیی ساختم	توبه کردم اعتراض انداختم
دوستی چون زر بلا چون آتشست	زر خالص در دل آتش خوشست

باب سی و ششم در صبر

وصل پیدا گشت از عین بلا	زان حلاوت شد عبارت ما قلا
رنج گنج آمد که رحمتها در وست	مغز تازه شد چو بخراشید پوست
آن بهاران مضمرست اندر خزان	در بهارست آن خزان مگریز ازان
رنج و غم را حق پی آن آفرید	تا بدین صد خوشدلی آید پدید

91

آفتابی گر بر آید نارگون ساعتی دیگر شود او سرنگون

اختران تافته بر چار طاق لحظه لحظه مبتلای احتراق

ماه کو افزود ز اختر در جمال شد ز رنج دق او همچون هلال

آب خوش کو روح را همشیره شد در غدیری زرد و تلخ و تیره شد

آتشی کو باد دارد در بروت هم یکی بادی بر او خواند یموت

حال دریا ز اضطراب و جوش او فهم کن تبدیلهای هوش او

چرخ سرگردان که اندر جستجوست حال او چون حال فرزندان اوست

گه حضیض و گه میانه گاه اوج اندر او از سعد و نحسی فوج فوج

چونکه کلیات را رنجست و درد جزو ایشان چون نباشد روی زرد

گوی آنگه راست بی نقصان شود کوز زخم دست شه رقصان شود

جان سپر کن تیغ بگذار ای پسر هر که بی سر بود ازین شه برد سر

همره غم باش و با وحشت بساز می طلب در مرگ خود عمر دراز

ما التصوف قال وجدان الفرح فی الفؤاد عند اتیان الترح

عاقلان از بی مرادیهای خویش باخبر گشتند از مولای خویش

بی مرادی شد قلاووز بهشت حفت الجنة شنو ای خوش سرشت

دوستان بین کو نشان دوستان دوستان را رنج باشد همچو جان

کی گران گیرد ز رنج دوست دوست رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست

۵۱ ... ۵۲ قوله ما التصوف یعنی چیست تصوف گفت یافتن سرور در دل وقت آمدن رنج ... ۵۳

۹۲

بی نشان دوستی شد سرخوشی — در بلا و آفت و محنت کشی

چون گرانیها اساس راحتست — تلخها هم پیشوای نعمتست

زان حدیث تلخ میگویم ترا — تا ز تلخیها فرو شویم ترا

حُفَّتِ الْجَنَّة بمکروهاتها — حُفَّتِ النِّیرانُ مِنْ شَهَواتِها

هرکه در زندان قرین محنتست — آن جزای لقمهای شهوتست

جز بشب خلوت نباشد شاه را — جز بدرد دل مجو دلخواه را

هر کجا شمع بلا افروختند — صد هزاران جان عاشق سوختند

حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد — بر تن ما می نهد ای شیرمرد

خوف و جوع و نقص اموال و بدن — جمله بهر نقد جان ظاهر شدن

داد مر فرعون را صد ملک و مال — تا بکرد او دعوی عزّ و جلال

تو ز تلخی چونکه دل پرخون شوی — پس ز تلخیها همه بیرون شوی

در همه عمرش ندید او دردسر — تا ننالد با خدا آن بدگهر

داد او را جمله ملک اینجهان — تا نخواند مر خدا را در نهان

شاد از غم شو که غم دام لقاست — اندرین ره سوی پستی ارتقاست

غم یکی گنجست رنج تو چو کان — لیک کی در گیرد این در کودکان

کان بلا دفع بلاهای بزرگ — وان زیان منع زیانهای سترگ

تا بدانی که زیان جسم و مال — سود جان باشد رهاند از وبال

گنج دنیا بسیار خواهی کشید از بهر عقوبات اخروی نجات خواهی یافت ۱۲

ای این سخن در دل کودکان که مراد از فرقه غافلان باشد کجا اثر خواهد کرد ۱۲

قوله کان بلا یعنی بعض بلا موجب دفع بلاهای بزرگ باشد چنانکه تب برروزه مومن گنهگار زایل کننده بعضی گناهها باشد ۱۲

بنده مینالد بحق از درد و نیش / صد شکایت میکند از رنج خویش

حق همیگوید که آخر رنج و درد / مر ترا لابه کنان و راست کرد

نی تو صیادی و جویای منی / بندهٔ افگندهٔ رای منی

حیله اندیشی که در من در رسی / در فراق و جستن من بیکسی

چاره می جوید پی من درد تو / میشنودم دوش آه سرد تو

می توانم هم که بی این انتظار / ره دهم بنمایمت راه گذار

تا ازین گرداب دوران وا رهی / بر سر گنج وصالم پا نهی

لیک شیرینی و لذات مقر / هست از اندازهٔ رنج سفر

آنگه از شهر و ز خویشان برخوری / کز غریبی رنج و محنتها بری

در حقیقت هر عدو داروی تست / کیمیا و نافع و دلجوی تست

که ازو اندر گریزی در خلا / استعانت جویی از لطف خدا

در حقیقت دوستانت دشمن اند / که ز حضرت دور و مشغولت کنند

آدمی را پوست نامدبوغ دان / از رطوبتها شده زشت و گران

تلخ و تیزه مالش بسیار ده / تا شود پاک و لطیف و بامزه

گر نمی تابی رضا ده ای عیار / گر خدا رنجت دهد بی اختیار

که بلای دوست تطهیر شماست / علم او بالای تدبیر شماست

هر زمان گوید بگوشم بخت نو / گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

من ترا غمگین و گریان زان کنم | تا کت از چشم بدان پنهان کنم

تلخ گردانم ز غمها خوی تو | تا بگردد چشم بد از روی تو

چون نشان مومنان مغلوبیست | لیک در اشکست مومن خوبیست

دُر اگرچه خرد و اشکسته شود | توتیای دیده خسته شود

ای دراز اشکست خود بر سر مزن | کز شکستن روشنی خواهد شدن

تو مبین گر بر درختی یا بچاه | تو مرا بین که منم مفتاح راه

تا توانی بنده شو سلطان مباش | زخم کش چون گوی شو چوگان مباش

خدمت اکسیر کن مس وار تو | جور میکش ای دل از دلدار تو

نیکبختی را چو حق رنجی دهد | رخت را نزدیک تر وا می نهد

لیک چون رنجی دهد بدبخت را | او بر اندازد بکفر آن رخت را

چون محک آید بلا و بیم جان | زان پدید آید شجاع از هر جبان

همچو آب نیل آمد این بلا | سعد را آبست و خون بر اشقیا

هر که پایان بین ترا و مسعود تر | حد ترا و کار کافزون دید تر

عمر خوش در قرب جان پروردنست | عمر زاغ از بهر سرگین خوردنست

باب سی و هفتم در قرب

قرب بر انواع باشد ای پدر | میزند خورشید بر کهسار و در

آن نمی بینی که قرب اولیا | صد کرامت دارد و کار و کیا

۹۵ قوله عمر خوش یعنی کسیکه اوقات خود را در اطاعت و تقرب یزدی بسر می برد عمر خوش میگذراند از عمر بسیار چه حاصل زیرا که زاغ عمر دراز دارد و در خوردن گندگی بسر می کند ۱۲

۹۶ قوله قرب یعنی تقرب الی الله را اقسام بسیار است کسی را بقدر ماده و استعداد او حاصل گردد چنانکه ضیای خورشید یکسان ...

قرب خلق و رزق بر جمله است عام — قرب وحی عشق دارند این کرام
گفت پیغمبر که معراج مرا — نیست بر معراج یونس اجتبا
آن من بر چرخ و آن او نشیب — زانکه قرب حق فزونست از حسیب
قرب نی بالا و پستی رفتنست — قرب حق از قید هستی رستنست
آنکه چون سگ ز اصل کهدانی بود — کی مر او را حرص سلطانی بود
انچه جهدست آن قرب از حبل الورید — تو فگنده تیر فکرت را بعید
ای کمان و تیرها برساخته — صید نزدیک و تو دور انداخته
هر که دوراندازتر او دورتر — وز چنین گنجست او مهجورتر

باب سی و هشتم در انس

در غم ما روزها بیگاه شد — روزها با سوزها همراه شد
روزها گر رفت گو رو باک نیست — تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست
هر که جز ماهیست زابش سیر شد — هر که بیروزیست روزش دیر شد
اتصالی بی تکیف بیقیاس — هست رب الناس را با جان ناس
اتصالی که نگنجد در کلام — گفتنش تکلیف باشد والسلام
پیش من آوازت آواز خداست — عاشق از معشوق حاشا کی جداست
چونکه با حق متصل گردید جان — ذکر آن اینست و ذکر اینست آن
چونکه با معشوق گشتی همنشین — رفع کن دلالگان را بعد ازین

خوی با او کن انابتهای تو
ایمن آید از افول و از عتو

خوی با او کن که خور را آفرید
خوبهای انبیا را پرورید

رو بجواهی کرد آخر در لحد
آن به آید که کنی خو با احد

آنکه شد انسش بشاه فرد خویش
یافت درمانهای جمله درد خویش

چون ازان اقبال شیرین شد دهان
سر زد شد بر آدمی ملک جهان

این خبرها از نظر خود غائبست
بهر حاضر نیست بهر غائبست

هرکه او اندر نظر موصول شد
این خبرها پیش او معزول شد

باب سی و نهم در مکاشفه و مشاهده

سطرب جان مونس مستان بود
نقل و قوت و قوت مستان بود

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع
بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبه وسواس بیرون کن ز گوش
تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب
تا ببینی باغ و سروستان غیب

چشم را در روشنائی خوی کن
گر نه خفاشی نظر آن سوی کن

دیده بینا از لقای حق شود
حق کجا همراز هر احمق شود

هرکه دید الله را اللهیست
هرکه دید آن بحر را او ماهیست

حاصل اندر وصل چون افتاد مرد
گشت دلاله به پیش مرد سرد

چون شدی بر بامهای آسمان
سهل باشد جستجوی نردبان

[illegible]

٩٠

٥٣ یعنی نظر بر حصول مطلب اعلی داشته باش از بالای فلک صدای پر کیفیت بگوش تو رسد ۱۲

٥٤ زود حاصل اندر یعنی حاجت توسط تا آنروز نست که طالب بمطلوب رسد ۱۲

غیب را ابری و آبی دیگرست — آسمان و آفتابی دیگرست

ناید آن الا که بر خاصان پدید — باقیان فی لبس من خلق جدید

دفع کن از مغز و از بینی زکام — تا که ریح الله آید در مشام

گر ببینی یکنفس حسن ودود — اندر آتش افگنی جان و وجود

چند بینی گردش دولاب را — سر برون کن هم ببین تو آب را

تو همیگویی که می بینم ولیک — دیدن آنرا بس علامتهاست نیک

گردش کف را چو دیدی مختصر — حیرتت باید بدریا درنگر

آنکه کف را دید سرگویان شود — وانکه دریا دید او حیران شود

هر ولی کو در تحیر با خداست — کی شود پوشیده بر وی چپ و راست

حیرتت باید که رو بد فکر را — خورده حیرت فکر را و ذکر را

آنکه کف را دید نیتها کند — وانکه دریا دید دل دریا کند

آنکه کفها دید باشد در شمار — وانکه دریا دید شد بی اختیار

آنکه او کف دید در گردش بود — وانکه دریا دید او بی غش بود

کی کند آن مست جز عدل و صواب — که ز جام حق کشیدست او شراب

جاذوان فرعون را گفتند بیست — مست را پروای دست و پای نیست

دست و پای ما شراب حق شدست — دست ظاهر سایه است و کاسدست

ملق نبود گر سزای آن شراب — آن بریده به ز شمشیر ضراب

دیده کو نبود ز وصلش در گره | آنچنان دیده سفید و کور به
اندر آن دستی که نبود آن نقاب | آن شکسته به بساطور قصاب
ساحران واقف از دست خدا | کی نهند این دست و پا را دست و پا
آنچنان پایی که از رفتار او | جان نه پیوندد بنرگس زار او
آنچنان پا در حدید اولیترست | آنچنان پا عاقبت در دردسرست
گوش کو نبود سزای راز او | برکنش از سر که نبود آن نکو
ای همه دریا چه خواهی کرد نم | ای همه هستی چه میجویی عدم
هیچ محتاج می گلگون نه‌ | ترک کن گلگونه تو گلگونه‌
ای رخ چون زهره‌ات شمس الضحی | ای گدای رنگ تو گلگونها
باده کاندر خم همی جوشد نهان | ز اشتیاق روی تو جوشد چنان
ای مه تابان چه خواهی گرد گرد | ای که مه در پیش رویت روی زرد
تاج کرمناست بر فرق سرت | طوق اعطیناک آویز برت
جوهرست انسان و چرخ او را عرض | جمله فرع و پایه اند او شد غرض
بحر علمی در نمی پنهان شده | در سه گز تن عالمی پنهان شده
ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش | چون چنینی خویش را ارزان فروش
علم جویی از ورقها ای فسوس | ذوق جویی تو ز حلوا ای فسوس
می چه باشد یا سماع و یا جماع | تا بجویی زو نشاط و انتفاع

قوله جوهرست یعنی خدای کبریا انسان را بر جمله مخلوقات تفضیل داده است و هرگاه که افلاک با اینهمه رفعت و وسعت از انسان بمرتبه ادنی باشند دیگران در چه حساب باشند. ۱۲

آفتاب از ذره شد وام خواه — زهره از خمره شد جام خواه
جان بی کیفی شده محبوس کیف — آفتابی حبس عقده اینت حیف
جای روح پاک علیین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود
بهر مخمور خدا جام طهور — بهر این مرغان کور این آب شور
دور وه ای ساقی یکی رطل گران — خواجه را از ریش و سبلت وارهان

باب چهلم در وجد

این نفس جان دامنم برتافتست — بوی پیراهان یوسف یافتست
من چه گویم یک رگم هشیار نیست — شرح آن یاری که او را یار نیست
خوشتر آن باشد که سر دلبران — گفته آید در حدیث دیگران
چون زنم دم کاتش دل تیز شد — شیر هجر آشفته و خونریز شد
آنکه او هشیار خود تندست و مست — چون بود چون او قدح گیرد بدست
مرد برنا زان شراب زود گیر — در میان راه می افتد چو پیر
خاصه این باده که از خم بلیست — نی میی که مستی آن یک شبیست
آنکه از اصحاب کهف از نقل نقل — سیصد و نه سال گم کردند عقل
وان زنان مصر جامی خورده اند — دستها را شرحه شرحه کرده اند
ساحران هم سکر موسی داشتند — دار را دلدار می پنداشتند
جعفر طیار زان می بود مست — زان گرو میکرد بی خود پا و دست

قوله خوشتر آن باشد یعنی خوشتر این است که ذکر معشوق خود بصراحت نام ایشان نباید کرد بلکه اسم فرضی برای ایشان قرار داده تذکره ایشان کرده باشد ۱۲

آب رحمت بایدت رو پست شو | وانگهان خور خمر رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر | بر یکی رحمت فرو ما ای پسر
سخت مست و بیخود و آشفته | دوش ای جان بر چه پهلو خفته
عشق جوشد بادهٔ تحقیق را | او بود ساقی نهان صدیق را
چون بجویی تو بتوفیق حسن | باده آب جان بود ابریق تن
چون بیفزاید می توفیق را | قوت می بشکند ابریق را
پرتو ساقیست کاندر شیره رفت | شیره بر جوشید و رقصان گشت زفت
بی تفکر پیش هر داننده هست | اینکه با جنبیده جنباننده هست
گر تو او را می نه بینی در نظر | فهم کن آنرا باظهار اثر
تن بجان جنبد نمی بینی تو جان | لیک از جنبیدن تن جان بدان
همچنان که قدر تن از جان بود | قدر جان از پرتو جانان بود
گر بدی جان زنده بی پرتو کنون | هیچ گفتی کافران را میتون
بی تماشای صفتهای خدا | گر خورم نان در گلو ماند مرا
چون گوارد لقمه بی دیدار او | بی تماشای گل و گلزار او
زین خرد جاهل همی باید شدن | دست در دیوانگی باید زدن
هر که بستاید ترا دشنام ده | سود و سرمایه بمفلس وام ده
ایمنی بگذار و جای خوف باش | بگذر از ناموس و رسوا باش فاش

۱۰۱
همچنین عقول کامله ذات باری را نشناختند و در اسما وا ماندند پس بیفزایند که از هیچ عقل دیوانگی بهتر است ۱۲

آزمودم عقل دوراندیش را — بعد ازین دیوانه سازم خویش را

عقل من گنجست و من ویرانه ام — گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام

اوست دیوانه که دیوانه نشد — این عسس را دید و در خانه نشد

ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم — مست آن ساقی و آن پیمانه ایم

بر خط فرمان او سر می نهیم — جان شیرین را گروگان میدهیم

بار دیگر آمدم دیوانه وار — رو رو ای جان زود زنجیری بیار

زین بنه بر پایم آن زنجیر را — که دریدم سلسلهٔ تدبیر را

غیر آن زنجیر زلف دلبرم — گر دو صد زنجیر آری بر درم

هر چه غیر شورش و دیوانگیست — اندرین ره دوری و بیگانگیست

عشق شور انگیز باید مرد را — تا صلائی در دهد این درد را

تا چنین کاری نیفتد مرد را — او چه داند عشق را و درد را

باز دیوانه شدم من ای طبیب — باز سودائی شدم من ای حبیب

حلقهای سلسلهٔ آن ذو فنون — هر یکی حلقه دهد دیگر جنون

زیر هر حلقه فنون دیگرست — پس مرا هر دم جنون دیگرست

پس فنون باشد جنون این شد مثل — خاصه در زنجیر آن میر اجل

آنچنان دیوانگی بگسست بند — که همه دیوانگان پندم دهند

اندرین محضر خردها شد ز دست — چون قلم اینجا رسید و سر شکست

هیچکس را تا نگردد او فنا	نیست ره در بارگاه کبریا

باب چهل و یکم در فنا و بقا

موج خاکی وهم و فهم و فکر ماست	موج آبی محو و سکرست و فناست
تا درین سکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی تو کور
راه فانی گشته راه دیگرست	زانکه هشیاری گناه دیگرست
هست هشیاری زیاد ما مضا	ماضی و مستقبلت پرده خدا
آتش اندر زن بهر دو تا بکی	پرگره باشی ازین هر دو چو نی
چون بطوف خود بطوفی مرتدی	چون بخانه آمدی هم با خودی
آینه هستی چه باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابله نیستی
پیش هست او بباید نیست بود	چیست هستی پیش او کور و کبود
دیده ما چون بسی علت در وست	رو فنا کن دید خود در دید دوست
دید ما را دید او نعم العوض	یابی اندر دید او کل غرض
طفل تا گویا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
چون فضولی گشت و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
جانهای خلق پیش از دست و پا	می پریدند از وفا اندر صفا
چون بامر اهبطوا بندی شدند	حبس خشم و حرص و خرسندی شدند
هست خود در هست آن هستی بپاک	همچو مس در کیمیا اندر گداز

[۵۱] در من و ما سخت کردستی تو دست | هست این جمله خرابی از دو هست
[۵۲] هستی اندر نیستی بتوان نمود | مالداران بر فقیر آرند جود
نیستی و نقص هر جایی که خاست | آینهٔ خوبی جمله پیشه‌هاست
نقصها آیینهٔ وصف کمال | وان حقارت آینهٔ عز و جلال
هر که نقص خویش را دید و شناخت | اندر استکمال خود ده اسبه تاخت
هر که آو از هستی خود دور شد | منتهای کار او مسرور شد
علتی بدتر ز پندار کمال | نیست اندر جان تو ای مغرور ضال
زان نمی‌پرد به سوی ذو الجلال | کو گمانی می‌برد خود را کمال
از دل و از دیده‌ات بس خون رود | تا ز تو این معجبی بیرون رود
[۵۳] علت ابلیس انا خیری بدست | وین مرض در نفس هر مخلوق هست
بس زیادتها درون نقصهاست | مر شهیدان را حیات اندر فناست
گفت قائل در جهان درویش نیست | ور بود درویش او با خویش نیست
[۵۴] عاشق حقی و حق آنست کو | چون بیاید از تو نبود تار مو
[۵۵] صد چو تو فانیست پیش آن نظر | عاشقی بر نفی خود خواجه نگر
[۵۶] سایه‌ای و عاشقی بر آفتاب | شمس آید سایه لا گردد شتاب
سایه‌ها کو بود جویای نور | نیست گردد چون کند نورش ظهور
همچنین جویای درگاه خدا | چون خدا آید شود جوینده لا

۵۱ قوله در من و ما یعنی تا که انسان در ما و من افتاده است در خرابی باشد که دوئی لازم حال اوست ۱۲

۵۲ یعنی [illegible] هستی خود را در نیستی واجب تا نبود و نیست گردد تو نتوان هستی حاصل [illegible] ۱۲

۵۳ قوله علت ابلیس یعنی شیطان لعین که خود را از آدم علیه السلام بهتر دانست و گفت انا خیر منه مطعون گردید مردود شد و مراد از لفظ مخلوق در مصراع ثانی مردم عوام اند نه خواص فافهم ۱۲

۵۴ قوله عاشق حقیقی یعنی هرگاه واصل بحق شدی وجود خود را برابر تار موی هم موجود نخواهی دانست ۱۲

۵۵ قوله صد چو تو فانیست پیش یعنی مثل تو صدها پیش نور مطلق فنا شده اند [illegible] عاشقی [illegible] از آفتاب فانی [illegible] وجود حقیقی [illegible] ۱۲

۵۶ یعنی تو مثل سایه [illegible] آفتاب [illegible] ۱۲

گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست | لیک ز اول آن بقا اندر فناست

هالک آمد پیش وجهش هست و نیست | هستی اندر نیستی خود طرفه‌ایست

چیست معراج فلک این نیستی | عاشقان را مذهب و دین نیستی

چون شنیدی شرح بحر نیستی | کوش دائم تا برین بحر ایستی

چونکه اصل کارگاه آن نیستیست | که خلا و بی‌نشانست و تهیست

نیستی چون هست بالایین طبق | بر همه بردند درویشان سبق

هست موتوا قبل موت این بود | کز پس مردن غنیمتها رسد

غیر مردن هیچ فرهنگ دگر | در نگیرد با خدا ای حیله‌گر

یک عنایت به ز صد گون اجتهاد | جهد را خوفست در کون و فساد

وان عنایت هست موقوف ممات | تجربه کردند این ره را ثقات

تا نگشتند اختران ما نهان | وانکه پنهانست خورشید جهان

ذره‌ای سایه عنایت بهترست | از هزاران کوشش طاعت پرست

خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست | در دو عالم خفته اندر ظل دوست

هم در اول هم در آخر عجز دید | مرده شد دین العجایز را گزید

زندگی در مردن و در محنتست | آب حیوان در درون ظلمتست

چون ز خود رستی همه برهان شدی | چونکه بنده نیستی سلطان شدی

من غلام آنکه نفروشد وجود | جز بدان سلطان با افضال و جود

کر وجود خورشید عالم تاب طلوع نکرده باشد ۱۲

۵ قوله مرده شد حدیث شریف ست که دین خود را چنان محکم گیرید چنانکه زنان ز قوت بر امور قدیمه خود مستحکم می باشند و تا مرگ نمی گذارند ۱۲

مرده شو تا مخرج الحی الصمد زنده زین مرده بیرون آورد
یشم را آنگه شناسی از گهر گر خیال خود کنی گلّی عبر
زانکه هستی سخت مستی آورد عقل از سر شرم از دل می برد
کارگاه گنج حق در نیستی ست غرهٔ هستی چه دانی نیست چیست
کاشکی هستی زبانی داشتی تا ز مستان پرده‌ها بر داشتی
هر چه گویی ای دم هستی ازان پردهٔ دیگر برو بستی بدان
اینچنین معدوم کو از خویش رفت بهترین هستها افتاد و رفت
خوش براتی گشت خنگ نیستی سوی هستی آردت گر نیستی
چون بمردی و گذشتی زنده زو باغیی باشی بشرکت ملک جو
چون بدو زنده شدی آن خود دوست وحدت محض است آن شرکت کیست
شرح این در آینهٔ اعمال جو که نیابی فهم آن از گفتگو
گر همی خواهی که بفروزی چو روز هستی همچون شب خود را بسوز
گر بگویم آنچه دارم در درون بس جگرها گردد اندر حال خون
بس کنم خود زیرکان را این بس است بانگ دو کردم اگر در ده کس است

حکایت

آن یکی نحوی بکشتی در نشست رو بکشتیبان نهاد آن خودپرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا گفت نیم عمر تو شد در فنا

دلشکسته گشت کشتیبان ز تاب — لیک خامش کرد آن دم از جواب

باد کشتی را بگردابی فگند — گفت کشتیبان بدان نحوی بلند

هیچ دانی آشنا کردن بگو — گفت نی ای خوش جوابِ خوبرو

گفت کلّی عمرت ای نحوی فناست — زانکه کشتی غرقِ این گردابهاست

محو می‌باید نه نحو اینجا بدان — گر تو محوی بیخطر در آب ران

(مقولهٔ مولانا ۱۲)

آبِ دریا مرده را بر سر نهد — ور بود زنده ز دریا کی رهد

چون بمردی تو ز اوصافِ بشر — بحرِ اسرارت نهد بر فرقِ سر

خویش را صافی کن از اوصافِ خود — تا ببینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

بیهشان را میدهد حق هوشها — حلقه حلقه حلقها در گوشها

پای کوبان دست افشان در ثنا — نازنازان ربّنا احییتنا

(ای پروردگار ما زنده کردی ما را ۱۲)

بازگرد از هست سوی نیستی — طالبِ ربّی و ربّانیستی

(ای ربانی هستی ۱۲)

جهد کن در بیخودی خود را بیاب — زودتر واللّٰه اعلم بالصواب

باب چهل و دوم در صحبت

نارِ خندان باغ را خندان کند — صحبتِ مردانت از مردان کند

(ای انار ۱۲)

گر اناری میخری خندان بخر — تا دهد خنده ز دانهٔ او خبر

گر تو سنگِ خاره و مرمر شوی — چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

مهرِ پاکان درمیانِ جان نشان — دل مده الّا بمهرِ دلخوشان

[illegible]

که اگر طالب شخص کامل بود و چنان کاملی بدست آرد تا نفع و برکت از صورت حال او هویدا باشد ۱۲

دل ترا در کوی اهل دل کشد / تن ترا در حبس آب و گل کشد

هین غذای دل بده از همدلی / رو بجو اقبال را از مقبلی

مرد حجی همره حاجی طلب / خواه هندو خواه ترک و یا عرب

منگر اندر نقش و اندر رنگ او / بنگر اندر عزم و در آهنگ او

حق ز هر چیزی چو زوجان آفرید / پس نتایج شد ز جمعیت پدید

پس صلهٔ یاران ره لازم شمار / هر که باشد گر پیاده گر سوار

راه سنت با جماعت خوش بود / اسپ با اسپان یقین خوشتر رود

زانکه انبوهی و جمع کاروان / ره زنان را بشکند تیر و سنان

یار غالب جو که تا غالب شوی / یار مغلوبان مشو هین ای غوی

یار باشد یار را پشت و پناه / گر تو نیکو بنگری یار است راه

اتحاد یار با یاران خوش است / پای معنی گیر صورت سرکش است

۵۱ صورت سرکش گدازان کن برنج / تا ببینی زیر او وحدت چو گنج

یار شو تا یار بینی بی عدد / زانکه بی یاران بمانی بی مدد

چشمها را چار کن در اعتبار / یار کن با چشم خود دو چشم یار

۵۲ یار چشم تست ای مرد شکار / از خس و خاشاک او را پاک دار

رو بجو یار خدائی را تو زود / چون چنین کردی خدا یار تو بود

کم ز خاکی چونکه خاکی یار یافت / از بهاری صد هزار انوار یافت

امر هم شوری بخوان اندر صحف / یار را باش و مکن از یار اُف
چونکه در یاران رسی خامش نشین / اندران حلقه مکن خود را نگین
یار آئینه است جان را در حزن / بر رخ آئینه ای جان دم مزن
تا نپوشد روی خود را از دمت / دم فرو خوردن بباید هر دمت
چشم را با روی او می دار جفت / گرد منگیزان ز راه بحث و گفت
گفت پیغمبر که در بحر هموم / در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم در استارگان نه ره بجو / نطق تشویش نظر باشد مگو
یار را با یار چون بنشسته شد / صد هزاران سرّ دل دانسته شد
لوح محفوظ است پیشانی یار / راز کونینش نماید آشکار
اهل دین را باز دان از اهل کین / همنشین حق بجو با او نشین
همنشین اهل معنی باش تا / هم عطا یابی و هم باشی فتی
همنشین مقبلان چون کیمیاست / چون نظرشان کیمیائی خود کجاست
سوی این مرغابیان رو روز چند / تا ترا در آب حیوانی کشند
حاصل این آمد که یار جمع باش / همچو بتگر از حجر یاری تراش
همرهی را جو کز و یابی مدد / همدل و همدرد جویان احد
لیک هر گمراه را همره مدان / غافلان خفته را آگه مدان
هست سنت ره جماعت چون رفیق / بی ره و بی یار افتی در مضیق

قوله امر هم شوری الخ یعنی این امر باد در مصحف مجید که و امرهم شوری بینهم که انسان را در کارها خود با عاقلان مشورت کردن ضرور است ۱۲

۵۹ ۱۰۹ قوله حاصل این آمد الخ
یعنی انسان را ضرور است که صحبت مقبلان اختیار کند و در مجمع اهل دل باشد و گردم اهل بهم نرسند چنانکه بتگر از برای خود از سنگ یاری می تراشد همچنان تو نیز رفیق را بهر سان بازمیسر نماید که گمراه را مصاحب خود نکن که اوقات تو ضایع خواهد شد ۱۲

هر خری کز کاروان تنها رود — بر وی آن راه از تعب صد تو شود

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو — گر نه خر همچنین تنها مرو

راه دین زان رو پر از شور و شر است — که نه راه هر مخنث گوهر است

دیو گرگ است و تو همچون یوسفی — دامن یعقوب مگذار ای صفی

گفت اطفال منند این اولیا — در غریبی فرد از کار و کیا

از برای امتحان خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم

هان و هان این دلق پوشان منند — صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب — تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

گرگ اغلب آنگهی گیرا بود — کز رمه شیشک بخود تنها بود

هر نبی خود اندرین راه درست — معجزه بنمود و همراهان بجست

ناریان مر ناریان را جاذبند — نوریان مر نوریان را طالبند

جان هامان جاذب قبطی شده — جان موسی جاذب سبطی شده

هست موسی پیش قبطی بس ذمیم — هست هامان پیش سبطی بس رجیم

آن یکی را صحبت اخیار خار — لاجرم شد پهلوی فجار جار

ای فغان از یار ناجنس ای فغان — همنشین نیک جویید ای مهان

جان جلیس الله گشت آن نیکبخت — که به پهلوی سعیدی برد رخت

بندهٔ یکمرد روشندل شوی — به که بر فرق سر شاهان روی

خاکِ پاکان لیسی و دیوارِشان / بهتر از عام و زر و گلزارِشان

دوستیِ جاهلِ شیرین سخن / کم شنو کان هست چون سمِّ کهن

جانِ مادر چشمِ روشن گویدت / جز غم و حسرت ازان نفزویدت

گرگ گر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی

جاهل ار با تو نماید همدلی / عاقبت زخمت زند از جاهلی

حقِ ذاتِ پاکِ الله الصمد / که بود به مارِ بد از یارِ بد

مارِ بد جانی ستاند از سلیم / یارِ بد آرد سوی نارِ جحیم

هر که با دشمن نشیند در زمن / هست او در بوستان در گولخن

هر کجا باشد شهِ ما را بساط / هست صحرا گر بود سمّ الخیاط

هر کجا دلبر بود خود همنشین / فوقِ گردونست نی زیرِ زمین

هر کجا که یوسفی باشد چو ماه / جنتست آن ارچه باشد قعرِ چاه

مثل

گفت معشوقی بعاشق کای فتا / تو بغربت دیده‌ٔ بس شهرها

پس کدامی شهر زانها خوشترست / گفت آن شهری که در وی دلبرست

هر که باشد همنشینِ دوستان / هست در گلخن میانِ بوستان

دل ز هر یاری غذائی میخورد / دل ز هر علمی صفائی می برد

از لقای هر کسی چیزی خوری / وز قرانِ هر قرین چیزی بری

چون ستاره با ستاره شد قرین / لایقِ هر دو اثر زاید یقین

از قران مرد و زن زاید بشر
از قران سنگ و آهن شد شرر

وز قران خاک با بارانها
میوه‌ها و سبزه و ریحانها

وز قران سبزه‌ها با آدمی
دلخوشی و بی‌غمی و خرمی

وز قران خرمی با جان ما
می‌فزاید خوبی و احسان ما

چونکه گنجی هست در عالم مرنج
هیچ ویران را مدان خالی ز گنج

قصد [۵۱] هر درویش میکن از گزاف
چون نشان یابی بجد میکن طواف

چون ترا آن چشم باطن بین نبود
گنج می‌پندار اندر هر وجود

گر ترا باز ست آن دیدهٔ یقین
زیر هر سنگی یکی سرهنگ بین

تا ز درویشی نیابی تو گهر
کی گهر جوئی ز درویشی دگر

در طلب زن دائما تو هر دو دست
کین طلب در راه نیکو رهبر است

باب چهل و سوم در طلب

لنگ [۵۲] و لوک و خفته شکل و بی ادب
سوی او می غیژ و او را می طلب

[۵۳] این طلب در راه حق مانع کشیست
کین طلبکاری مبارک جنبشیست

این طلب مفتاح مطلوبات تست
این سپاه و نصرت و رایات تست

گرچه آلت نیستت تو می طلب
نیست آلت حاجت اندر راه رب

هر کرا بینی طلبگار ای پسر
یار او شو پیش او انداز سر

کز جوار طالبان طالب شوی
وز ظلال غالبان غالب شوی

تو بهر حالی که باشی می طلب — آب میجو دائما ای خشک لب

خشکی لب هست پیغامی ز آب — که بمات آرد یقین این اضطراب

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا فقری نوا آنجا رود

هر کجا مشکل جواب آنجا رود — هر کجا تشنه است آب آنجا رود

آن نیاز مریمی بوده است و درد — که چنان طفلی سخن آغاز کرد

حق تعالی گر سموات آفرید — از برای دفع حاجات آفرید

هر چه روئید از پی محتاج رست — تا بیابد هر کسی چیزی که جست

تا سقاهم ربهم آید خطاب — تشنه باش الله اعلم بالصواب

گفت پیغمبر که چون کوبی دری — عاقبت زان در برون آید سری

چون نشینی بر سر کوی کسی — عاقبت بینی تو هم روی کسی

سایهٔ حق بر سر بنده بود — عاقبت جوینده یابنده بود

عیبت و بیداری از یزدان طلب — نازکی آب و ناز مقال و حرف لب

بخششش بسیار دار و شه بدو — ای شده در وهم تصویری گرو

مغز نغزی دار و آخر آدمی — یکدمی آن را طلب گر زاد می

مرد غرقه گشته جانی می کند — دست را در هر گیاهی می زند

تا کدامش دست گیرد در خطر — دست و پایی می زند از بیم سر

یعنی بخشایش الهی را پایانی نیست گر تو از غفلت اصل را گذاشته ... ۱۲

قوله مرد غرقه
انسان در حالت اضطراب ... میکند چنانچه ... ۱۲

دوست دارد دوست این آشفتگی — کوشش بیهوده به از خفتگی
اندرین ره می‌تراش و می‌خراش — تا دم آخر دمی فارغ مباش
تا دم آخر دم آخر بود — که عنایت با تو صاحب سر بود
جستجویی از ورای جستجو — من نمیدانم تو میدانی بگو
بانگ می آید که ای طالب بیا — جود محتاج گدایان چون گدا
جود میجوید گدایان وضعاف — همچو خوبان کاینه جویند صاف
روی خوبان ز آینه زیبا شود — روی احسان از گدا پیدا شود
پس ازین فرمود حق در والضحی — بانگ کم زن ای محمد بر گدا
چون گدا آیینهٔ جودست هان — دم بود بر روی آئینه زیان
پس گدایان آینهٔ جود حق‌اند — وانکه با حق‌اند جود مطلق‌اند
گر گدایان طامع و زشت خو — در شکم خواران تو صاحبدل بجو
در تگ دریا گهر با سنگهاست — فخرها اندر میان ننگهاست
الصلا گفتیم یا اهل الرشاد — کین زمان رضوان در جنت گشاد
هین بیا ای طالب دولت شتاب — که فتوحست این زمان در فتح باب
جهد کن تا این طلب افزون شود — تا دلت زین چاه تن بیرون شود
ایکه تو طالب نه تو هم بیا — تا طلب یابی ازین یار وفا
حاصل آنکه هر که او طالب بود — جان مطلوبش برو راغب بود

آب را در جوی نبود زان قرار — که نباشد جوی تشنه واب خوار
تشنه می نالد که ای آب گوار — آب هم نالد که کو آن آبخوار
تشنگان گر آب جویند از جهان — آب هم جوید بعالم تشنگان
دمبدم بر آسمان میدار امید — در هوای آسمان رقصان چو بید
دمبدم از آسمان می آیدت — آب و آتش رزق می افزایدت
گر ترا آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب
کین طلب در تو گروگان خداست — زانکه هر طالب بمطلوبی سزاست
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش
منگر آنکه تو حقیری یا ضعیف — بنگر اندر همت خود ای شریف
چاره آن دل عطای مبدلیست — داد او را قابلیت شرط نیست
بلکه شرط قابلیت داد اوست — داد مغز و قابلیت هست پوست
قابلی گر شرط فعل حق بدی — هیچ معدومی بهستی نامدی
گر بگویم شرح این بیحد شود — مثنوی هشتاد من کاغذ شود
هر ولی را نوح کشتیبان شناس — صحبت این خلق را طوفان شناس
هر که خواهد همنشینی با خدا — گو نشیند اندر حضور اولیا

باب چهل و چهارم در صفت اولیاء

از حضور اولیا گر بگسلی — تو هلاکی زانکه جزوی بی کلی

115

چون شوی دور از حضور اولیا   در حقیقت گشته‌ٔ دور از خدا
اولیا اطفال حقند ای پسر   غایبی و حاضری بس باخبر
برترند از عرش و کرسی و خلا   ساکنان مقعد صدق خدا
از برای امتحان خوار و یتیم   لیک اندر سر منم یار و ندیم
پیش خلقان خوار و زار و ریشخند   پیش ما محفوظ و مقبول و پسند
هان و هان این دلق پوشان منند   صد هزار اندر هزار و یک تنند
سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب   تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب
چون نتیجهٔ هجر همراهان غمست   کی فراق روی شاهان زان کمست
این هوا را نشکند اندر جهان   هیچ چیزی همچو سایهٔ همرهان
گر سفر داری بدین نیت برو   ور حضر باشی ازین غافل مشو
گفت حق اندر سفر هر جا روی   باید اول طالب مردی شوی
قصد گنجی کن که این سود و زیان   در تبع آید تو آن را فرع دان
هر که کارد قصد گندم باشدش   کاه خود اندر تبع می‌آیدش
که بکاری بر نیاید گندمی   مردمی جو مردمی جو مردمی
قصد کعبه کن چو وقت حج بود   چونکه رفتی مکه هم دیده شود
قصد در معراج دید دوست بود   در تبع عرش و ملایک هم نمود
پاسبان آفتابند اولیا   در بشر واقف ز اسرار خدا

اولیا را هست قدرت از اله — تیر جسته باز آرندش ز راه
کیف مد الظل نقش اولیاست — کو دلیل نور خورشید خداست
سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا — مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا
طبع ناف آهویست این قوم را — از برون خون و درون شان مشکها
از حدیث اولیا نرم و درشت — تن مپوشان زانکه دینت راست پشت
گرم گوید سرد گوید خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجهی از سعیر
گرم و سردش نوبهار زندگیست — مایهٔ صدق و یقین و بندگیست
دامن او گیر و رو تو بیگمان — تا رهی از دامن آخر زمان
اندرین وادی مرو بی این دلیل — لا احب الافلین گو چون خلیل
گر نه بینایان بدندی و شهان — جمله کوران مرده اندی در جهان
اختر انند از ورای اختران — کاحتراق و نقص نبود اندر آن
سایران در آسمانهای دگر — غیر این هفت آسمان مشتهر
راسخان در تاب انوار خدا — نی بهم پیوسته نی از هم جدا
هر که باشد طالع او زان نجوم — نفس او کفار سوزد در رجوم
خشم مریخی نباشد خشم او — منقلب و غالب و مغلوب جو
نور غالب ایمن از نقص و غسق — درمیان اصبعین نور حق
حق فشاند آن نور را بر جانها — مقبلان بر داشته دامانها

وان نثارِ نور را او یافته / روی از غیرِ خدا بر تافته

نغمهای اندر درونِ اولیا / اولا گوید که ای اجزای لا

هین ز لای نفی سرها برزنید / این خیال و وهم را یکسو کنید

ای همه پوسیده در کون و فساد / جانِ باقیتان نه روئید و نزاد

گر بگویم شمّهٔ زان نغمها / جانها سر بر زنند از دخمها

گوش را نزدیک کن کان دور نیست / لیک آن گفتن بتو دستور نیست

هین که اسرافیلِ وقتند اولیا / مرده را زیشان حیاتست و نما

صاحبِ دل را ندارد آن زیان / گر خورد او زهرِ قاتل را عیان

زانکه صحت یافت و ز پرهیز رست / طالبِ مسکین میانِ تب درست

ور تو نمرودیست در آتش مرو / رفت خواهی اول ابراهیم شو

او ز آتش وردِ احمر آورد / از زیانها سود بر سر آورد

اولیا اصحابِ کهفند ای عنود / در قیام و در تقلب هم رقود

میکشد شان بی تکلف در فعال / بیخبر ذات الیمین ذات الشمال

چیست آن ذات الیمین فعلِ حسن / چیست آن ذات الشمال اشغالِ تن

بندگانِ خاصِ علام الغیوب / در جهانِ جان جواسیس القلوب

در درونِ دل در آید چون خیال / پیشِ او مکشوف باشد سرِّ حال

آنکه واقف گشت بر اسرارِ هو / سرِّ مخلوقات چه بود پیشِ او

آنکه بر افلاک رفتارش بود ❊ بر زمین رفتن چه دشوارش بود

چشمشان راهم ز نور آسرشته اند ❊ تا ز روح و از ملک بگذشته اند

چونکه موصوفی باوصاف جلیل ❊ ز آتش امراض بگذر چون خلیل

گردد آتش بر تو هم برد و سلام ❊ ای عناصر مر مزاجت را غلام

بر نویس احوال پیر راه دان ❊ پیر را بگزین و عین راه دان

باب چهل و پنجم در پیر و شیخ

پیر تابستان و خلقان تیر ماه ❊ خلق مانند شب اند و پیر ماه

کرده ام بخت جوان را نام پیر (ای مردم ۱۲) ❊ کو ز حق پیرست نز ایام پیر (ای نه از ۱۲)

پیر را بگزین که بی پیر این سفر (مراد از مرد کامل ۱۲) ❊ هست بس پر آفت و خوف و خطر

هر که در ره بی قلاوزی رود ❊ هر دو روزه راه صد ساله شود

هر که تنها بادیه این ره برید (یعنی بی رهبر ۱۲) ❊ هم بعون و همت پیران رسید

آن رهی که بارها تو رفته ❊ بی قلاوز اندر آن آشفته

پس رهی را که ندیدستی تو هیچ ❊ هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ (مددگار ۱۲)

گر نباشد سایهٔ او بر تو گول ❊ پس ترا سرگشته دارد بانگ غول

اندر آ در سایهٔ آن عاقلی ❊ کش نتاند برد از ره ناقلی (ای نتواند برد ۱۲) (یعنی گمراه کننده ۱۲)

ظل او اندر زمین چون کوه قاف ❊ روح او سیمرغ بس عالی طواف

در بشر روپوش کردست آفتاب ❊ فهم کن والله اعلم بالصواب

یعنی [illegible] ۱۲

تابستان و [illegible] خلقان [illegible] پیر طریقت را بگرمی مشابه نمود یعنی از اتصاف بخصائل [illegible] بدون هدایت و امانت پیر و مرشد صورت نبندد ۱۲

اکمه و ابرص چه باشد مرده نیز | زنده گردد از فسون آن عزیز

آنچه تو در آینه بینی عیان | پیر اندر خشت بیند بیش از آن

هیچ نکشد نفس را جز ظل پیر | دامن آن نفس کش را سخت گیر

چون بگیری سخت آن توفیق هوست | در تو هر قوت که باشد جذب اوست

بی سلاحی تو مرو در معرکه | همچو بیباکان مرو در تهلکه

پیر آن شانند کین عالم نبود | جان ایشان بود در دریای جود

لوح محفوظست او را پیشوا (ای ایشان اند ۱۲) | از چه محفوظ است محفوظ از خطا (سوال ۱۲)

مومن ارینظر بنور الله شدی | از خطا و سهو ایمن آمدی (جواب ۱۲)

آنکه از حق یابد او وحی و جواب (بیننده از خدا ۱۲) | هر چه فرماید بود عین ثواب

نه نجومست و نه رملست و نه خواب | وحی حق والله اعلم بالصواب

از پی روپوش عامه در بیان | وحی دل گویند آن را صوفیان

وحی دل گیرش که منظرگاه اوست | چون خطا باشد چو دل آگاه اوست

دست را مسپار جز در دست پیر | حق شدست آن دست او را دستگیر

چونکه دست خود بدست او نهی | پس ز دست آکلان بیرون جهی

دست تو از اهل آن بیعت شود | که یدالله فوق ایدیهم بود

چون بدادی دست خود در دست پیر | پیر حکمت که علیمست و خبیر

کو نبی وقت خویشست ای مرید | تا ازو نور نبی آید پدید

خود را وحی دل نام کرده اند برای دفع اعتراض عوام الناس که تا نگویند وحی مخصوص با انبیا پس قید دل با وحی بجهت فرق گردید یعنی اگر وحی را مطلق اطلاق کنند توهم ادعای همسری با پیغمبران علیهم السلام لازم می آمد لهذا عبارت را فی الجمله تغیر داده وحی دل می گویند ۱۲

هر که گیرد پیشهٔ بی اوستا ... ریشخندی شد بشهر و روستا

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل ... همچو آن سرگشتگان ماند ذلیل

اندر آئینه چه بیند مرد عام ... که نبیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بهتر از سیصد عصا ... چشم بشناسد گهر را از حصا

۵۱ سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق ... یک قناعت به که صد لوت و طبق

۵۲ غیر پیر استاد و سرلشکر مباد ... پیر گردون نی ولی پیر رشاد

پیر باشد نردبان آسمان ... تیر پران از که گردد از کمان

آنچه گوید آن فلاطون زمان ... هین هوا بگذار و رو بر وفق آن

دست پیر از غائبان کوتاه نیست ... دست او جز قبضهٔ الله نیست

چون گزیدی پیر نازک دل مباش ... سست و ریزنده چو آب و گل مباش

چون گرفتی پیر هین تسلیم شو ... ۵۳ همچو موسی زیر حکم خضر رو

گرچه کشتی بشکند تو دم مزن ... گرچه طفلی را کشد تو مو مکن

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست ... نایبست و دست او دست خداست

دست حق میراندش زنده کند ... زنده چه بود جان پاینده کند

آن پسر را کش خضر ببرید حلق ... سر آنرا درنیابد عام خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست ... صد درستی در شکست خضر هست

آن کسی را کش چنین شاهی کشد ... سوی تخت و بهترین جاهی کشد

پس پیر را هدایت و ارشاد باید که افاضه و استفاضه از وجود آید ۱۲

۵۳ قصهٔ حضرت موسی و حضرت خضر علیهما السلام مشهور است در باب شکستن کشتی و کشتن طفلی وغیره ۱۲

نیم جان بستاند و صد جان دهد / آنچه در وهمت نیاید آن دهد

پس بهر دوری ولیی قائمست / تا قیامت آزمایش دائمست

من نجویم زین سپس راه اثیر / پیر جویم پیر جویم پیر پیر

ای مرا تو مصطفی من چون عمر / از برای خدمتت بندم کمر

ای لقای تو جواب هر سؤال / مشکل از تو حل شود بی قیل و قال

ترجمانی هرچه ما را در دلست / دستگیری هر که پایش در گلست

آن یکی را روی او شد سوی دوست / وان یکی را روی او خود روی اوست

روی هر یک می نگر میدار پاس / بو که گردی تو ز خدمت رو شناس

چون بسی ابلیس آدم روی هست / پس بهر دستی نشاید داد دست

دست ناقص دست شیطانست و دیو / زانکه اندر دام تکلیفست و ریو

مر ترا عقلیست جزوی در نهان / کامل العقلی بجو اندر جهان

جزو تو از کل او کلی شود / عقل کل بر نفس چون غلی شود

ای خنک آن مرد کز خود رسته شد / در وجود زنده پیوسته شد

چون تعلق یافت نان با بو البشر / نان مرده زنده گشت و با خبر

موم و هیزم چون فدای نار شد / ذات ظلمانی او انوار شد

سنگ سرمه چون که شد در دیدگان / گشت بینایی شد آنجا دیدبان

وای آن زنده که با مرده نشست / مرده گشت و زندگی از وی بجست

کار مردان روشنی و گرمیست / کار دونان حیله و بی شرمیست

حرف درویشان بدزدد مرد دون / تا بخواند بر سلیمی زان فسون

تو چو موری بهر دانه میروی / هین سلیمان جو چه می باشی غوی

دانه جو را دانه اش دامی شود / وان سلیمان جوی را هر دو بود

هم سلیمان هست اکنون لیک ما / از نشاط دوربینی در عما

یار با او غار با او در سرود / مهر بر گوش است و بر چشمت چه سود

آن سلیمان پیش جمله حاضرست / لیک غیرت چشم بند و ساحرست

او عصاتان داد تا پیش آمدید / آن عصا از خشم هم بر وی زدید

دامن او گیر کو دادت عصا / در نگر کادم چها دید از عصی

حلقهٔ کوران بچه کار اندرید / دیده بان را در میانه آورید

گر نه نا معقول بودی این مزه / کی بدی حاجت بچندین معجزه

گر نه بینایان بدندی و شهان / جمله کوران مرده اندی در جهان

در بدر این شیخ می آرد نیاز / بر فلک صد در برای شیخ باز

گنجهای خاک تا هفتم طبق / عرضه کرده بود پیش شیخ حق

شیخ گفتا خالقا من عاشقم / گر بجویم غیر تو من فاسقم

هشت جنت گر در آرم در نظر / ور کنم خدمت من از خوف سقر

مؤمنی باشم سلامت جوی من / زانکه این هر دو بود حظ بدن

معجزات حضرت انبیا علیهم الصلوة والسلام اند ۱۲

۵۶ و گر نه یعنی اگر حضرت انبیا علیهم الصلوة والسلام برای هدایت مخلوق مبعوث نمی شدند کسی را دولت ایمان نصیب نمی شد و تمام عالم محروم می ماند ۱۲

۵۷ یعنی درین صورت تو سلامت جو خواهم بود و این هر دو امر دلالت بر اقتدار و حظ نفس بدن دارد ۱۲

زلت او به ز طاعت نزد حق / پیش کفرش جمله ایمانها خلق

هر دمی او را یکی معراج خاص / بر سر تاجش نهد صد تاج خاص

از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل حسد

صورتش بر خاک و جان بر لامکان / لامکانی فوق وهم سالکان

لامکانی نی که در وهم آیدت / هر دمی در وی خیالی زایدت

بل مکان و لامکان در حکم او / همچو در حکم بهشتی چار جو

ماهیان قعر دریای جلال / بحرشان آموخته سحر حلال

بس محال از حال ایشان حال شد / نحس آنجا رفت و نیکوفال شد

شرح این کوته کن و رخ زین متاب / دم مزن والله اعلم بالصواب

حکایت

آمد از حق سوی موسی این عتیب / کای طلوع ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی / من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیان / اینچه رمزست این بکن یا رب بیان

باز فرمودش که در رنجوریم / چون نپرسیدی تو از روی کرم

گفت یا رب نیست نقصانی ترا / عقل گم شد این سخن را برگشا

گفت آری بنده خاص گزین / گشت رنجور او منم نیکو ببین

هست معذوریش معذوری من / هست رنجوریش رنجوری من

هر که خواهد همنشینی با خدا		گو نشیند در حضور اولیا
هر کرا ۵۱ دیو از کریمان وابرد		بی کسش یابد سرش را او خورد

باب چهل و ششم در صوفی

۵۲ صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق		نیست فردا گفتن از شرط طریق
دفتر صوفی سواد و حرف نیست		جز دل اسپید همچون برف نیست
زاد دانشمند آثار قلم	انوار	زاد صوفی چیست آثار قدم
چون بنالد زار بی شکر و گله		اندر افتد هفت گردون غلغله
هر دمی صد نامه صد پیک از خدا	ناله	یا ربی زو شصت لبیک از خدا
از هزاران اندکی زین صوفیند		باقیان در دولت او میزیند
باشد ابن الوقت صوفی در مثال	وجد	لیک صافی فارغست از وقت و حال
هست صوفی صفا چون ابن وقت		وقت را همچون پدر بگرفته سخت
هست صوفی غرق عشق ذوالجلال		هست صافی فارغ از اوقات و حال
۵۳ پادشاهان را چنان عادت بود		این شنیده باشی ار یادت بود
دست چپشان پهلوانان ایستند		زانکه دل پهلوی چپ باشد بند
مشرف اهل قلم بر دست راست		زانکه علم و خط و ثبت آن دست راست
صوفیان را پیش رو موضع نهند		کاینهٔ جانند و زآئینه بهند
۵۴ با ازل خوش با اجل خوش شادکام		فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام

۵۱ قوله هر کرا الخ [illegible]

۵۲ قوله صوفی ابن الوقت [illegible]

۱۲۵ ۵۳ قوله پادشاهان آداب مجلس پادشاهان بیان کرده است ۱۲

۵۴ قوله با ازل یعنی در هر حال چه در حالت رنج وچه در حالت مسرت خوش باشند و گاهی غم و اندوه بر ایشان خاطر ایشان گرد و دو از طعن و تشنیع مردم عوام پروا ندارند ۱۲

آنکه جان در روی او خندد چو قند   از ترش روئی خلقش چه گزند
آنکه جان بوسه دهد بر چشم او   کی خورد غم از فلک وز خشم او
در شب مهتاب مه را بر سماک   از سگان و عوعو ایشان چه باک
سگ وظیفه خود بجا می آورد   مه وظیفه خود برخ می گسترد
کارِ خود کی میگذارد هر کسی   آب نگذارد صفا بهر خسی
خس خسانه میرود بر روی آب   آب صافی میرود بی اضطراب
مصطفی مه می شکافد نیم شب   ژاژ میخاید ز کینه بولهب
آن مسیحا مرده زنده می کند   وان جهود از خشم سبلت میکند
بانگ سگ هرگز رسد در گوش ماه   خاص ماهی کو بود خاص اله
خدمتی میکن برای کردگار   با قبول ورد خلقانت چه کار
گر دو سه ابله ترا منکر شوند   تلخ کی گردی چو هستی کان قند
پیر و پیغمبران شد ره سپر   طعنهٔ خلقان همه با وی شمر
آن خداوندان که ره طی کرده اند   گوش با بانگ سگان کی کرده اند

باب چهل و هفتم در محقق و مقلد

از مقلد تا محقق فرقهاست   کین چو داود است و آن دیگر صداست
منبع گفتار این سوزی بود   وان مقلد کهنه آموزی بود
زانکه تقلید آفت هر نیکوئیست   که بود تقلید اگر کوه قویست

ای مقلد تو مجو پیشی بر آن | که بود منبع ز نور آسمان
پای استدلالیان چوبین بود | پای چوبین سخت بی تمکین بود
مرغ چون بر آب شوری می تند | ز آب شیرین را ندیدست او مدد
بلکه تقلیدست آن ایمان او | روی ایمان را ندیده جان او
پس خطر باشد مقلد را عظیم | از ره و رهزن ز شیطان رجیم
شیخ نورانی ز ره آگه کند | با سخن هم نور را همره کند
صد دلیل آرد مقلد در بیان | در زبان او ندارد هیچ جان
چونکه گوینده ندارد جان و فر | گفت او را کی بود جان و ثمر
میکند گستاخ مردم را براه | او بجان لرزان ترست از برگ کاه
پس حدیثش گرچه بس با فر بود | در حدیثش لرزه هم مضمر بود
گرچه تقلیدست استون جهان | هست رسوا هر مقلد ز امتحان
وهم مخلوقست و مولود آمدست | حق نزاییدست او لم یولدست
سالها گر ظن دود با پای خویش | نگذرد ز اشکاف بینیهای خویش
گرچه عقلت سوی بالا می پرد | مرغ تقلیدت به پستی می چرد
جهد کن تا مست و نورانی شوی | تا حدیثت را شود نورش روی
آسمان شو ابر شو باران ببار | ناودان بارش کند نبود بکار
آب اندر ناودان عاریتیست | آب اندر ابر و دریا فطریتیست

۱۲۶ ز نفع اول وکسره ثانی در اصطلاح عروضیان حرف آخر قافیه را گویند و چون این حرف لازم و ملازم آن لفظ است لهذا فرموده اند که حدیث ترا نور معرفت لازم خواهد بود اگر از راه صدق و صفا در تحصیل معرفت سعی بلیغ خواهی کرد ۱۲

باب چهل و هشتم در مکالمه

خوش بود پیغامهای کردگار	کو ز سر تا پای باشد استوار
باد در مردم هوا و آرزوست	چون هوا بگذاشتی پیغام هوست
چون تو در قرآن حق بگریختی	با روان انبیا آمیختی
گر بخوانی و نه قرآن پذیر	انبیا و اولیا را دیده گیر
ور پذیرائی و برخوانی قصص	مرغ جانت تنگ آید در قفص
گرچه قرآن از لب پیغمبرست	هر که گوید حق نگفت او کافرست
معنی قرآن ز قرآن پرس و بس	وز کسی کاتش زدست اندر هوس
پیش قرآن گشته قربانی و پست	تا که عین روح او قرآن شدست
روغنی کو شد فدای گل بگل	خواه روغن بوی کن خواهی تو گل
منطقی کز وحی نبود از هواست	همچو خاکی در هوا و در هباست
گر نماید خواجه را این دم غلط	ز اول والنجم برخوان چند خط
پس بدان کاب مبارک ز آسمان	وحی دلها باشد و صدق و بیان
آب نیلست این حدیث جانفزا	یا بیش در چشم قبطی خون نما

آبست قرآن ... انبیا + ... [illegible]

باب چهل و نهم در مدح نطق و گویائی

آدمی مخفیست در زیر زبان	این زبان پرده است بر درگاه جان
زین قبل فرمود احمد در مقال	در زبان پنهان بود حسن رجال

آن دم نطقت که جزو جزوهاست — فائده شد کل و کل خالی چراست

گفت را گر فائده نبود مگو — ور بود هل اعتراض و شکر گو

این سخن شیرست در پستان جان — بی کشنده خوش نمی گردد روان

جاذب سمعت از کسی کو خوش لبیست — گرمی و جد معلم از صبیست

مستمع چون تشنه و جوینده شد — واعظ ار مرده بود گوینده شد

مستمع چون تازه آید بی ملال — صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

چونکه نامحرم در آید از درم — پرده در پنهان شوند اهل حرم

ور در آید محرمی دور از گزند — برگشایند آن ستیران روی بند

هر چه را خوب و خوش و زیبا کنند — از برای دیدهٔ بینا کنند

قائل این گفتها شو گوش دار — تا که از زر سازمت من گوشوار

هان و هان هش دار بر ناری دمی — اولا بر جه طلب کن محرمی

چون ز راز و ناز او گوید زبان — یا جمیل الستر خواند آسمان

ستر چه در پشم و پنبه آذرست — تا همی پوشیش او پیدا ترست

چون بکوشم تا سرش پنهان کنم — سر بر آرد چون علم کاینک منم

رغم انفم گیردم او هر دو گوش — کای مدمغ چونش می پوشی بپوش

جوش نطق از دل نشان دوستیست — بستگی نطق از بی الفتیست

دل که دلبر دید کی ماند ترش — بلبلی گل دیده کی ماند خمش

۱۲۹

۵۳ قوت جاذب سمع یعنی قوت گویائی و وسعت کلام متکلم از جوش و خروش مستمع و خوش مذاقی مستمع می باشد ۱۲

۵۴ یعنی مثل مرجانست که گویا در پنبه آتش نهاده شود ۱۲

۵۵ رغم الف یعنی بینی را در خاک آلودن و حاصل آن ذلیل و خوار نمودن باشد ۱۲

بیگمان که هر زبان پرده ست — چون بجنبد پرده سرها واصل ست
گر بیان نطق کاذب نیز هست — لیک بو از صدق و کذبش مخبرست
آن نسیمی که بیاید از چمن — همچنانکه بوی احمد از یمن
بوی صدق و بوی کذب گول گیر — هست پیدا در نفس چون مشک و سیر
بانگ حیزان و شجاعان دلیر — هست پیدا چون فن روباه و شیر
گر ندانی یار را از ده دله — از مشام فاسد خود کن گله
گر ندانی بو ز جان روشناس — رو دماغی دست آور بوشناس
آن دماغی که بران گلشن تند — چشم یعقوبان هم او روشن کند
این سخنهایی که از عقل کلست — بوی آن گلزار و سرو و سنبلست
بوی گل دیدی که آنجا گل نبود — جوش مل دیدی که آنجا مل نبود
بو قلاوزست و رهبر مر ترا — می برد تا خلد و کوثر مر ترا
بینی آن باشد که او بویی برد — بوی او را جانب کویی برد
هر که بویش نیست بی بینی بود — بوی آن بوییست کان دینی بود
بو دوای چشم باشد نور ساز — شد ز بویی دیدهٔ یعقوب باز
بوی بد مر دیده را تاری کند — بوی یوسف دیده را یاری کند
گفت یوسف ابن یعقوب نبی — بهر بو القوا علی وجه ابی
بهر این بو گفت احمد در عظات — دائما قرة عینی فی الصلوة

۵۱ قوله آن نسیمی اشاره است بحدیث شریف که فرموده اند بارها که من می یابم نفس رحمن را از جانب یمن بعضی از ان نفس مراد داشته اند و بعضی خواجه اویس قرنی ۱۲

۵۲ قوله بینی آن باشد یعنی انسان باید که آن راه اختیار کند که او را بمنزل مقصود رساند ۱۲

۵۳ قوله بو دوای چشم اشاره است به بوی پیراهن یوسف علیه السلام ۱۲

۵۴ ۱۳۰ قوله بهر این بو [illegible] اشارت است بحدیث شریف یعنی حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوة ۱۲

چنگِ حکمت چونکه خوش آواز شد — تا چه در از روضِ جنت باز شد
دل بیار آمد ز گفتارِ صواب — آنچنانکه تشنه آرامد بآب

باب پنجاهم در آفتِ لسان

بعد ازان دستوریِ گفتار نیست — بعد ازین با گفتگویم کار نیست
نکته کان جست ناگه از زبان — همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگردد از ره آن تیر ای پسر — بند باید کرد سیلی را ز سر
عالمی را یک سخن ویران کند — روبهانِ خفته را شیران کند
این زبان هم سنگ و هم آهن وشست — وانچه بجهد از زبان چون آتش است
ای زبان تو بس زیانی مر مرا — چون توی گویا چه گویم من ترا
ای زبان هم آتش و هم خرمنی — چند این آتش تو در خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند — گرچه هرچه گوییش آن میکند
ای زبان هم گنجِ بی پایان توی — ای زبان هم رنجِ بی درمان توی
بانگِ گفتِ تو چو در وا میشود — از سقر تا خود چه در وا میشود
غافلند این قوم از خود سر بسر — لاجرم گویند عیبِ همدگر
هر کسی کو عیبِ خود دیدی ز پیش — کی بدی فارغ وی از اصلاحِ خویش
ور خدا خواهد که پوشد عیبِ کس — کم زند در عیبِ معیوبان نفس
چون خدا خواهد که پردهٔ کس درد — میلش اندر طعنهٔ پاکان برد

قوله در نهان یعنی ای زبان جان از تو فغان و ناله میکند
بروز زبانست که گفته اند ع زبان سرخ سر سبز میدهد برباد ۱۲

تا تو می بینی عزیزان البشر / دانکه میراث بلیس ست آن نظر

گر نه فرزند بلیسی ای عنید / پس بتو میراث آن سگ چون رسید

هر کرا افعال دیو و دد بود / با کریمانش گمان بد بود

پیش بینا برده سرگین خشک / که بخر این را بجای نافه مشک

بعر را ای گنده مغز گنده مخ / پیش بینی می بری گوئی که اخ

اخ اخی بر داشتی ای گیج کاج / تا که کالائی بدت یابد رواج

تا فریبی آن مشام پاک را / آن چرنده گلشن افلاک را

پیش بینا شد خموشی نفع تو / بهر این آمد خطاب انصتوا

حلم او خود را اگر چه گول ساخت / خویشتن را اندکی باید شناخت

دیگ را گر باز ماند اشب دهن / گربه را هم شرم باید داشتن

خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر / سخت بیدارست دستارش مبر

صد هزاران حلم دارند این گروه / هر یکی حلمی از آنها صد چو کوه

گفت تو زان رو که عکس دیگریست / جمله احوالت بجز هم عکس نیست

حرف حکمت بر زبان ناحکیم / حله‌های عاریت دان ای سلیم

گفتگوی ظاهر آمد چون غبار / مدتی خاموش کن تو هوش دار

تا بکی عکس خیال لامعه / جهد کن تا گردی صاحب واقعه

تا که گفتارت ز حال تو بود / سیر تو با پر و بال تو بود

ف قوله تا تو می بینی یعنی بندگان خدا را از خود کمتر داشتن شیوه و شعار شیطانست پس اگر ذات تو این عیب یافته شود یعنی بنظر نقص مردم را می‌نگری تو از پیروان و تابعین شیطان بوده ورنه این میراث شیطانی بتو چگونه رسیده ۱۲

ف قوله حلم او یعنی اگر مرد حلیم بجهت طبع سلیم باعتبار ظاهر خود را احمق وانماید لیکن ترا مناسب نیست که در منزلت خود را بیشتر بداند و بلحاظ مراتب انصاف سنجیده با او بلطایف الحیل معامله داری و تشخیص فیمابین معامله است ۱۲

دفتر پنجم ۱۳۲

تشبیه گفته شده است که یعنی جمله حال تو بنسبت عکس باشند که در حقیقت اصلی ندارد ۱۲

صید گیرد تیر هم با پر غیر / لاجرم بی بهره است از لحم طیر

از سخن گویی مجویید ارتفاع / منتظر را به ز گفتن استماع

منصب تعلیم نوع شهوتست / هر خیال شهوتی در ره بتست

گر بفضلش ره ببردی هر فضول / کی فرستادی خدا چندین رسول

این سخن در سینه دخل مغزهاست / در خموشی مغز جان را صد نماست

چون بیامد در زبان شد خرج مغز / خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گوینده را فکریست زفت / قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

جوز را در پوستها آوازهاست / مغز و روغن را خود آوازی کجاست

چند گاهی بی لب و بی گوش شو / وانگهان چون لب حریف نوش شو

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش / خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش

ترک معشوقی کن و کن عاشقی / ای گمان برده که خوب و فایقی

ای که در معنی ز شب خامش تری / گفت خود را چند جویی مشتری

سر بجنبانند پیشت بهر تو / رفت در سودای ایشان دهر تو

هست تعلیم خسان ای چشم شوخ / همچو نقش گرد کردن بر کلوخ

خویش را تعلیم کن عشق و نظر / کان بود چون نقش فی جرم الحجر

تا کنی مر غیر را حبر و سنی / خویش را خالی و بد خو میکنی

متصل چون شد دلت با آن عدن / هین بگو مهراس را خالی شدن

نصیحت ناکسان محض بیفائده باشد زیراکه ایشان برای خوشدلی تو سر خواهند جنبانید یعنی از زبان تعریف خواهند کرد و در دل ایشان هیچ اثری پیدا نخواهد بود پس اوقات تو صرف ضائع شود ۱۲

بالکسر آنکه در رو گردن غله و نیز غواص را گویند ۱۲

امر قل زین آمدش ای راستین | کم نخواهد شد بگو دریاست این
انصتوا[۵۱] یعنی که آیت را بلاغ | هین تلف کم کن که لب خشکست باغ
خامشی بحرست و گفتن همچو جو | بحر میجوید ترا جو را مجو
از اشارتهای دریا سر متاب | ختم کن والله اعلم بالصواب

باب پنجاه و یکم در مذمت دنیا و اهل آن

ترک[۵۲] دنیا هر که کرد از زهد خویش | بیش آمد پیش او دنیا و بیش
هر که از دیدار برخوردار شد | این جهان در پیش او مردار شد
این جهان خود حبس جانهای شماست | هین روید آنسو که صحرای شماست
تو مکانی اصل تو در لامکان | این دکان بر بند و بگشا آن دکان
سعد من گر نیست اندر لامکان | هفت دوزخ از شرارش یک دخان
گر ببینی میل خود سوی زمین | نوحه میکن هیچ منشین از چنین
گر ببینی میل خود سوی سما | پر دولت برگشا همچون هما
عاقلان[۵۳] خود نوحه‌ها پیشین کنند | جاهلان آخر بسر بر سر زنند
ز ابتدای کار آخر را ببین | تا نباشی تو پشیمان یوم دین
هرچه[۵۴] از وی شاد گردی در جهان | از فراق آن بیندیش آن زمان
زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد | آخر از وی جست و همچون باد شد
از تو هم بجهد تو دل بروی منه | پیش کو بجهد تو خود از وی بجه

[۵۱] قوله انصتوا یعنی خاموش شوید و کلمات پند و وعظ از راه بیهودگی پیش ناکسان گفتن ضایع مکنید که آنها لیاقت پذیرفتن ندارند ۱۲

[۵۲] قوله ترک دنیا موافق حدیث شریف است که هر که دنیا را ترک می‌نماید دنیا کنیز او پیش او می‌آید که او را قبول کند ۱۲

[۵۳] قوله عاقلان یعنی [illegible] ۱۲

[۵۴] قوله هرچه از وی [illegible] یعنی انسان را باید که [illegible] دلبستگی [illegible] آن اندیشیده [illegible] تعلق داشته باشد که بعد از [illegible] در رنج و غم مبتلا نگردد ۱۲

گفت دنیا لعب و لهوست و شما — کودکید و راست فرماید خدا

(ای خدا در قرآن ۱۲)

خلق اطفالند جز مست خدا — نیست بالغ جز رهیده از هوا

از لعب بیرون نرفتی کودکی — بی زکات روح کی باشی زکی

(پاک — پاک شدن ۱۲)

چشم کودک همچو خر در آخرست — چشم عاقل در حساب آخرست

هر که آخر بین ترا و مسعود تر — هر که آخر بین ترا و بیهوده تر

فضل مردان بر زن حالی پرست — زان بود که مرد پایان بین ترست

مرد کاندر عاقبت بینی خمست — او ز اهل عاقبت چون زن کمست

بنگر آنها را که آخر دیده اند — حسرت جانها و رشک دیده اند

باد و دیده اول و آخر ببین — هین مباش اعور چو ابلیس لعین

اعور آن باشد که حالی دید و بس — چون بهایم بیخبر از باز و پس

(احوال ۱۲)

ای تو بنده اینجهان محبوس جان — چند گوئی خویش را خواجه جهان

باژگونه ای اسیر اینجهان — نام خود کردی امیر اینجهان

تخته بندست آنکه تختش خوانده — صدر پنداری و بر در مانده

پادشاهی نیستت بر ریش خود — پادشاهی چون کنی بر نیک و بد

(ای ذات خود ۱۲)

بی مراد تو شود ریشت سپید — شرم دار از ریش خود ای کژ امید

(شرم کن ای نا امید از اعمال خود که ریش تو سپید گردد و از مطلوب خود جدا مانی ۱۲)

ملک برهم زن تو ادهم وار زود — تا بیابی همچو او ملک خلود

خیز بلقیسا بیا و ملک بین — بر لب دریای یزدان در بچین

نام زوجه حضرت سلیمان علیه السلام ۱۲

۵۵ و زر ساحران یعنی جادوگران بقوت سحر مهتاب را کرباس نموده بمردم می فروشند ۱۲ و زر حاصل میکنند پس از آنکه آن زر را گرفته راه خود پیش گرفتند آن کرباس که در حقیقت از قوت جادو و شعبده بیش نبود معدوم شد و بدست مشتری هیچ نماند همچنین حال دنیاست که طالب دنیا عمر خود را تلف میکند و در کف او جز باد هیچ نمی ماند ۱۲

۵۶ و نیست وش یعنی کم در خیالات افتاد و وجود او کالعدم ...

خواهرانت ساکن ملک سنی	تو به مرداری چه سلطانی کنی
خواهرانت یافته ملک خلود	تو گرفته مملکت کور و کبود
ملک را بگذار بلقیس از نخست	چون مرا یابی همه ملک آن تست
ملک را تو ملک غرب و شرق گیر	چون نمی ماند تو آنرا برق گیر
ای خنک آنرا کزین ملکت بجست	که اجل این ملک را ویران گرست
مملکت کرمی نماند جاودان	ای دلت خفته تو آنرا خواب دان
هیچ دیگر بر چنین هیچی منه	نام دولت بر چنین پیچی منه
مرد باش و سخرهٔ مردان مشو	رو سر خود گیر و سرگردان مشو
ساحران مهتاب بنمایند زود	پیش بازرگان و زر گیرند سود
سیم بربایند زین گون هیچ هیچ	سیم از کف رفت و آن کرباس هیچ
این جهان جادوست ما آن تاجریم	که از و مهتاب پیموده خریم
گر کند کرباس پانصد گز شتاب	ساحرانه او ز نور ماهتاب
تا ستد او سیم عمرت ای رهی	سیم شد کرباس نی کیسه تهی
نیست وش باشد خیال اندران	تو جهانی بر خیالی بین روان
بر خیال صلحشان و جنگشان	وز خیالی فخرشان و ننگشان
آن خیالاتی که دام اولیاست	عکس مهرویان بستان خداست
انبیا را کار عقبی اختیار	جاهلان را کار دنیا اختیار

۱۳۶

زانکه هر مرغی بسوی جنس خویش / می پرد او در پس جان پیش پیش

کافران چون جنس سجین آمدند / سجن دنیا را خوش آئین آمدند

انبیا چون جنس علیین آمدند / سوی علیین بجان و دل شدند

بد محالی جست کو دنیا بجست / نیک حالی جست کو عقبی بجست

فکرها در کسب دنیا بارد است / مکرها در ترک دنیا وارد است

چیست دنیا از خدا غافل بدن / نی قماش و نقره و فرزند و زن

مال و زر سر را بود همچون کلاه / کل بود او کز کله سازد پناه

آنکه زلف و جعد رعنا بادش / چون کلاهش رفت خوشتر آیدش

زر بر از جانست پیش ابلهان / زر نثار جان بود پیش شهان

مال را گر بهر دین باشی حمول / نعم مال صالح خواندش رسول

هین بملک نوبتی شادی مکن / ای تو بسته نوبت آزادی مکن

این جهان زندان و ما زندانیان / حفره کن زندان و خود را وا رهان

مرغ کاب شور باشد مسکنش / او چه داند جای آب روشنش

مرغ کو اندر قفس زندانیست / می نجوید رستن از نادانیست

ای که اندر چشمهٔ شورست جات / تو چه دانی شط جیحون و فرات

ای تو نارسته ازین فانی رباط / تو چه دانی زحو و سکر انبساط

ای که صبرت نیست از دنیای دون / چونت صبرست از خدا ای دوست چون

ای که صبرت نیست از دنیای دون + صبر چون داری ز نعم الماهدون

۱۳۷

باشد همچنین ست حال انسانی که اگر همیشه در لجر دنیا و گرداب معروف بوده باشند او از کیفیت راه راست چه خبر دارد ۱۲

ای که صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چون داری ز الله کریم
ای که صبرت نیست از پاک و پلید — صبر چون داری از آن کت آفرید
چونکه صبرت نیست از آب سیاه — چون صبوری داری از چشمه آله
اطلس عمرت بمقراض شهور — پاره پاره کرد خیاط غرور
مال و تن برفند و ریزان و فنا — حق خریدارش که الله اشتری
برفها زان از ثمن اولیستت — که همی در شک یقینی نیستت
مال دنیا دام مرغان ضعیف — ملک عقبی دام مرغان شریف
سوی دریا عزم کن زین آبگیر — بحر جوی و ترک این گرداب گیر

حکایت

استن حنانه از هجر رسول — ناله می کردی چو ارباب عقول
گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون — گفت جانم در فراقت گشت خون
مسندت من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی
گفت خواهی که ترا نخلی کنند — شرقی و غربی ز تو میوه چشند
یا در آن عالم حقت سروی کند — که تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش — بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

باب پنجاه و دوم در مذمت خلق

کار ما از خلق شد بر ما دراز — داد ازین مشتی گدای بی نیاز

چگونه ۱۲
نام ستونی که در کعبه بود ۱۲

اشاره است بکریمه ان الله اشتری الآیة و تفریع آن بالا گذشت ۱۲

۱۳۹

تا نمیرم از خود و از خلق پاک | بر نیاید جان ما از حلق پاک
چون یفرّ المرء آمد من اخیه | یهرب المولود یوماً من ابیه
زان شود هر دوست آن ساعت عدو | کز بت تو بود از ره مانع او
این دم ار یاران ز تو ضد می‌شوند | وز تو برگردند و بر خصمی روند
هین بگو نک روز من پیروز شد | آنچه فردا خواست شد امروز شد
یار تو چون دشمنی پیدا کند | حقد را و رشک را سر وا کند

اعراض

تو از آن افعال او افغان مکن | خویشتن را ابله و نادان مکن
بلکه شکر حق کن و نان بخش کن | که نگشتی در جوال او کهن
از جوالش زود بیرون آمدی | تا بجویی یار صدق سرمدی
رستی از قلاب و سالوس و دغل | غیر او دیدی عیان پیش از اجل
این جفای خلق با تو در جهان | گر بدانی گنج زر آمد نهان
در شب بد رنگ بس نیکی بود | آب حیوان جفت تاریکی بود
خلق را با تو چنین بدخو کنند | تا ترا ناچار رو آن سو کنند
این یقین دان در آخر جمله شان | خصم گردند و عدو و سرکشان
تا بمانی با فغان اندر لحد | لا تذرنی فرداً خوان از احد
نازنین یاری که بعد از مرگ تو | رشتهٔ یاری او گردد دو تو
مهر ابله مهر خرس آمد یقین | کین او مهرست و مهر اوست کین

دشمن شدن یاران ... یافتی و چون او را گذاشتی باید که طلب دوست صادق نمائی که بعد او بر منزل مقصود فائز شوی ۱۲

قوله لا تذرنی یعنی هرگاه در گور تاریک خود تنها بمانی آن وقت از ذات باری تعالی مددی طلب کن و این آیه را بخوان رب لا تذرنی فرداً یعنی ای رب مرا تنها مگذار که در کنج تنهائی نجات یابی ۱۲

قوله نازنین آه ... یعنی یاری که بعد از مرگ بکار آید همان یار رب باشد و آن نیست مگر ذات پاک پروردگار ۱۲

عهد او سستست و ویران و ضعیف | گفت او زفت و وفای او نحیف
گر خورد سوگند هم باور مکن | بشکند سوگند مرد کژ سخن (زشت ۱۲)
چونکه بی سوگند گفتش بد دروغ | تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ
نفس او میرست و عقل او اسیر | صد هزاران مصحفش خود خورده گیر (خوانده)
می بلرزد عرش از مدح شقی[51] | بدگمان گردد ز مدحش متقی
نار زان آمد عذاب کافران | که حجر را نار باشد امتحان
این دل چون سنگ را تا چند چند | نرم گفتیم و نمی پذرفت پند
نی ترا از روی ظاهر طاعتی | نی ترا در سر و باطن نیتی
نی ترا شبها مناجات و قیام | نی ترا در روز پرهیز و صیام
نی ترا حفظ زبان ز آزار کس | نی نظر کردن بعبرت پیش و پس
نی ترا بر ظلم توبه پرخروش | ای دغا گندم نمای جوفروش
چون ترازوی[52] تو کژ بود و دغا | راست چون جویی ترازوی جزا
خویش را رنجور سازی زار زار | گر ترا بیرون کنند از اشتهار
کاشتهار خلق بند محکمست | در ره این از بند آهن کی کمست
کرد حق[53] ناموس را صد من حدید | ای بسا بسته به بند ناپدید
ای بسا کفار را سودای دین | بندشان ناموس و کبر و آن و این (و کبر)
بند پنهان لیک از آهن بتر | بند آهن را کند پاره تبر

ف۵۱ در حدیث شریف آمده است که هرکه مدح شقی می‌نماید ایزد تعالی بروی غضب فرماید و عرش بلرزد اعاذنا الله من ذلک ۱۲

ف۵۲ قوله چون ترازوی تو خطاب بسوی دلست یعنی هرگاه حال تو چنان باشد که در ابیات سابق مذکور شد پس امید رستگاری چگونه میداری ۱۲

ف۵۳ قوله ای بسا کفار را سودای دین [illegible] ننگ و ناموس دنیا ایشان را از اسلام باز میدارد چنانکه اکثر کفار زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم حقیت نبوت آنحضرت بر قلوب آنها عیان بود لیکن بسبب ننگ و عار دنیوی اسلام قبول نکردند و بدوزخ رفتند نعوذ بالله منه ۱۲

بند آهن را توان کردن جدا	بند غیبی را نداند کس دوا
ای عجب این بند پنهان و گران	عاجز از تکسیر آن آهنگر آن (علاج ۱۲) (شکستن ۱۲)

حکایت

آن یکی میگفت در وقت شعیب (علیه السلام ۱۲)	که خدا از من بسی دیدست عیب
چند دید از من گناه و جرمها	وز کرم یزدان نمی گیرد مرا
حق تعالی گفت در گوش شعیب (علیه السلام ۱۲)	در جواب او فصیح از راه غیب
که بگفتی چند کردم من گناه	وز کرم نگرفت در جرمم اله
عکس میگوئی و مقلوب ای سفیه (احمق ۱۲)	ای رها کرده ره و بگرفته تیه
چند چندت گیرم و تو بیخبر	در سلاسل مانده پا تا بسر (صفت سفینه است ۱۲)
رنگ تو بر توت ای دیگ سیاه	کرد سیمای درونت را تباه
بر دلت زنگار بر زنگارها (تاے خطاب ۱۲)	جمع شد تا کور شد ز اسرارها
چون شعیب آن نکتها با او بگفت	زان دم جان در دل او گل شکفت
جان او بشنید وحی آسمان (علیه السلام ۱۲)	گفت گر بگرفت ما را کو نشان (پیغامبر خدا ۱۲)
گفت یا رب دفع من میگوید او	وان گرفتن را نشان میجوید او
گفت ستارم نگویم رازهاش	جز یکی رمز از برای ابتلاش (امتحان ۱۲)
یک نشانش آنکه بگرفتم ورا	آنکه طاعت دارد و صوم و دعا
از زکات و از نماز و غیر آن	لیک یک ذره ندارد ذوق جان

میکنند طاعات و افعال سنی | لیک یک ذره ندارد چاشنی
طاعتش نغز است و معنی نغز نی | جوزها بسیار و در وی مغز نی
ذوق باید تا دهد طاعات بر | مغز باید تا دهد دانه شجر
دانهٔ بی مغز کی گردد نهال | صورت بیجان نباشد جز خیال
چون شعیب این نکتها بر وی بخواند | [redacted] همچو خر در گل بماند

باب پنجاه و سوم در مذمت اهل نفاق

آن منافق با موافق در نماز | از پی استیزه آمد نی نیاز
در نماز و روزه و حج و زکات | با منافق مومنان در برد و مات
مومنان را برد باشد عاقبت | بر منافق مات اندر آخرت
چند صورت آخر ای صورت پرست | زانکه معنی در بر صورت پرست
گر بصورت آدمی انسان بدی | احمد و بوجهل پس یکسان بدی
بت پرستی چون بمانی در صور | صورتش بگذار و در معنی نگر
گر ز صورت بگذرید ای دوستان | جنت و گلستان و در گلستان
چونکه آبش هست جو خود آن بود | آدمی آنست کو را جان بود
این نه مردانند اینها صورتند | مرده نان اند و کشتهٔ شهوتند
زین قدحهای صور کم باش مست | تا نگردی بت تراش و بت پرست
نان گلست و گوشت کمتر خور ازین | تا نمانی همچو گل اندر زمین

۱۲۵ ...

چون گرسنه میشوی سگ میشوی ‏ تند و بد پیوند و بد رگ می شوی

چون شدی تو سیر مرداری شدی ‏ بیخبر افتاده دیواری شدی

پس دمی مردار و دیگر دم سگی ‏ چون کنی در راه شیران خوش تگی

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر ‏ کین سخن را در نیابد گوش خر

لاف شیخی در جهان انداخته ‏ خویشتن را بایزیدے ساخته

هم ز خود سالک شده واصل شده ‏ محفلے واکرده در دعوے کده

از خدا بوی نه و را نے اثر ‏ دعویش افزون ز شیث و بوالبشر

دیو ننموده و را هم نقش خویش ‏ او همی گوید ز ابدالیم بیش

حرف درویشان بدزدیده بسے ‏ تا گمان آید که هست او خود کسے

این جهان پر آفتاب و نور ماه ‏ او بهشته سر فرو برده بچاه

جمله عالم شرق و غرب آن نور یافت ‏ تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت

خرده گیرد در سخن بر بایزید ‏ ننگ دارد از وجود او یزید

بی نوا از نان خوان آسمان ‏ پیش او ننداخت حق یک استخوان

درگوی ای درچهی ای قلتبان ‏ دست دار از سبال دیگران

سوی من منگر بخواری سست سست ‏ تا نگویم انچه در رگهای تست

چند دزدی حرف مردان خدا ‏ تا فروشی و ستانی مرحبا

طالب حیرانی خلقان شدیم ‏ دست طمع اندر الوهیت زدیم

ای در گان خود ۱۲ — فرد از اولیا ۱۲ — یعنی چاه خودی ۱۲ — ای محروم از نعمت سرمدی ۱۲ — ای کوتاه کن ۱۲ — باطن ۱۲

هم بار و اصل نشد ۱۲

کنایه از دشنام که در هند بهروا گویند و دیوث و بی حمیت و بی غیرت ۱۲ رشیدی

تا به افسون مالکِ دلها شویم | این نمی‌بینیم ما کاندر گویم
آن محک که او نهان دارد صفت | نی محک باشد نه نورِ معرفت
آئینه که عیبِ رو دارد نهان | از برای خاطرِ هر قلتبان
آئینه نبود منافق باشد او | اینچنین آئینه تا بتوان مجو
گر هزاران طالبند و یک ملول | از رسالت باز میماند رسول
صدکس از رگین همه رگین شوند | خاصه این کرهٔ خبیثِ ناپسند
یک کسی نامستمع از روی رد | صدکس گوینده را خامُش کند
پند گفتن با جهولِ خوابناک | تخم افگندن بود در شوره خاک
چاکِ حمق و جهل نپذیرد رفو | تخمِ حکمت کم دهش ای پندگو
گرچه ناصح را بود صد داعیه | پند را اذنی بباید واعیه
تو بصد تلطیف پندش میدهی | او ز پندت می‌کند پهلو تهی
زانبیا ناصح تر و خوش لهجه تر | که گهی بگرفت دمِ شان در حجر
زانکه کوه و سنگ در کار آمدند | می نشد بدبخت را بگشاده بند
آنچنان دلها که بُدشان ما و من | نعتشان شد بل اشد قسوة
گر تو پیغامِ زنی آری و زر | پیشِ تو بنهند جمله سیم و سر
کای فلان جا شاهدی میخواندت | عاشق آمد بر تو او میداندت
ور تو پیغامِ خدا آری چو شهد | کای بیا سوی خدا ای نیک عهد

قوله صدکس از رگین رگین مختارش را گویند و این بیماری متعدیست یعنی از یکی بدیگری میرسد همچنین حال صحبت نااهلان و غافلان است که هر که در صحبت ایشان نشیند غافل گردد ۱۲

یعنی از انبیا که اعلم و ناصح تر بود که معجزه صحبت شان در سنگ اثر میکرد ۱۲

قوله زانکه یعنی کوه و سنگ را فیضی حاصل می شود مگر بدبخت را فایده نشدی ۱۲

قوله آنچنان ... ۱۴۴ ... صفت شان ... قسوة ... بل ... اشد ... بلکه ... حق ... ایشان ... میشوند ۱۲

قوله گر تو ... مستغرق شده اند ... ۱۲

از جهانِ مرگ سوی برگ رو	چون بقا ممکن بود فانی مشو
قصدِ خونِ تو کنند و قصدِ سر	نه از برای حمیت و دین و هنر
بلکه از چفسیدگی بر خان و مان	تلخ شان آید شنیدن این بیان
خرقه بر ریشِ خر چفسید سخت	چونکه خواهی بر کنی ز دلخت لخت
جفته انداز یقین آن خر ز درد	حبذا آنکس کزو پرهیز کرد
خاصه پنجه ریش و هرجا خرقه	بر سر ریشش چفسیده دریم غرقه
خان و مان چون خرقه و این حرص ریش	حرص هرگه بیشتر باشد ریش بیش
خان و مانِ چغد ویرانست و بس	نشنود اوصافِ بغداد و طبس

یعنی عالم اخروی ۱۲ — محبت ۱۲ — جفته انداز کنایه از لگد زن است ۱۲ — کنایه از ریش بسیار و محبت ۱۲

باب پنجاه و چهارم در حرص

بدگمانی کردن و حرص آوری	کفر باشد پیشِ خوانِ مهتری
هر که دور از رحمتِ رحمان بود	او گدا چشمست اگر سلطان بود
حرص نابیناست بیند مو بمو	عیبِ خلقان و بگوید کو بکو
عیبِ یکذره دو چشمِ کورِ او	می نه بیند گرچه هست او عیب جو
بارها در دامِ حرص افتاده	حلقِ خود را در بریدن داده
حرصِ تو چون آتشست اندر جهان	باز کرده بهرِ خوردن صد دهان
بگسل آن حبلی که حرص است و حسد	یاد کن فی جیدها حبل مسد
حرص کورت کرد و محرومت کند	دیو همچون خویش مرجومت کند

ای صاحب حرص ۱۲ — ای ریسمان ۱۲ — ای شیطان ۱۲ — بمعنی سنگسار کردن

۵۰ [illegible]

۵۱ [illegible] مردم ست که از بیخ [illegible] آزرده و خشمناک می شوند ۱۲

۵۲ مراد از خوان مهتر احکام خدا و رسول باشد ۱۲

۵۳ قوله بگسل آن یعنی حرص و حسد را بگذار و نظر کن سوی زن ابولهب که بسبب حرص و حسد رسنی در گردن او افتاد و هلاک شد ۱۲

حرص کور و احمق و نادان کند — مرگ را بر احمقان آسان کند

نیست آسان مرگ بر جان خران — که ندارند آب جان جاودان

چون ندارد جان جاوید آن شقیست — جرأت او بر اجل از احمقیست

حرص در پیری جهودان را مباد — ای شقی نتوان خداش آن حرص داد

ریخت دندانهای سگ چون پیر شد — ترک مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگان شصت ساله را نگر — هر دمی دندان سگشان تیزتر

پیر سگ را ریخت پشم از پوستین — این سگان پیر اطلس پوش بین

عشق شان و حرص شان در فرج و زر — دم بدم چون نسل سگ بین بیشتر

اینچنین عمری که مایهٔ دوزخست — مر قصابان غضب را مسلخست

اژدهای هفت سر دوزخ بود — حرص تو دانه‌ست دوزخ فخ بود

دام را بدران بسوزان دانه را — باز کن درهای نو اینخانه را

آن حریصی عاقبت نادیدنست — بر دل و بر عقل خود خندیدنست

هر که را جامه ز عشقش چاک شد — او ز حرص و جمله عیبش پاک شد

حرص و شهوت مرد را احول کند — زاستقامت روح را مبدل کند

هوشیاری آفتاب و حرص یخ — هوشیاری آب و این عالم وسخ

مرغ کو ناخورده است آب زلال — اندر آب شور دارد پرّ و بال

در میان چوب گوید کرم چوب — مر کرا باشد چو من حلوای خوب

کرم سرگین در میان آن حدث | در جهان نُقلی نداند جز خبث
جز بصد ضد راهی نتوان شناخت | چون ببیند زخم بشناسد نواخت
لاجرم دنیا مقدم آمدست | تا بدانی قدر اقلیم الست
چون ازینجا وارهی آنجا روی | در شکرخانهٔ ابد شاکر شوی
گوئی آنجا خاک را می‌بیختم | زین جهان پاک می‌بگریختم
صد حکایت بشنود مدهوش حرص | در نیاید نکته‌ای در گوش حرص
بند بگسل باش آزاد ای پسر | چند باشی بند سیم و بند زر
گر بریزی بحر را در کوزه‌ای | چند گنجد قسمت یک روزه‌ای
کوزهٔ چشم حریصان پر نشد | تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

باب پنجاه و پنجم در قناعت

از قناعت کی تو جان افروختی | از قناعتها تو نام آموختی
گفت پیغمبر قناعت چیست گنج | گنج را تو وانمیدانی ز رنج
چون قناعت را پیمبر گنج گفت | هر کسی را کی رسد گنج نهفت
این قناعت نیست جز گنج روان | تو مزن لاف از غم و رنج روان
سیر که مفروش و هزاران جان ببین | از قناعت غرق بحر انگبین
از قناعت هیچکس بیجان نشد | وز حریصی هیچکس سلطان نشد
زانکه مرغی کو بترک دانه کرد | دانه از صحرای بی تزویر خورد

چون بریده گشت حلق رزق خوار — یرزقون فرحین شد خوشگوار

هم بدان قانع شد و از دام جست — هیچ دامی پر و بالش را نه بست

سائل آن باشد که جان او گداخت — قانع آن باشد که جسم خویش باخت

می روم سوی قناعت دل قوی — تو چرا سوی شناعت می روی

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد — زانکه این هر دو چو سیلی بگذرد

خواه صاف و خواه سیل تیره رو — چون نمی پاید دمی از وی مگو

اندرین عالم هزاران جانور — میزید خوش عیش بی زیر و زبر

شکر میگوید خدا را فاخته — بر درخت و برگ شب ناساخته

حمد میگوید خدا را عندلیب — کاعتماد رزق بر تست ای مجیب

همچنین از پشه گیر تا پیل — شد عیال الله و حق نعم المعیل

بس کن ای دون همت کوته زبان — تا کیست باشد حیات جاودان

زان نداری میوه مانند بید — کابرو بردی پی نان سفید

زردی رو بهترین رنگهاست — زانکه اندر انتظار آن لقاست

لیک سرخی بر رخی کان لامعست — بهر آن آمد که جانش قانعست

گر نداری صبر زین نان جهان چس — کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

جامه شوئی کرد خواهی ای فلان — رو مگردان از محله گازران

قلتبان کان از قناعت در لقاست — آن ز فقر و قلت دونان جداست

تهیدستی و مفلسی ۱۲

حبه این گر بیابد سر نهد — وان ز گنج و زر بهمت می جهد
این همه غمها که اندر سینهاست — از بخار و گرد باد و بود ماست
آن غمان بیخ کن چون داس ماست — اینچنین شد وانچنان وسواس ماست
حاش لله طمع من از خلق نیست — از قناعت در دل من عالمیست
از طمع هرگز نخواهم من فسون — این طمع را کرده ام من سرنگون

باب پنجاه و ششم در طمع

صاف خواهی چشم عقل و سمع را — بر دران تو پردهای طمع را
گر ترا زور طمع بودی کمال — راست کی گفتی ترا زو وصف حال
هر کرا باشد طمع الکن بود — با طمع کی چشم دل روشن بود
پیش چشم او خیال جاه و زر — همچنان باشد که مو اندر بصر
خواجه در عیبست غرقه تا بگوش — خواجه را مالست و مالش عیب پوش
گر طمع عیبش نه بیند طامعی — گشت وطهار اطمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زیرکان — ره نیابد کاله او در دکان
کور از خلقان طمع دارد ز جهل — من ز تو کز تست هر دشوار سهل

باب پنجاه و هفتم در حسد

وز حسد گیرد ترا در ره گلو — وز حسد ابلیس را باشد غلو
کوز آدم ننگ دارد از حسد — با سعادت جنگ دارد از حسد

149

در بهاران یعنی هر که دیده بصیرت ندارد بسبب جهل و نادانی از مخلوق طمع فلاح دارد و من از تو که حلال مشکلات عالم بوده طمع نجاح و فلاح دارم که هر دشواری از فضل و کرم تو آسان میگردد ۱۲

عقبه‌ای زین صعبتر در راه نیست / ای خنک آنکش حسد همراه نیست

این جسد خانهٔ حسد آمد بدان / کز حسد آلوده باشد خاندان

گر جسد خانهٔ حسد آمد ولیک / آن جسد را پاک کرد الله نیک

طهرا بیتی بیان پاکیست / گنج نورست ار طلسمش خاکیست

چون کنی بر بی‌حسد مکر و حسد / زان حسد دل را سیاهیها رسد

خاک شو مردان حق را زیر پا / خاک بر سر کن حسد را همچو ما

خود حسد نقصان و عیبی دیگرست / بلکه از جمله کمیها بترست

هر کسی کو را حسد بینی کند / خویشتن بی گوش و بی بینی کند

آن ابوجهل از محمد ننگ داشت / وز حسد خود را بالا میفراشت

بوالحکم نامش بد و بوجهل شد / ای بسا اهل از حسد نااهل شد

آن بلیس از ننگ و عار کمتری / خویش را افکند در صد ابتری

از حسد میخواست تا بالا بود / خود چه بالا بلکه خون پالا بود

آن شیاطین خود حسود کهنه اند / یک زمان از رهزنی خالی نیند

یوسفان از مکر اخوان در چهند / کز حسد یوسف بگرگان میدهند

از حسد بر یوسف مصری چه رفت / این حسد اندر کمین گرگیست زفت

لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم / داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم

گرگ ظاهر گرد یوسف خود نگشت / این حسد در فعل از گرگان گذشت

هر که را باشد مزاج و طبع سست | او نخواهد هیچ کس را تندرست

زانکه هر بدبخت خرمن سوخته | می‌نخواهد شمع کس افروخته

هین کمالی دست آور تا تو هم | از کمال دیگران نفتی بغم

هر کرا دید او کمال از چپ و راست | از حسد قولنجش آمد درد خاست

در نعیم فانی مال و جسد | چون همی سوزند عامه از حسد

پادشاهان بین که لشکر می‌کشند | از حسد خویشان خود را می‌کشند

هان و هان ترک حسد کن با شهان | ورنه ابلیسی شوی اندر جهان

مهمان

از خدا میخواه دفع این حسد | تا خدایت وا رهاند زین حسد

گر حسد وز چشم بد بی هیچ شک | سیر و گردش را بگرداند فلک

پر طاوست مبین و پای بین | تا که سوء العین نگشاید کمین

که بلغزد کوه از چشم بدان | یزلقونک از نبی بر خوان بدان

۵۲ احمدا چون کوه لغزید از نظر | در میان راه بی گل بی مطر

در عجب درماند کین لغزش ز چیست | من نه پندارم که این حالت تهیست

۵۳ تا بیامد آیت و آگاه کرد | کان ز چشم بد رسیدت وز نبرد

۵۴ گر بدی غیری تو در دم لا شدی | صید چشم و سخرهٔ افنا شدی

کافران همجنس شیطان آمده | جانشان شاگرد شیطانان شده

صد هزاران خوی بد آموخته | دیده‌های عقل و دل بر دوخته

۵۱ بلکه بر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نیز نظر بد اثر کرده بود چنانچه سورهٔ فلق بر آن شاهد است ۱۲

۵۳ مراد از آیت همان آیهٔ وان یکاد الذین کفروا الآیه بوده است ۱۲

۵۴ قوله گر بدی یعنی اگر تو از خاصان خدا نبودی از نظر بد دشمنان فنا شدی ۱۲

کمترین خوشان بزشتی آن حسد	آن حسد که گردن ابلیس زد
زان سگان آموخته صید و حسد	که نخواهد خلق را ملک ابد
وان بنی آدم که عصیان کشته اند	وز حسودی نیز شیطان گشته اند

باب پنجاه و هشتم در عداوت شیطان

طفل جان از شیر شیطان باز کن	بعد از آنش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیره ای	دان که با دیو لعین همشیره ای
جان بابا گویدت ابلیس هین	تا بدم بفریبدت دیو لعین
اینچنین تلبیس با بابات کرد	آدمی را این سیه رخ مات کرد
در گلو ماند خس او سالها	چیست آن خس مهر جاه و مالها
مال مار آمد که در وی زهرهاست	وان قبول و سجدهٔ خلق اژدهاست
مال خس باشد چو هست ای بی ثبات	در گلویت مانع آب حیات
گر برد مالت عدوّ پرفنی	رهزنی را برده باشد رهزنی
هر که دید آن مال جاهش سجده کرد	سجدهٔ افسوسیان را او بخورد
چونکه برگردد از آن ساجدش	داند او کان زهر بود و موبدش
جان فدا کردن برای صید غیر	کفر مطلق دان و نومیدی ز خیر
چند هنگامه نهی بر راه عام	کام سختی بر نیاید هیچ کام
بیشتر رفتست و بیگاه است روز	تو بجد در صید خلقانی هنوز

کارت این بودست از وقت ولاد — صید مردم کردن از دام وداد

زان شکار و انبهی باد و بود — وست در کن هیچ یابی تار و پود

چون شکار خوک آمد صید عام — رنج بیحد لقمه زو خوردن حرام

پس فرشته وار گشته عرضه دار — بحر تحریک عروق اختیار

وان فرشته خیرها بر رغم دیو — عرضه دارد میکند در دل غریو

میشود زالهامها و وسوسه — اختیار خیر و شرت ده کسه

وقت تهلیل و نماز ای با نمک — زان سلام آورده باید بر ملک

که ز الهام و دعای خوبتان — اختیار این نمازم شد روان

باز از بعد گنه لعنت کنی — بر بلیس آنرا کزوئی مجتنی

این دو صد عرضه کننده در شرار — در حجاب غیب آمد عرضه دار

چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش — تو ببینی روی دلالان خویش

در سخنشان واشناسی بی گزند — کان سخن گویان نهان اینها بدند

دیو گوید ای اسیر طبع و تن — عرضه میکردم نکردم زور من

وان فرشته گویدت من گفتمت — که ازین شادی فزون گردد غمت

آن فلان روزت نگفتم من چنان — که از آن سوی ست ره سوی جنان

ما محب جان و روح افزای تو — ساجدان مخلص بابای تو

این زمان هم خدمت تو میکنیم — سوی مخدومی صلایت میزنیم

یعنی برای آنکه فرشته ترغیب نماز داده بود ۱۲

آن گروه با بات را بوده عدا / در خطاب اسجدوا کرده ابا

آن گرفتی وان ما انداختی / حق خدمتهای ما نشناختی

این زمان ما را و ایشان را عیان / در نگر بشناس از مغز و نیان

بس عدا و تها که آن یاری بود / بس خبرها که معماری بود

هر که در دنیا خورد تلبیس دیو / وز عدوی دوست رو تعظیم دیو

چونکه ویران کرد چندین عالم او / پس بگفت انی بری منکم

هر که جست از دام شیطان در نماز / رست از قید دو عالم وقت راز

زانکه این شیطان عدو جان تست / دائما در فکرت ایمان تست

بانگ شیطان گله بان اشقیاست / بانگ سلطان پاسبان اولیاست

باب پنجاه و نهم مدح طاعت

آدمی را هست در هر کار دست / لیک از مقصود این خدمت بدست

ما خلقت الجن والانس بخوان / جز عبادت نیست مقصود از جهان

ذوق دارد هر کسی در طاعتی / لاجرم نشکیبد از وی ساعتی

ما درین دهلیز قاضی قضا / بهر دعوی الستیم و بلی

که بلی گفتیم آن را ز امتحان / فعل و قول ما شهود است و عیان

این نماز و روزه و حج و جهاد / هم گواهی دادنست از اعتقاد

این زکوة مال و ترک این حسد / هم گواهی دادنست از سر خود

فعل و قول اظهار سرّست و ضمیر / هر دو پیدا میکند سرّ ستیر

بر مصلّی مسجد آمد هم گواه / کو همی آمد بمن از دور راه

این گواهی چیست اظهار نهان / خواه قول و خواه فعل و غیر آن

فعل قول آمد گواهان ضمیر / زین دو بر باطن تو استدلال گیر

تزکیه باید گواهان را بدان / تزکیه اش صدقی که موقوفی بدان

بهر این آورد ما یزدان برون / ما خلقت الانس الا یعبدون

چون تو می بینی که نیکی می کنی / بر حیات و راحتی بر می زنی

چونکه تقصیر و فسادی میرود / آن حیات و ذوق پنهان می شود

دست کورانه بحبل الله بزن / جز بامر و نهی یزدانی متن

چیست حبل الله رها کردن هوا / کین هوا شد صرصری مر عاد را

خلق در زندان نشسته از هواست / مرغ را پرها ببسته از هواست

خشم شحنه شعلهٔ نار از هواست / رفته از مستوریان عار از هواست

لا تطرّق فی هواک سلسبیل / من جناب الله نحو السلسبیل

لا تکن طوع الهوی مثل الحشیش / ان ظل العرش اولی من عریش

گوش سر بربند از هزل و دروغ / تا ببینی شهر جان با فروغ

هیچ وازر وزر غیری بر نداشت / هیچکس ندرود تا چیزی نکاشت

سال بیگه گشت وقت کشت نی / جز سیه رویی و فعل زشت نی

۱۵۵

۵۰ قوله حبل الله ... صراط مستقیم ... چیست ترک کردن خواهش ... نفسانی گرفتار طوفان ... ۱۲

۵۲ قوله لا تطرق ... نفس ... مشو در خواهش ... سلسبیل

۵۳ قوله لا تکن یعنی مشو مانند خاشاک مانند کاه که بتحقیق سایهٔ عرش بهترست از چپری خانه باشد که از برگ درختان و گیاه ساخته باشند ۱۲

۵۴ قوله وازر اشارتست بکریمهٔ و لا تزر وازرة وزر اخری یعنی بر ندارد هیچ نفس گناه کننده بار گناه نفس دیگر ۱۲

روز بیگه لاشه لنگ وره دراز / کارگه ویران عمل رفته ز ساز

بیخهای خوی بد محکم شده / قوت برکندن آن کم شده

کرم در زیر درخت تن فتاد / بایدش برکند و بر آتش نهاد

هین وهین ای راه رو بیگاه شد / آفتاب عمر سوی چاه شد

این دو روزک را که زورت هست / پر فشانیی بکن از راه جود

اینقدر تخمی که ماندستت بباز / تا بروید زین دو دم عمر دراز

تا نمردست این چراغ باگهر / هین فتیلش ساز و روغن زود تر

هین مگو فردا که فرداها گذشت / تا بکلی نگذرد ایام کشت

عمر تو مانند همیان زرست / روز و شب مانند دینار اشمرست

در زمانه مر ترا سه همرهند / آن یکی وافی و آن دو غدرمند

آن یکی یاران و دیگر رخت و مال / وان سوم وافیست آن حسن الفعال

مال ناید با تو بیرون از قصور / یار آید لیک آید تا بگور

چون ترا روز اجل آید به پیش / یار گوید از زبان حال خویش

تا بدینجا بیش همره نیستم / بر سر گورت زمانی بایستم

فعل تو وافیست زو کن ملتحد / که در آید با تو در قعر لحد

پس پیمبر گفت بهر این طریق / با وفاتر از عمل نبود رفیق

گر بود نیکو ابد یارت شود / ور بود بد در لحد مارت شود

عاشقانت در پس پرده کرم
بهر تو نعره زنان بین دمبدم

عاشق آن عاشقان غیب باش
عاشقان پنجروزه کم تراش

که بخوردندت بخدعه جذبه
سالها زیشان ندیدی حبه

وقت صحت با تو یارند و حریف
وقت درد و غم بجز حق کو الیف

وقت درد چشم و دندان هیچکس
دست تو گیرد بجز فریادرس

پس همان درد و مرض را یاد دار
چون ایاز آن پوستین کن اعتبار

در تمام کارها چندین مکوش
جز بکاری که بود در دین مکوش

عاقبت تو رفت خواهی ناتمام
کارهایت ابتر و نانت تو خام

وان عمارت کردن گور و لحد
نی بسنگست و بچوب و نی لبد

بلکه خود را در صفا گوری کنی
در منی او کنی دفن منی

خاک او گردی و مدفون غمش
تا دمت یابد مددها از دمش

گورخانه قبها و کنگره
نبود از اصحاب معنی آن سره

از برون بر ظاهرش نقش و نگار
وز درون اندیشهای زار زار

همچو گور کافران بیرون حلل
اندرون قهر خدا عز و جل

حق همی گوید چه آوردی مرا
اندرین مهلت که من دادم ترا

عمر خود را در چه پایان برده
قوت و قوت در چه فانی کرده

گوهر دیده کجا فرسوده
پنج حس را در کجا پالوده

اصل خود را فراموش نکند ۱۲

چشم و گوش و هوش و گوهرهای عرش / خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
دست و پا دادیم چون بیل و کلند / من نه بخشیدم ز خود آن کی شدند
آن مکن که هست مختار نبی / وان مکن که کرد مجنون و صبی

باب شصتم در مذمت معصیت

هر روش هر ره که آن محمود نیست / عقبه و ملتقی و رهزنیست
بس کسان کایشان ز طاعت گمرهند / دل برضوان و ثواب آن نهند
توبه ننديشد دگر شیرین شود[۵۱] / بر دلش آن جرم تا بی‌دین شود
آن پشیمانی و یارب رفت ازو / شست بر آیینه زنگ پنج تو
آهنش را زنگها خوردن گرفت / گوهرش را زنگ کم کردن گرفت
خود حقیقت معصیت باشد خفی / بس کدر کان را تو پنداری صفی
چون ز دستت زخم بر مظلوم رفت / آن درختی گشت ازو زقوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلها زدی / مایهٔ نار جهنم آمدی
آن سخنهای چو مار و کژدمت / مار و کژدم گشت می‌گیرد دمت
پیشها[۵۲] و خلقها همچون جهیز / سوی خصم آیند روز رستخیز
گرچه دیوار افگند سایه دراز / باز گردد سوی او آن سایه باز
این جهان[۵۳] کوهست و فعل ما ندا / سوی ما آید نداها را صدا
حمله بر خود می‌کنی ای ساده مرد / همچو آن شیری که بر خود حمله کرد

اشارتست بقصهٔ شیر و روباه ۱۲

۵۱ قوله توبه یعنی کسانیکه عبادت معبود حقیقی را گذاشته در معصیت افتاده‌اند و از گناهان توبه نمی‌کنند آن معاصی در دل آنها چنان اندیشه بوده اند که ترک آنها برایشان خیلی دشواری نماید و روز بروز تیرگی دل می‌افزاید ۱۲

۵۲ قوله پیشها یعنی اعمال و افعال انسان بروز حشر پیش او خواهد آمد ۱۲

۱۵۸

۵۳ قوله این جهان یعنی چنانکه آواز انسان از کوه باز میگردد بسوی انسان همچنین حال اعمال انسان است بسوی او عاید خواهند شد ۱۲

ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار بر تن خود میزنی تو هوش دار
هر که او بنهاد ناخوش سنتی سوی او نفرین رود هر ساعتی
نیکوان رفتند و سنتها بماند وز لئیمان ظلم و لعنتها بماند
تا قیامت هر که جنس آن بدان در وجود آید بود رویش بدان
بر کنار بام ای مست مدام پست بنشین یا فرود آ والسلام
هر زمانی که شدی تو کامران آن دم خوش را کنار بام دان
سیرتی کان در وجودت غالبست هم بدان تصویر حشرت واجبست
روز محشر هر نهان پیدا شود هم ز خود هر مجرمی رسوا شود
دست و پا بدهد گواهی با بیان بر فساد او به پیش مستعان
دست گوید من چنین دزدیده ام لب بگوید من چنین بوسیده ام
پای گوید من شدستم تا منی فرج گوید من بکردستم زنی
چشم گوید کرده ام غمزه حرام گوش گوید چیده ام سوء الکلام
گر همی خواهی سلامت از ضرر چشم ز اول بند و پایان را نگر
اینچنین مشکین که زلف یار ماست چونکه بی عقلیم این زنجیر ماست
حلم حق گرچه مواساها کند لیک چون از حد بشد رسوا کند
اینچنین نخلی که لطف یار ماست چونکه ما دزدیم نخلش دار ماست
اینچنین لطفی چو نیلی میرود چونکه فرعونیم جوی خون شود

ذات پاک جناب باریتعالی غفور رحیم ست لاکن چون انسان در ارتکاب معصیت از حد گذشت سزای او لاجرم افتاد ۱۲

بجنبد او و چشم پایان بین او | که نگهدارند تن را از فساد
هر که او عصیان کند شیطان شود | کو حسود دولت نیکان شود
دیو سوی آدمی شد بهر شر | سوی تو ناید که از دیوی بتر
تا تو بودی آدمی دیو از پیت | میدوید و میچشانید او میت
چون شدی در خوی دیوی استوار | میگریزد از تو دیو نابکار
سر ز خفتن کی توان برداشتن | با چنین صد تخم غفلت کاشتن
خواب مرده لقمه مرده یار شد | خواجه خفت و دزد شب در کار شد
آنکه تخم خار کارد در جهان | هان و هان او را مجو در گلستان
گر گلی گیرد بکف خاری شود | ور سوی یاری رود ماری شود
کیمیای زهر مارست آن شقی | برخلاف کیمیای متقی

باب شصت و یکم در عدل و ظلم

عدل چه بود آب ده اشجار را | ظلم چه بود آب دادن خار را
عدل وضع نعمتی بر موضعش | نی بهر بیخی که باشد آبکش
ظلم چه بود وضع در ناموضعی | که نباشد جز بلا را منبعی
ظلم آری مدبری جف القلم | عدل آری برخوری جف القلم
هین جفا را هم جفا جف القلم | وان وفا را هم وفا جف القلم
فعل تست این غصه‌های دمبدم | این بود معنی قد جف القلم

ای دریده پوستین یوسفان / گر بدرد گرگ آن از خویش دان
ای که تو از جاه ظلمی میکنی / از برای خویش چاهی می کنی
این ندانی کز پئے چه چه کنی / همدران چه عاقبت خود افگنی
گرد خود چون کرم پیله بر متن / بهر خود چه میکنے اندازه کن
چاه مظلم گشت ظلم ظالمان / اینچنین گفتند جمله عالمان
هر که ظالم تر چهش باهول تر / عدل فرمودست بدتر را بتر
ای زننده بے گناهان را قفا / در قفای خود نمی بینی چرا
مر ضعیفان را تو بے خصمی مدان / از نبی اذ جاء نصر الله بخوان
گر تو پیلے خصم تو از تو رمید / نک جزا طیرا ابابیلت رسید
آنکه از پنجه بسے سرها بکوفت / همچو خس جاروب مرگش پاک رفت
هست دنیا قهرخانهٔ کردگار / قهر بین چون قهر کردی اختیار
تو مرا چون بره دیدی بی شبان / تو گمان بردی ندارم پاسبان
کی کم از بره کم از بز غاله ام / که نباشد حارسے از دنباله ام
حارسی دارم که ملکش می سزد / داند او بادی که بر من می وزد
سرد بود آن باد یا گرم آن حکیم / نیست غافل نیست غایب ای سقیم
گر ضعیفی در زمین خواهد امان / غلغل افتد در سپاه آسمان
گر بنالد آسمان گریان شود / ور بگرید چرخ یارب خوان شود

تا دل مرد خدا نامد بدرد		هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
صد هزاران شهر را خشم شهان	نهان	سرنگون کردست ای بدگمان
خشم مردان خشک گرداند سحاب		خشم دلها کرد عالمها خراب
خشم و مکر و ظلم تو الله باد		فضل و عقل تو ز ما کوتاه باد
گرچه خوی آن عوان هست ای خدا		که همیشه خلق را خواهد بلا
سگ همیشه حمله بر مسکین کند		تا تواند زخم بر مسکین زند
گر خبر آید که شه جرمی نهاد	در وقت	بر مسلمانان شود او زفت و شاد
ور خبر آمد که شه رحمت نمود		از مسلمانان فکند آن را بجود
ماتمی در جان او افتد از آن		صد چنین او پر دهد وارد عوان
این عوان در حق غیری سود شد		لیک اندر حق خود مردود شد
رحم ایمانی ازو ببریده شد		کین شیطانی برو پیچیده شد
هر که را خوی نکو باشد برست	بدست	هر کسی کو شیشه دل باشد شکست

باب شصت و دوم در حسن خلق

من ندیدم در جهان جستجو	هیچ اهلیت به از خوی نکو
ور عدو باشد همین احسان نکوست	که باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود	زانکه احسان کینه را مرهم شود
تو هم از دشمن چو کینه می کشی	ای زبون شش غلط در هر ششی

آن عداوت اندر و عکس حقست | کز صفات قهر آنجا مشتقست
وان گنه در تو ز عکس جرم تست | باید آن خواری ز طبع خویش شست
خلق زشتت اندر و رویت نمود | که ترا او صفحهٔ آئینه بود
چونکه قبح خویش دیدی ای حسن | اندر آئینه بر آئینه مزن
در پی خوش باش و باخوش خوش نشین | خو پذیری گل و روغن نه بین
درگذر از فضل و ز جلدی و فن | کار خدمت دارد و خلق حسن
پس بدانکه صورت خوب و نکو | با خصال بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چون بود خلقش نکو در پاش میر
صورت ظاهر فنا گردد بدان | عالم معنی بماند جاودان
چند بازی عشق با نقش سبو | بگذر از نقش سبو و آب جو
صورتش دیدی ز معنی غافلی | از صدف دررا گزین گر عاقلی
بارها از خوی بد خسته شدی | حس نداری سخت بیحس آمدی
خار بن دان هر یکی خوی بدت | بارها در پای خار آخر زدت
تو به گلبن وصل کن این خار را | وصل کن با نار نور یار را
تا که نور او کشد نار ترا | وصل او گلشن کند خار ترا

باب شصت و سوم در سخا

لب به بند و کف پر از زر بر کشا | بخل تن بگذار پیش آور سخا

ترکِ شهوتها و لذتها سخاست
هر که در شهوت فروشد برنخاست

این سخا شاخیست از سروِ بهشت
وای او کز کف چنین شاخی بهشت

می برد شاخِ سخا ای خوب کیش
مر ترا بالا کشان تا اصلِ خویش

آن فتوت بخششِ بی علتست
پاکبازی خارجِ هر ملتست

گفت پیغمبر که دایم بهرِ پند
دو فرشته خوش منادی میکنند

کای خدایا منفقان را سیر دار
هر درمشان را عوض ده صد هزار

کای خدایا ممسکان را در جهان
تو مده الا زیان اندر زیان

گر نماند از جود در دستِ تو مال
کی کند فضلِ الهت پایمال

هر که کارد[51] گردد انبارش تهی
لیکنش اندر مزارع باشد بهی

وانکه در انبار ماند و صرفه کرد
شپش و موشِ حوادث پاک خورد

غُلِ بخل از دست و گردن دور کن
بختِ نو دریاب از چرخِ کهن

باب شصت و چهارم در ادب

از ادب پرنور گشتست این فلک
از ادب معصوم و پاک آمد ملک

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
بی ادب محروم گشت از لطفِ رب

بی ادب تنها نه خود را داشت بد
بلکه آتش در همه آفاق زد

مائده از آسمان در میرسید
بی شری و بیع و بی گفت و شنید

درمیانِ قوم موسی[52] چند کس
بی ادب گفتند کو سیر و عدس

۵۱ قوله هر که کارد ... تشبیهست بحال صرف کننده مال در راه خدا که کشتکار غله خود را در زمین می اندازد و انبار غله اش تهی میگردد و هرگاه زراعت تیار شد آن وقت صد حصه از اصل غله زاید بر او حاصل می شود و کسیکه بخوف کمی در غله انبار بخل کرد از نفس آن مال و ... تمتع ... تلف گردد ... تشبیهست ... ۱۲

۵۲ قوله درمیان قوم موسی اشاره است بقصه قوم موسی علیه السلام که برایشان طعام آسمانی نازل میشد و ایشان قناعت نکردند و درخواست سیر و عدس و غیره کردند ۱۲

منقطع شد نان و خوان از آسمان ... ماند رنج زرع و بیل و داس مان

زان گدارویان نادیده ز آز ... آن در رحمت بر ایشان شد فراز

هرچه آید بر تو از ظلمات و غم ... آن ز بی باکی و گستاخیست هم

این همه غمها که اندر سینهاست ... از بخار و گرد و باد و بود ماست

بد ز گستاخی کسوف آفتاب ... شد عزازیلی ز جرات رد باب

هرکه بیباکی کند در راه دوست ... رهزن مردان شد و نامرد اوست

هین مدو گستاخ در دشت بلا ... هین مرو کورانه اندر کربلا

آن گروهی کز ادب بگریختند ... آب مردی و آب مردان ریختند

ای تواضع برده پیش ابلهان ... ای تکبر کرده تو پیش شهان

گرچه شه با تو نشیند بر زمین ... خویش را بشناس و نیکوتر نشین

آن تکبر بر خسان خوبست و چست ... هین مرو معکوس عکسش بند تست

ما کسیم اندر جهان پیچ پیچ ... چون الف او خود ندارد هیچ هیچ

هیچ دیگر بر چنین هیچی منه ... نام دولت بر چنین هیچی منه

بشنو این پند از حکیم غزنوی ... تا بیابی در تن کهنه نوی

ناز را رویی بباید همچو ورد ... چون نداری گرد بدخویی مگرد

زشت باشد روی نازیبا و ناز ... سخت باشد چشم نابینا و باز

پیش یوسف نازش و خوبی مکن ... جز نیاز و آه یعقوبی مکن

معنی مردن ز طوطی بُد نیاز / در نیاز و فقر خود را مرده ساز

تا دم عیسی ترا زنده کند / همچو خویشت خوب و فرخنده کند

از بهاران کی شود سرسبز سنگ / خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالها تو سنگ بودی دلخراش / آزمون را یک زمانی خاک باش

دل نگهدارید ای بی‌حاصلان / در حضور حضرت صاحبدلان

پیش اهل دل ادب بر باطنست / زانکه دلشان بر سرائر فاطنست

همچنان که گفت آن یار رسول / چون نبی برخواندی بر ما این فصول

آن رسول مجتبی وقت نثار / خواستی از ما حضور و صد وقار

آنچنان که بر سرت مرغی بود / کز فواتش جان تو لرزان شود

تو نیاری هیچ جنبیدن ز جا / تا نگیرد مرغ خوب تو هوا

دم نیاری زد ببندی سرفه را / تا نیاید که بپرد آن هما

ور کست شیرین بگوید یا ترش / بر لب انگشتی نهی یعنی خمش

حیرت آن مرغ خاموشت کند / بر نهد سر دیگ و در جوشت کند

جز خضوع و بندگی و اضطرار / اندر آن حضرت ندارد اعتبار

پیش بینایان کنی ترک ادب / نار دوزخ را از آن گشتی حطب

حق چو سیما را معرّف خوانده است / چشم عارف سوی سیما مانده است

گفت سیماهم وجوههم کردگار / که بود غماز باران سبزه زار

باب شصت و پنجم در کبر و عجب

چند حرفِ طمطراق و کار و بار | کار و بارِ خود ببین و شرم دار
کبر زشت و از گدایان زشت‌تر | روزِ سرد و برف آنگه جامه تر
چند دعوی و دم و بادِ بروت | ای ترا خانه چو بیتُ العنکبوت
خلق را طاق و طرم عاریتیست | امر را طاق و طرم ماهیتیست
از پیِ طاق و طرم خواری کشند | بر امیدِ عز در خواری خوش‌اند
بر امیدِ عز ده روزِ خدوک | گردنِ خود کرده اندازغم چو دوک
ابتدای کبر و کین از شهوتست | راسخیِ شهوتت از عادتست
چون ز عادت گشت محکم خوی بد | خشمش آید بر کسی کت واکشد
بت پرستان چونکه خو بابت کنند | مانعانِ راهِ بت را دشمن‌اند
چون خلافِ خوی تو گوید کسی | کینها خیزد ترا با او بسی
که مرا از خویِ من بر می‌کند | خویش را بر من مهر و سرور میکند
تو بدان فخر آوری کز ترس و بند | چاپلوست کرد مردم روزِ چند
هر که را مردم سجودی می‌کنند | زهر اندر جانِ او می‌آکنند
آن تکبر زهرِ قاتل دان که هست | از میِ پر زهر شد آن گیج مست
چون میِ پر زهر نوشد مدبری | از طرب یکدم بجنباند سری
بعد یکدم زهر بر جانش فتد | زهر در جانش کند داد و ستد

ای خنک آنرا که ذلت نفسه (ذلیل کرد نفس خود را ۱۲) / وای آن کز سرکشی شد خوی او

نردبان خلق این ما و منیست / عاقبت زین نردبان افتادنیست

هر که بالاتر رود ابله‌ترست / کاستخوان او بتر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود / که ترفع شرکت یزدان بود

حد خود بشناس و ور بالا مپر / تا نیفتی در نشیب شور و شر

مؤمنان آئینهٔ همدیگرند / این خبر را از پیمبر آورند

ای بدیده عکس بد در روی عم / بد نه عمست آن توئی از خود مرم

خانه روزن ساختی شیشه کبود / نور خورشیدی کبودت می‌نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش / خویش را گو بد مگو کس را تو بیش

ای خنک جانی که عیب خویش دید / هر که عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتی خود بشناختی / همچو برف از درد و غم بگداختی

زلت آدم ز اشکم بود و باه / وان ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد / وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیش نور مستقر / کر و فر افتخار بوالبشر

گوشت پاره آلت گویای او / پیه پاره منظر بینای او

مسمع او آن دو پاره استخوان (ای زبان ۱۲) / مدرکش دو قطره خون (ای چشم ۱۲) یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار / ای ایاز آن پوستین را یاد دار

کرمکی و از قدر آگنده / طمطراقی در جهان افگنده

باد را بشکن که بس فتنه ست / پشه از آن کت بشکند او همچو عاد

عاد را آن باد ز استکبار برد / یار خود پنداشتند اغیار بود

کبر زان جوید همیشه جاه و مال / که ز سرگینست گلخن را کمال

مال چون مارست و آن جاه اژدها / سایهٔ مردان زمرّد این دو را

زان زمرّد مار را دیده جهد / کور گردد مار و ره رو وا رهد

خواجه باز آ از منی و از سری / سروری جو کم طلب کن سروری

باب شصت و ششم در آفت ریاست

آنچه منصب میکند با جاهلان / از فضیحت کی کند صد ارسلان

حرص بد یکتاست این پنجاه تا / حرص و شهوت مار و منصب اژدها

حرص بد از شهوت حلقست و فرج / در ریاست بیست چندانش درج

حرص خلق و فرج هم از بد رگیست / لیک منصب نیست آن شکستگیست

بیخ و شاخ این ریاست را اگر / باز گویم دفتری باید دگر

مال و منصب ناکسی آرد بدست / طالب رسوائی خویش او شدست

یا کند بخل و عطاها کم دهد / یا سخا آرد بنا موضع نهد

حکم چون در دست گمراهی فتاد / جاه پندارید و در چاه اوفتاد

احمقان سرور شدستند و زبیم / عاقلان سرها کشیده در گلیم

قدر بالتحریک پلیدی ۱۲ — شوکت ۱۲ — باعث هلاک مار باشد ۱۲

۱۶۵

۵۳ قوله احمقان یعنی کسانیکه درین دار دنیا بمدار سروری و حکومت حاصل کردند در حقیقت احمق اند که از روز حساب نترسند و کسانیکه ترک هوا و هوس دنیوی نموده خاموش و گوشه نشین گردیدند عاقل اند که از محاسبهٔ روز جزا نجات یافتند ۱۲

آنخداوندی که نبود راستین   مردرانی دست دان نی آستین

آنخداوندیکه در دیده بود   بیدل و بیجان و بی دیده بود

آنخداوندی که دادندت عوام   بازبستانند از تو همچو وام

ده خداوندی تو عاریت بحق   تاخداوندیت بخشد متفق

بهتر می نفطلست و آتش ای غوی   ای برادر چون برآذر میروی

هرچه او هموار باشد بازمین   تیرها را کی هدف گردد ببین

هرکجا خواهد خدا اوزخ کند   اوج را بر مرغ و دام فخ کند

هم ز دندانت برارد دردها   تا بگوئی دوزخست و اژدها

یا کند آب دهانت را عسل   که بگوئی این بهشتست و حلل

از بن دندان بروید شکر   تا بدانی قدرت حکم قدر

پس بدندان بیگناهان را مگز   فکر کن از ضربت نامحترز

شیطنت گردن کشی بد در لغت   مستحق لعنت آمد این صفت

صد خورنده گنجد اندر گرد خوان   دو ریاست می نگنجد در جهان

آن شنیدستی که الملک عقیم   قطع خویشی کرد ملکت جو ز بیم

که عقیمست و ورا فرزند نیست   همچو آتش با کسش پیوند نیست

هرچه یابد او بسوزد بر درد   چون نیابد هیچ خود را میخورد

هیچ شو وا ره تو از دندان او   رحم کم جو از دل سندان او

چونکه گشتی هیچ از سندان بترس	هر صباح از فقر مطلق گیر درس
هست الوهیت ردای ذو الجلال	هرکه در پوشد برو گردد وبال
منصبی کانم ز رویت محجبست	عین معزولیست نامش منصبست
تاج ازان اوست وزان ما کمر	وای او کز حد خود دارد گذر
فتنهٔ تست این پر طاوسیت	کاشترا کت باید و قدوسیت
خویش را عریان کن از فضل و فضول	تا کند هر دم ترا رحمت نزول
زیرکی ضد شکستست و نیاز	زیرکی بگذار و با گولی بساز
بیشتر اصحاب جنت ابلهند	تا ز شر فیلسوفی وارهند
بار خود بر کس منه بر خویش نه	سروری را کم طلب درویش به
چونکه کرد ابلیس خو با سروری	دید آدم را بتحقیر از خری
سروری چون شد دماغت را ندیم	هرکه بشکستت شود خصم قدیم
شاه را باید که باشد خوی رب	رحمت او سبق دارد بر غضب

باب شصت و هفتم در رحم و شفقت

سبق رحمت بر غضب هست ای فتی	لطف غالب بود در وصف خدا
بندگان دارند لابد خوی او	مشکها شان پر ز آب جوی او
آن رسول حق قلاووز سلوک	گفت الناس علی دین الملوک
نی غضب غالب بود مانند دیو	بی ضرورت چون کند از بهر ریو

تا کسی محروم گردید چنانکه حال ابلیس علیه اللعنه مصداق آنست و نیز حال حکمای فلاسفه ۱۲

قوله شاه را باید که مراد از خوی رب صفت رحمت ... تخلقوا باخلاق الله است علی العموم و پادشاهان را بتخصیص می باید که ظل الهی گفته می شوند ۱۲

نی حلیمی مخنث وار نیز | که شود زن روسپی زان کنیز
خیر کن با خلق بهر ایزدت | تا بیابی راحت جان خودت
آنکه سرها بشکند او از علو | رحم حق و خلق ناید سوی او
بر بدیهای بدان رحمت کنید | بر منی و خویش بینی لعنت کنید
هین مبادا غیرت آید از کمین | سرنگون افتند در قعر زمین
بر همه کفار ما را رحمت ست | گرچه جان جمله کافر نعمت ست
بر سگانم رحمت و بخشایش ست | که چرا از سنگهاشان بالش ست
آن سگی که می گزد گویم دعا | که ازین خو وارهانش ای خدا
این سگان را هم دران اندیشه دار | که نباشد از خلائق سنگسار
زان بیاورد اولیا را بر زمین | تا کندشان رحمة للعالمین
گفت پیغمبر که رحم آرید بر | حال من کان غنیا فافتقر

عنوان

وَالَّذِی کانَ عَزِیزاً فَاحْتَقَر | اَوْ ضَعِیفاً عالِماً بَیْنَ الْمُضَر
گفت پیغمبر که با این سه گروه | رحم آرید ار ز شهرند ار ز کوه
آنکه او بعد عزیزی خوار شد | وان توانگر هم که بی دینار شد
وان سوم آن عالمی اندر جهان | مبتلا گردد میان جاهلان
زانکه از عزت بخواری آمدن | همچو قطع عضو باشد از بدن
گفت پیغمبر که زن بر عاقلان | غالب آید سخت بر صاحبدلان

باز بر زن جاهلان چیره شوند | زانکه ایشان تند و بس خیره شوند

روند

کم شود زیشان رقت و لطف و وداد | زانکه حیوانیست غالب بر نهاد

مهر و رقت وصفِ انسانی بود | خشم و شهوت وصفِ حیوانی بود

ستر کن تا بر تو ستاری کنند | تا نبینی ایمنی بر کس مخند

آنچه بر تو خواه آن باشد پسند | بر دگر کس آن کن از رنج و گزند

گرچه صرصر بس درختان میکند | با گیاهِ تر وی احسان میکند

دست دا ستت خدا کاری بکن | مکسبی کن یاریِ یاری بکن

زانکه جمله کسب ناید از یکی | هم دروگر هم سقا هم حایکی

هین بانبازیست عالم برقرار | هر کسی کاری گزیند ز افتقار

هر کسی در مکسبی پا مینهد | یاریِ یارانِ دیگر میدهد

هر دروغی که خیال اندیش شد | چون دلیل آری خیالش بیش شد

چون سخن در وی رود علت شود | تیغِ غازی دزد را آلت شود

پس جوابِ او سکوتست و سکون | هست با ابله سخن گفتن جنون

آن خیال و وهمِ بد چون شد پدید | صد هزاران یار را از هم برید

عالمِ وهم و خیال و طمع و بیم | هست رهرو را یکی بندِ عظیم

ظنِ نیکو بر برادرانِ صفا | گرچه آید ظاهر از ایشان جفا

هین ز بد نامان نباید ننگ داشت | گوش بر اسرارشان باید گماشت

خاکساران جهان باشند که بظاهر خوار و ذلیل نمایند پس باید که نظر بر اسرار یعنی باطن ایشان

خود نصیحت و منع کنی خیال او زیاده تر می گردد پس درین صورت سکوت بهتر است غازی کفار را قتل سازد و همین تیغ در دست رهزنان باعث آزار مردم شود پس تیغ مجاهدان باعث ثواب و تیغ رهزنان موجب عذاب باشد همچنین از مردم متوهم

مشفقی گر کرد جور از امتحان | عقل باید کو نباشد بدگمان
بلکه کوه و سنگ و آب و خاک را | هست واگشتی نهانی با خدا
هیچ کافر را بخواری منگرید | که مسلمان مردنش باشد امید
چه خبر داری ز ختم کار او | که بگردانی ازو یکباره رو
در میان بحر اگر بنشسته ام | طمع در آب سبو هم بسته ام
زور را بگذار و زاری را بگیر | رحم سوی زاری آید ای فقیر

عمر

باب شصت و هشتم در تضرع و بکا

چون خدا خواهد که مان یاری کند | میل ما را جانب زاری کند
(ای ما را ۱۲)
داغ دل آور که در میدان درد | اهل دل از داغ بشناسند مرد
(ای سوز و گداز ۱۲)
ای خنک چشمی که آن گریان اوست | وی همایون دل که آن بریان اوست
آخر هر گریه آخر خنده ایست | مرد آخربین مبارک بنده ایست
ای خنک آن کو نکوکاری گرفت | زور را بگذاشت او زاری گرفت
هر کجا آب روان خضرت بود | هر کجا اشک روان رحمت بود
زانکه آدم زان عتاب از اشک رست | اشک تر باشد دم توبه پرست
(یعنی خوردن گندم ۱۲)
بهر گریه آدم آمد بر زمین | تا بود گریان و نالان و حزین
آدم از فردوس و از بالای هفت | پای ماچان از برای عذر رفت
گر ز پشت آدمی وز صلب او | در طلب می باش هم در طلب او

چشم تر

۵۱ قوله مشفقی اگر شفیقی بطور امتحان بر تو ستم نماید اگر عاقل هستی باو بدگمان نشوی که آن شدت خالی از مصلحت نخواهد بود ۱۲
۵۲ قوله در میان بحر یعنی اگر در میان بحر کامل و غیر کامل باشد یعنی از هر دو امید استفاده دارم ۱۲
۵۳ قوله هر کجا یعنی چنانکه آب روان باعث دمیدن سبزه گردد همچنین گریه و زاری باعث رحمت ...

ذ آتش دل و آب دیده نقل ساز | بوستان از ابر و خورشیدست تاز
تو چه دانی ذوق آب دیدگان | عاشق نانی تو چون نادیدگان
گر تو این انبان ز نان خالی کنی | پر ز گوهرهای اجلالی کنی
اشک کان از بهر او بارند خلق | گوهرست و اشک پندارند خلق
نالم آنرا نالها خوش آیدش | از دو عالم ناله و غم بایدش
هر که باشد شاه دردش را دوا | گر چو نی نالد نباشد بینوا
چون تضرع را بر حق قدرهاست | وان بها کانجاست زاری را کجاست
هین امید اکنون میان را چست بند | خیز ای گرینده و دائم بخند
که برابر می کند شاه مجید | اشک را در وزن با خون شهید
اشک می باردهی سوز از طلب | همچو شمع سر بریده نیم شب
تا نگرید کودک حلوا فروش | بحر بخشایش نمی آید بجوش
چون بگرید او بجوشد رحمتم | آن خروشنده بنوشد نعمتم
رحمتم موقوف آن خوش گریهاست | چون گریست از بحر رحمت موج خاست
ز امر حق وابکوا کثیرا خوانده | چون سر بریان چه خندان مانده
گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار | تا بریزد شیر فضل کردگار
ذوق خنده دیده ای خیره خند | ذوق گریه بین که هست آن کان قند
روشنی خانه باشی همچو شمع | گر فرو باری تو همچون شمع دمع

اشک ۱۲

۵۰ قوله گر تو این انبان [illegible] گویا شعر سعدی علیه الرحمة [illegible] اندرون از طعام خالی دار تا درو نور معرفت بینی ۱۲

۵۱ قوله چون تضرع [illegible] و زاری [illegible] عبارت از حالت ابتدائی [illegible] و زاری تعبیر از غایت حالت انتها لهذا چنین فرمود که گریه زاری [illegible] حضرت حق تعالی مقبولست [illegible] ۱۲

۵۳ قوله که برابر میکند در حدیث شریف آمده است که جناب کبریا اشک گریه کنندگان را در روز حساب با خون شهیدان برابر خواهد کرد [illegible] برابرست ۱۲

۵۴ قوله ز امر حق یعنی در قرآن مجید میخوانی که فلیبکوا کثیرا و باید که گریه بسیار کنند ۱۲

چون[۵۱] جهنم گریه آرد یاد آن	پس جهنم خوشتر آید از جنان
خنده‌ها در گریه‌ها آمد کتیم	گنج در ویرانها جو ای سلیم
تو که یوسف[۵۲] نیستی یعقوب باش	همچو او در گریه و آشوب باش
اشک خواهی رحم کن بر اشکبار	رحم خواهی بر ضعیفان رحم آر
پس بدان[۵۳] این اصل را ای اصل جو	هر کرا درد است او بردست گو
هر کجا دردی دوا آنجا رود	هر کجا پستیست آب آنجا رود
هر که او بیدارتر پُر دردتر	هر که او آگاه‌تر رُخ زردتر
ای دریغا اشکِ من دریا بدی	تا نثارِ دلبرِ زیبا بدی
دیدهٔ بر دیگران نوحه‌گری	مدتی بنشین و بر خود میگری
ز ابرِ گریان شاخ سبز و تر شود	زانکه شمع از گریه روشن‌تر شود
گر نباشد برقِ دل و ابرِ دو چشم	کی نشیند آتشِ تهدید و خشم
کی بروید سبزهٔ ذوقِ وصال	کی بجوشد چشمه‌ها ز آبِ زلال
کی گلستان راز گوید با چمن	کی بنفشه عهد بندد با سمن
کی چناری کف گشاید در دعا	کی درختی سر فشاند در هوا
کی شکوفه آستینِ پُر نثار	بر فشاندن گیرد ایامِ بهار
کی فروزد لاله را رُخ همچو خون	کی گُل از کیسه برآرد زر برون
زاری و گریه عجب سرمایه است	رحمتِ کلی قوی‌تر دایه است

تان

۵۱ قوله چون جهنم یعنی یاد عذاب دوزخ باعث گریه و یاد نعیم بهشت موجب خوشی است پس یاد جهنم از یاد بهشت خوش آید گریه کنندگان را ۱۲

۵۲ قوله تو که یوسف مراد از یوسف معشوق و مراد از یعقوب عاشق است یعنی تو که لیاقت معشوق بودن نداری پس باید که عاشق باشی و مثل عاشقان در گریه و زاری بسر کنی ۱۲

۵۳ قوله پس بدان این اصل را ۱۶۶ ... یعنی عشق و سوز و گداز سبب حصول معرفت الهی است حاصل ... ۱۲

گفت او دعوا الله بیزاری مباش	تا بجوشد شیرهای مهرهاش
دعوت زاریست روزی پنج بار	بنده را که در نماز آر و بزار
نعرهٔ موذن که حی علی الفلاح	وان فلاح این زاریست و افتراح
تا نگرید ابر کی خندد چمن	تا نگرید طفل کی جوشد لبن
طفل یکروزه همیداند طریق	که بگریم تا رسد دایهٔ شفیق
تو نمیدانی که دایهٔ دایگان	کم دهد بی گریه شیر او رایگان
گریهٔ ابرست و سوز آفتاب	استن دنیا همین دو رشته تاب
گر نبودی سوز مهر و اشک ابر	کی شدی اجسام ما زفت و سطبر
کی بدی معمور این هر چار فصل	گر نبودی این تف و این گریه اصل
آفتاب عقل را در سوز دار	چشم را چون ابر اشک افروز دار
گریهٔ باصدق بر جانها زنند	تا که چرخ و عرش را گریان کنند

حکایت

زاهدی را گفت یاری در عمل	کم گری تا چشم را ناید خلل
گفت زاهد از دو بیرون نیست حال	چشم بیند یا نه بیند آن جمال
گر ببیند نور حق خود چه غمست	ور نه بیند حق دو دیده کی کمست
ور نخواهد دید حق را گو برو	اینچنین چشم شقی گو کور شو
غم مخور از دیدگان عیسی تراست	چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست

۵۴ قوله گریهٔ ابر ظاهرست کہ نشو و نمای اشیای کائنات از وجود ہمین دو چیز کہ ابر و آفتاب باشد از حکم خالق برحق صورت می بندد ۱۲

۵۵ قوله غم مخور یعنی ہرگاہ چشم تو از کثرت گریہ بخوف ایزدی کور خواہد شد غم کوری مخور کہ حضرت ایزد در حق تو مسیحائی خواہد کرد

باب شصت و نهم در دعا

گر نداری تو دم خوش در دعا / رو دعا میخواه ز اخوان صفا

آرزو میخواه لیک اندازه خواه / بر نتابد کوه را یک برگ کاه

در حدیث آمد که مومن در دعا / چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان / که خدایا دور دارم از فلان

دوزخ از مومن گریزد آنچنان / که گریزد مومن از دوزخ بجان

زانکه گوید دوزخ ای مومن تو زود / برگذر که نور تو نارم ربود

امن آبادست این راه نیاز / ترک نازش گیر و با آن ره بساز

ای اخی دست از دعا کردن بدار / با اجابت با رد اویت چه کار

هر که را دل پاک شد ز اعتزال / آن دعایش میرود تا ذوالجلال

پس بهر حاجت ای محتاج زود / تا بجوشد در کرم دریای جود

آن چنان کن که دهانها مر ترا / در شب و در روزها گوید دعا

کان دعای شیخ نی چون هر دعاست / فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سوال و کد کند / پس دعای خویش را چون رد کند

آن دعای بیخودان خود دیگرست / آن دعا زو نیست گفت داورست

آن دعا حق میکند چون او فناست / آن دعا و آن اجابت از خداست (یعنی از انسان ۱۲)

راه کن در اندرون تنها خویش را / دور کن ادراک عقل اندیش را

کیمیا داری دوای پوست کن — دشمنان را زین صناعت دوست کن

چون شدی زیبا بدان زیبا رسی — کو رهاند روح را از بی‌کسی

واسطه مخلوق نی اندر میان — بیخبر زان لابه کردن جسم و جان

بندگان حق رحیم و بردبار — خوی حق دارند در اصلاح کار

مهربان بی رشوتان یاری‌گران — در مقام سخت و در روز گران

هین بجو این قوم را ای مبتلا — هین غنیمت دارشان پیش از بلا

نی همه ملک جهان دون دهند — صد هزاران ملک گوناگون دهند

داد داد حق شناس و بخشش — عکس آن داد است اندر پنج و شش

گر بود داد خسان افزون ز ریگ — تو بمانی وان بماند مرده ریگ

عکس آخر چند پاید در نظر — اصل بینی پیشه کن ای کج نظر

حق چو بخشش کرد بر اهل نیاز — با عطا بخشیدشان عمری دراز

خود که کوبد این در رحمت نثار — که نیابد در اجابت صد هزار

ای بسا مخلص که نالد در دعا — تا رود دود خلوصش بر سما

تا رود بالای این سقف برین — بوی مجمر از انین المذنبین

پس ملائک با خدا نالند زار — کای مجیب هر دعا وای مستجار

بندهٔ مومن تضرع می‌کند — او نمی‌داند بجز تو مستند

صلها بیگانگان را می‌دهی — از تو دارد آرزو هر مشتهی

۱۷۹ مردم دنیا هر قدر که خواهند داد آخر روزی تو معدوم خواهی شد و بخشیدهٔ ایشان همراه تو نخواهد رفت بخلاف عطیهٔ الهی که در دنیا و آخرت همراه بنده می‌باشد ۱۲

خود که کوبد یعنی کیست که در رحمت الهی را کوفت و از رحمت او محروم ماند ۱۲

صلها بضم اول و کسر نون ... دهنده ۱۲

حق بفرماید نه از خواری اوست | عین تاخیر عطا یاری اوست

حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش مو کشان در کوی من

گر بر آرم حاجتش او وا رود | هم در آن بازیچه مستغرق شود

گرچه مینالد بجان یا مستجار | دل شکسته سینه خسته سوگوار

من برین در دار دارش می کنم | از ره پنهان شکارش می کنم

خوش همی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن و آن راز او

بی مرادی مومنان از نیک و بد | تو یقین میدان که بهر این بود

سائل گو بزار

حکایت

دزدکی از مارگیری مار برد | ز ابلهی آن را غنیمت می شمرد

وارهید آن مارگیر از زخم مار | مار کشت آن دزد خود را زار زار

مارگیرش دید و پس بشناختش | گفت از جان مار من پرداختش

در دعا میخواستی جانم از او | کش بیابم مار بستانم از او

شکر حق را کان دعا مردود شد | من زیان پنداشتم آن سود شد

بس دعاها کان زیانست و هلاک | وز کرم می نشنود یزدان پاک

پنبه اندر گوش حس دون کنید | بند حس از چشم خود بیرون کنید

باب هفتادم در حواس

پنبه آن گوش سر گوش سرست | تا نگردد این کر آن باطن کرست

یعنی گوش سر و چشم ۱۲

بی حس و بی گوش و بی فکرت شوید / تا خطاب ارجعی را بشنوید
سیر بیرونیست قول و فعل ما / سیر باطن هست بالای سما
زان سوی حس عالم توحید دان / گر یکی خواهی بدان جانب بران
حس خشکی دید کز خشکی بزاد / عیسی جان پای در دریا نهاد
چونکه عمر اندر ره خشکی گذشت / گاه کوه و گاه دریا گاه دشت
سیر جسم خشک بر خشکی فتاد / سیر جان پا در دل دریا نهاد
آب حیوان از کجا خواهی تو یافت / موج دریا را کجا خواهی شکافت
حس دنیا نردبان این جهان / حس دینی نردبان آسمان
صحت این حس ز معموری تن / صحت آن حس ز ویرانی بدن
صحت این حس بجویید از طبیب / صحت آن حس بجویید از حبیب
گوش جان و چشم جان جز این حس است / گوش عقل و گوش حس زین مفلس است
شاه جان مر جسم را ویران کند / بعد ویرانیش آبادان کند
ساز و اسرافیل روزی ناله را / جان دهد پوسیده صد ساله را
انبیا را در درون هم نغمهاست / طالبان را زان حیات بی بهاست
نشنود آن نغمها را گوش حس / کز ستمها گوش حس باشد نجس
رو بر سلطان و کار و بار بین / حسن تجری تحتها الانهار بین
اینچنین حسها و ادراکات ما / قطره باشد در ان بحر صفا

برن

۴۹ قوله حس خشکی یعنی حواس ظاهری یابند عالم ظاهر را و عالم معنی و حواس باطنی در [illegible] سیر میکنند [illegible] عالم صورت [illegible]

۵۰ [illegible] یعنی باشند بندگان مقبول ایزدی که بر روی آب بی تکلف میروند چنانکه بر روی زمین ۱۲

۱۸۱

۵۲ قوله شاه جان غرض از ویرانی جسم محنت کشی ریاضت و عبادت است و بی شبهه بعد این ریاضت راحت جاودانی باشد ۱۲

راهِ حس راهِ خرانست ای سوار / ای خرانرا تو مزاحم شرم دار

پنج حسی هست جز این پنج حس / آن چو زرِ سرخ واین حسها چو مس

اندران بازار کاهلِ محشرند / حسِ مس را چون حسِ زر کی خرند

حسِ ابدان قوتِ ظلمت میخورد / حسِ جان از آفتابی میچرد

چشمِ حس راهست مذهب اعتزال / دیدهٔ عقلست سُنّی در وصال

سخرهٔ حس اند اهلِ اعتزال / خویش را سُنّی نمایند از ضلال

هر که در حس ماند او معتزلیست / گرچه گوید سُنّیم از جاهلیست

چون ز حس بیرون نیاید آدمی / باشد از تصویرِ غیبی اعجمی

گر بدیدی حسِ حیوان شاه را / پس بدیدی گاو و خر الله را

گر نبودی حسِ دیگر مر ترا / جز حسِ حیوان ز بیرونِ هوا

پس بنی آدم مکرم کی بدی / کی بحسِ مشترک محرم شدی

خاک زن در دیدهٔ حس بینِ خویش / دیدهٔ حس دشمنِ عقلست و کیش

دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند / بت پرستش گفت و ضدِ ماش خواند

زانکه او کف دید و دریا را ندید / زانکه حالی دید و فردا را ندید

ور دو چشمِ حق شناس آمد ترا / دوست پر بین عرصهٔ هر دو سرا

پس دو چشمِ روشن ای صاحب نظر / مر ترا صد مادرست و صد پدر

خاصه چشمِ دل که آن هفتاد توست / وین دو چشمِ حس خوشه چینِ اوست

دیدهٔ حسی زبون آفتاب	دیدهٔ ربانی جوئی و بیاب
تا زبون گردد به پیش آن نظر	شعشعات آفتاب با شرر
کان نظر نوری و این ناری بود	نار پیش نور بس تاری بود
چشم ظاهر ضابطه حلیه بشر	چشم سر حیران ما زاغ البصر
دیدهٔ تن دائما تن بین بود	دیدهٔ جان جان پر فن بین بود
در گداز این جمله تن را در بصر	در نظر رو در نظر رو در نظر
یک نظر دو گز همی بیند ز راه	یک نظر دو کون دید و روی شاه
در میان این دو فرق بیشمار	سرمه جو والله اعلم بالسرار

باب هفتاد و یکم در مذمت بدن

چون زره دان این تن پر حیف را	نی شتا را شاید و نی صیف را
قیمتش کاهی نه و حرصش چو کوه	جسته بیهوده وجوه از هر گروه
بت شکستن گیر ابراهیم وار	کو بت تن را فدا کرده بنار
گرز بر خود زن منی را در شکن	زانکه پنبه گوش آمد چشم تن
تن چو شد بیمار داروجوت کرد	ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
هر که شیرین میزید او تلخ مرد	هر که او تن را پرستد جان نبرد
گوسفندان را ز صحرا میکشند	آنکه فربه تر مر او را میکشند
چشم آخر بین تواند دید راست	چشم آخر بین غرورست و خطاست

قدر و قیمت بدن مانند کاه نیست و حرص و هوس مثل کوه دارد و با این همه طالب و سائل هر قسم لذات بوده است ۱۲

روز مرگ این حس تو باطل شود / نور جان داری که یار دل شود

در لحد این چشم را خاک آگند / هست آنچه گور را روشن کند

آن زمان که دست و پایت بر درد / پر و بالت هست تا جان بر پرد

آن زمان که جان حیوانی نماند / جان باقی بایدت بر جان فشاند

چونکه گشته گردد این جسم گران / زنده گردد هستی اسرار دان

این جهان تن غلط انداز شد / جز مر آنرا کو ز شهوت باز شد

آن تنی را که بود در جان خلل / خوش نگردد گر بگیری در عسل

این کسی داند که روزی زنده بود / از کف این جان جان جامی ربود

این تن کژ فکرت معکوس رو / صد هزار آزاد را کرده گرو

زین بدن اندر عذابی ای پسر / مرغ روحت بسته با جنس دگر

جان گشاید سوی بالا بالها / در زده تن در زمین چنگالها

سرگرانی و کسل خود از تن ست / جان ز خفت جمله در پریدنست

گنده تن را ز پای جان بکن / تا کند جولان بگرد آن چمن

سجده نتوان کرد بر آب حیات / تا نیابی زین تن خاکی نجات

چون بمردم از حیات بو البشر / حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

پند من بشنو که تن بند قویست / کهنه بیرون کن گرت میل نویست

باز کن بیگار غم را بر تنت / بر دل و جان کم نه آن جان کندنت

در زمین مردمان خانه مکن / کار خود کن کار بیگانه مکن

کیست بیگانه تن خاکی تو / کز برای اوست غمناکی تو

لامکان مسکن بود هر جا تتن / نزد عارف این بود حب الوطن

این بدن خرگاه آمد روح را / یا مثال کشتی مر نوح را

تن قفس شکلست تن شد خار جان / در فریب داخلان و خارجان

اینش گوید من شوم همراز تو / وانش گوید من نیم انباز تو

اینش گوید نیست چون تو در وجود / در جمال و فضل و در احسان وجود

آنش گوید هر دو عالم آن تست / جمله جانهامان طفیل جان تست

او چو بیند خلق را سرمست خویش / از تکبر میرود از دست خویش

گشت آن مشکک گدای زنده دلق / از سجود و از تحیرهای خلق

او نداند که هزاران را چو او / دیو افگندست اندر آب جو

لطف سالوس جهان خوش لقمه است / کمترش خور کان پر آتش لقمه است

آتشش پنهان و ذوقش آشکار / دود او ظاهر شود پایان کار

هر که داد او حسن خود را در مزاد / صد قضای بد سوی او رو نهاد

چشمها و خشمها و رشکها / بر سرش ریزد چو آب از مشکها

دشمنان او را ز غیرت میدرند / دوستان هم روزگارش میبرند

در پناه لطف حق باید گریخت / کو هزاران لطف بر ارواح ریخت

اشتر آمد این وجود خارخوار / مصطفی زادی برین اشتر سوار

اشترا تنگ گلی بر پشت تست / کز نسیمش در تو صد گلزار رست

میل تو سوی مغیلانست و ریگ / تا چه گل چینی ز خار مرده ریگ

تا تو تن را چرب و شیرین میدهی / جوهر جان را نبینی فربهی

این شراب و این کباب و این شکر / خاک رنگین است و نقشین ای پسر

قوت اصلی را فرامش کرده / روح را اندر مرض آورده

قوت اصلی بشر نور خداست / قوت حیوانی مر او را ناسزاست

گر جهان باغی پر از نعمت شود / قسم موش و مار هم خاکی بود

قسم شان خاکست گر دی گر بهار / میر کونی خاک چون نوشی چو مار

گل مخور گل را مخور گل را مجو / زانکه گل خوارست دایم زردرو

این دهان خود خاک خواری آمدست / لیک خاکی را که آن رنگین شدست

چونکه نخوردی و شد آنها لحم و پوست / رنگ لحمش داد و این هم خاک کو

هم ز خاکی بخته بر گل سبز شد / جمله را هم باز خاکی میکنند

هندی و قبچاق و رومی و حبش / جمله یکرنگ اند اندر گور خوش

تا بدانی کان همه رنگ و نگار / جمله روپوشست و مکر و مستعار

رنگ باقی صبغة الله ست و بس / غیر این بربسته دان همچون جرس

ای بدیده لوتهای چرب خیز / فضلهٔ آن را ببین در آب ریز

مر خبیث را مگو که آن خوبیت کو — بر طبق آن ذوق و آن نغزیت کو

گوید آن دانه بد و من دام آن — چون شدی تو صید دانه شد نهان

(ای فضله ۱۲)

گر میان مشک تن را جا شود — روز مردن گند او پیدا شود

آن منافق[۵۰] مشک بر تن می نهد — روح را در قعر گلخن می نهد

مشک را بر تن مزن بر دل بمال — مشک چه بود نام پاک ذوالجلال

باب هفتاد و دوم در مذمت نفس

مادر بتها بت[۵۱] نفس شماست — زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست

بت سیاه آبست در کوزه نهان — نفس مر آب سیه را چشمه دان

آن بت منحوت چون سیل سیاه — نفس بتگر چشمه بر شاهراه

بت شکستن سهل باشد نیک سهل — سهل دیدن نفس را جهلست جهل

صورت[۵۲] نفس ار بجوئی ای پسر — قصهٔ دوزخ بخوان با هفت در

هر نفس مکری و در هر مکر آن — غرقه صد فرعون با فرعونیان

صد زبان[۵۳] و هر زبانش صد لغت — زرق و دستانش نیاید در صفت

(مکر ۱۲) (فریب ۱۲)

در خدای موسی عمران گریز — آب ایمان را ز فرعونی مریز

آهن نفس[۵۵] و هوا بر هم مزن — کین دو میزایند همچو مرد و زن

بسکه خود را کرده بندهٔ هوا — کرمکی را کرده تو اژدها

ای تو شیری در تگ این چاه زرد — نفس چون خرگوش خونت میخورد

---

۵۰ قوله آن منافق یعنی ریاکار که بیرون تن خود را آرایش میدهد و روح خود را در دوزخ می اندازد

۵۱ قوله مادر بتها الخ حاصل آنکه نفس انسان دشمن تر از بتها است ۱۲

۵۲ قوله صورت نفس الخ یعنی اگر صورت نفس حقیقت بنگری به چشم حقیقت نفس اماره بمنزلهٔ دوزخ است [illegible] نفس ۱۸۷ وَلَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ارشاد فرموده است ۱۲

۵۳ قوله صد زبان یعنی مکر و کید نفس را پایانی نیست که بحیطهٔ شمار درآید ۱۲

۵۵ قوله آهن نفس یعنی نفس و خواهش نفس را جمع مکن که از اجتماع این هر دو هزارها فساد پیدا می شود ۱۲

شیر را[۱] خرگوش در زندان نشاند / ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند

نفس خرگوشت بصحرا در چرا / تو بقعر این چه چون و چرا

ای که خود را شیر یزدان خوانده / سالها شد با سگی درمانده

آلت اشکار خود جز سگ مدان / کمترک انداز سگ را استخوان

زانکه سگ چون سیر شد سرکش شود / کی سوی صید و شکاری خوش دود

چون کند این سگ برای تو شکار / چون شکار سگ شدستی آشکار

آب تماجیست[۲] آب روی عام / که سگ شیطان ازو یابد طعام

هین سگ این نفس را زنده مخواه / کو عدو جان تست از دیرگاه

آدمی را دشمن پنهان بسیست / آدمی با حذر عاقل کسیست

دشمن ارچه دوستانه گویدت / دام دان گرچه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان / گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آن عجب[۳] نبود که میش از گرگ جست / این عجب که میش دل در گرگ بست

گرگ اگر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی

آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست / مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن که از پیغمبران / این چنین آمد وصیت در جهان

دوزخست این نفس و دوزخ اژدهاست / کو بدریاها نگردد کم و کاست

هفت دریا را درآشامد هنوز / کم نگردد سوزش آن خلق سوز

---

۱ قوله شیر را خرگوش [illegible] که خرگوش از مکر و فریب شیر را در چاه انداخت پس وای بر شیری که از دست خرگوش عاجز آمد و درینجا اشاره دیگر ست عقل و نفس ست ۱۲

۲ قوله آب تماجی [illegible] آب روی عام [illegible] تملق باشد یعنی کلمات چاپلوسی خلایق آب تماجی ست که غذای سگ باشد و ظاهرست که نفس انسان از خوشامد خوشحال می شود [illegible] ۱۲

۳ قوله آن عجب نبود [illegible] مراد از میش عقل و روح و مراد از گرگ نفس و شیطان [illegible] نفرت روح از نفس [illegible] تعجب نیست بلکه موافقت روح با نفس [illegible] البته از تعجبات ۱۲

عالمی را لقمه کرد و درکشید / معده‌اش نعره زنان هل من مزید

چونکه جزو دوزخست این نفس ما / طبع کل دارد همیشه جزوها

هرکه مرد اندر تن او نفس گبر / مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

نفس خود را کش جهانی زنده کن / خواجه را کشتست او را بنده کن

کشتن این کار عقل و هوش نیست / شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست

این قدم حق را بود کو را کشد / غیر حق خود که کمان او کشد

در کمان ننهند الا تیر راست / این کمان را باژگون کژ تیرهاست

راست شو چون تیر و واره از کمان / کز کمان هر راست بجهد بیگمان

چونکه واگشتم ز پیکار برون / روی آوردم به پیکار درون

قد رجعنا من جهاد الاصغریم / با نبی اندر جهاد اکبریم

ای شهان کشتیم ما خصم برون / ماند خصمی زو بتر در اندرون

قوت از حق خواهم و توفیق و لاف / تا بسوزن برکنم این کوه قاف

سهل شیری دان که صفها بشکند / شیر آن باشد که خود را بشکند

گاو نفس خویش را زوتر بکش / تا شود روح خفی زنده بهش

هین بکش او را که بهر آن دنی / هر دمی قصد عزیزی میکنی

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار / کس ترا دشمن نماند در دیار

رحم بر عیسی کن و بر خر مکن / طبع را بر عقل خود سرور مکن

۱۸۹ قوله چونکه مراد از پیکار برون همین جنگ و جدل با اسلحه ظاهریست و عبارت از پیکار درون مجاهده و قتال با نفس است چنانچه در حدیث شریف آمده است که بازگشتیم از جهاد اصغر که محاربت با کفار بسوی جهاد اکبر که مقابله با نفس است ۱۲

سالها خربنده بودی بس بود — زانکه خربنده ز خر واپس بود
ترک عیسی کرده خر پرورده — لاجرم چون خر برون پرده
غیر فهم و جان که در گاو و خرست — آدمی را عقل و جان دیگرست
بیشه آمد وجود آدمی — بر حذر شو زین وجود ار زان دمی
گرد نقش و روزگار او مپیچ — هر چه آن نه کار حق هیچست هیچ
نفس پست آن مادر بد خاصیت — که فساد اوست در هر ناحیت
از وی این دنیای دون بر پست تنگ — از پی او با حق و با خلق جنگ
نفس میخواهد که تا ویران کند — خلق را گمراه و سرگردان کند
نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانکه زن جزویست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر میکنی — هر چه گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزه میفرمایدت — نفس مکارست مکری زایدت
نفس را تسبیح و مصحف در یمین — خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن — خویش با او همسر و همراز مکن
نفس بد عهدست و زانرو کشتنیست — او دنی و قبله گاه او دنیست
نفس اگرچه زیرکست و خورده دان — قبله‌اش دنیاست او را مرده دان
دشمنی داری چنین در سر خویش — مانع عقلست و خصم جان و کیش
نان جو حقا حرامست و فسوس — نفس را در پیش نه نان سبوس

دشمن راه خدا را خوار دار / دزد را منبر منه بر دار دار

دزد را تو دست ببریدن پسند / از بریدن عاجزی دستش ببند

گر نه بندی دست او دست تو بست / گر تو پایش نشکنی پایت شکست

گرگ درنده است نفس بد یقین / چه بهانه می نهی بر هر قرین

پس ترا هر غم که پیش آید ز درد / بر کسی تهمت منه بر خویش گرد

همچو فرعونی که موسی هشته بود / طفلگان خلق را سر می ربود

آن عدو در خانهٔ آن کوردل / با عدو خوش بیگناهان را بذل

چه خرابت میکند نفس لعین / دور می اندازدت سخت این قرین

در خبر بشنو تو این پند نکو / بین جنبیکم لکم اعدا عدو

طمطراق این عدو مشنو گریز / کو چو ابلیس است در لج و ستیز

بر تو او از بهر دنیا و نبرد / آن عذاب سرمدی را سهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند / او ز سحر خویش صد چندان کند

آدمی اندر بلا کشته بدست / نفس کافر نعمتست و گمرهست

تو سلیمان شو که تا دیوان تو / سنگ می برند از پی ایوان تو

تو سلیمان باش بی وسواس و ریو / تا ترا فرمان برد جنی و دیو

خاتم تو این دلست و هوش دار / تا نگردد دیو را خاتم شکار

جان که او دنباله زاغان پرد / زاغ او را سوی گورستان برد

نفس تو که بهانه و پهلوی تو جا دارد ۱۲

هین مرو اندر پی نفس چو زاغ / کو بگورستان برد نی سوی باغ

گر روی رو در پی عنقای دل / سوی قاف و مسجد اقصای دل

در ضلالت هست صد کل را کله / نفس زشتت کفرناک و پرسفه

زین سبب میگویم ای بنده فقیر / سلسله از گردن سگ بر مگیر

گر معلم گشت این سگ هم سگست / باش ذلت نفسه کو بد رگست

جمله قرآن شرح خبث نفسهاست / بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست

ذکر نفس عادیان کالت نیافت / در قتال انبیا مو می‌شکافت

مر بشر را پنجه و ناخن مباد / که نه دین اندیشد آنگه نی سداد

قرن قرن از نفس شوم بی ادب / ناگهان اندر جهان میزد لهب

تو ستوری هم که نفست غالبست / حکم غالب را بود ای خودپرست

خر نخواندست اسپ خواندت ذو الجلال / اسپ تازی را عرب گوید تعال

قل تعالوا قل تعالوا گفت رب / ای ستوران رمیده از ادب

میر آخر بود حق را مصطفی / بهر استوران نفس پر جفا

قل تعالوا قل تعالوا ای غلام / هین که ان الله یدعو الی السلام

قل تعالوا گفته که من حافظم / تا ریاضتتان دهم من رایضم

نفسها را تا مروض کرده‌ام / زین ستوران بس لگدها خورده‌ام

هرکجا باشد ریاضت باره / از لگدهاشش نباشد چاره

لاجرم اغلب بلا بر انبیاست / که ریاضت دادن خامان بلاست

آنچه در فرعون هست اندر تو هست / لیک اژدرهات محبوس چه است

آتشت را هیزم فرعون نیست / زانکه چون فرعون او را عون نیست

حکایت

یک حکایت بشنو از تاریخ گوی / تا بری زین راز سرپوشیده بوی

مارگیری رفت سوی کوهسار / تا بگیرد او بافسونهاش مار

او همی جستی یکی مار شگرف / گرد کوهستان و در ایام برف

اژدهایی مرده دید آنجا عظیم / که دلش از شکل او شد پر ز بیم

مارگیر اندر زمستان شدید / مار میجست اژدهایی مرده دید

مارگیر از بهر حیرانی خلق / مار گیرد اینت نادانی خلق

آدمی کوهست چون مفتون شود / کوه اندر مار حیران چون شود

خویشتن نشناخت مسکین آدمی / از فزونی آمد و شد در کمی

صد هزاران مار که حیران اوست / او چرا حیران شدست و ماردوست

مارگیر آن اژدها را برگرفت / سوی بغداد آمد از بهر شگفت

اژدهایی چون ستون خانه / میکشیدش از پی دانگانه

او همی مرده گمان بردش ولیک / زنده بود و او ندیدش نیک نیک

او ز سرماها و برف افسرده بود / زنده بود و شکل مرده مینمود

۵۲ ... برای تماشای مار مردم مار را میگیرد این سراسر نادانی آنهاست بلکه او در حقیقت خود این پدیده را اختیار کرده است ۱۲

۵۳ قوله آدمی یعنی انسان با جناب کبریا بشرف و عشق او را که هرگونه عنایت فرموده است پس مقام افسوس است که انسان قدر خود را نشناخته از ترقی به تنزل می گراید و خود را ذلیل میگرداند ۱۲

عالم[1] افسرده است و نام او جماد — جامد افسرده بود ای اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان — تا ببینی جنبش جسم جهان

این سخن پایان ندارد مارگیر — میکشید آن مار را با صد زحیر

تا به بغداد آمد آن هنگامه جو — تا نهد هنگامهٔ بر چارسو

بر لب شط مرد هنگامه نهاد — غلغله در شهر بغداد اوفتاد

مارگیری اژدها آورده است — بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام ریش[2] — صید او گشته چو او از ابلهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر — تا که جمع آیند خلقی منتشر

مردم و هنگامه افزون تر شود — کدیه[3] و توزیع[4] نیکوتر شود

جمع آمد صد هزاران ژاژخا — حلقه کرده پشت پا بر پشت پا

مرد را از زن خبر نی ز ازدحام — فتنه درهم چون قیامت خاص و عام

اژدها کز زمهریر افسرده بود — زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهای غلیظ[5] — احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظار اتفاق — تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد — رفت از اعضای او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت — اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار — گشتشان آن یک تحیر صد هزار

---

۱ نزد عالم افسرده یعنی منجمد ... خلق عالم است که در غفلت افتاده اند و ... هر گاه خورشید حشر خواهد تابید ... مثل جماد افسرده که از تابش آفتاب قوت حاصل کرده و افسردگی از او زایل گردید بیدار و هوشیار خواهند شد ۱۲

۲ خام ریش یعنی نادان ...

۳ کدیه ... گدائی ...

۴ توزیع پراگنده ...

۵ غلیظ یعنی مضبوط و پایدار

۱۹۵

با تحیر نعره‌ها انگیختند ... جملگی از جنبشش بگریختند

۵۱ می‌شکست او بند زان بانگ بلند ... هر طرف می‌رفت چاقاچاق تُند

بندها بشکست و بیرون شد ز زیر ... اژدهای زشت غرّان همچو شیر

در هزیمت بس خلائق کشته شد ... وز فتاده کشتگان صد پشته شد

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت ... که چه آوردم من از کهسار و دشت

گرگ را بیدار کرد آن کور میش ... رفت نادان سوی عزرائیلِ خویش

اژدها یک لقمه کرد آن گیج را ... سهل باشد خون خوری حجّاج را

خویش را بر استنی پیچید و بست ... استخوان خورده را در هم شکست (ای ابن حجاج ۱۲)

نفست اژدرهاست او کی مرده است ... از غمِ بی‌آلتی افسرده است

۵۲ گر بیابد آلتِ فرعون او ... که بامرِ او همی گشت آبِ جو

آنگه او بنیادِ فرعونی نهد ... راهِ صد موسی و صد هارون زند

۵۳ کرمک است آن اژدها از دستِ فقر ... پشه گردد ز مال و جاهِ صقر

اژدها را دار در برفِ فراق ... هین مکش او را بخورشیدِ عراق

تا فسرده می‌بود آن اژدهات ... لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات

مات کن او را و ایمن شو ز مات ... رحم کم کن نیست او ز اهلِ صلات

مارِ شهوت را بکش در ابتدا ... ورنه اینک گشت مارت اژدها

کان تفِ خورشیدِ شهوت بر زند ... آن خفاشِ مرده ریگت پر زند

۵۳ قوله کرمک است یعنی اژدهای نفس بسبب بی‌سامانی کرمک است و اگر این پشه را مال و جاه حاصل گردد چون صقر گردد ۱۲

میکشش او را در جهاد و در قتال	مردوار الله یجزیک الوصال

باب هفتاد و سوم در آفت شهوت

آفت این در هوا و شهوتست	ورنه اینجا شربت اندر شربتست
بندهٔ شهوت ندارد او خلاص	جز بفضل ایزد و انعام خاص
عاقبت بینی نشان نور تست	شهوت حالی حقیقت گور تست
زآتش شهوت نسوزد اهل دین	باقیان را برده تا قعر زمین
گردن خر گیر و سوی راه کش	سوی رهبانان و ره دانان خوش
هین مهل خر را و دست از وی مدار	زانکه میل اوست سوی سبزه زار
گر یکی دم تو بغفلت واهلیش	او رود فرسنگها سوی حشیش
نار بیرونی بآبی بفسرد	نار شهوت تا بدوزخ می برد
چه کشد این نار را نور خدا	نور ابراهیم را ساز اوستا
نار شهوت می نیارامد بآب	زانکه دارد طبع دوزخ در عذاب
نار شهوت را چه چاره نور دین	نورکم اطفاء نار الکافرین
تا ز نار نفس چون نمرود تو	وارهد این جسم همچون عود تو
رستم ار چه با سر و سبلت بود	دام پاگیرش یقین شهوت بود
چون براندی شهوت و پریت بریخت	لنگ گشتی وان خیال از تو گریخت
پر نگهدار و چنین شهوت مران	تا پر میلت برد سوی جنان

خلق[٥١] پندارند عشرت میکنند / بر خیالی پر خود بر میکنند

زان عوان مقتضی که شهوتست / دل اسیر حرص و آز و آفتست

وهم[٥٢] این مستور نفست شهوتست / زین سبب پس پس رود آن خود پرست

شهوت[٥٣] او را که دُم آمد ز تن / ای مبدل شهوت عقبیش کن

چون[٥٤] نه بندی شهوتش را از رغیف / سر کند آن شهوت از عقل شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز / گرد بازاری دلش با عشق و سوز

بو الفضولی گفت او را کای فلان / هین چه می جویی بسوی هر دکان

هین چه میگردی تو جویان با چراغ / در میان روز روشن چیست لاغ

گفت میجویم بهر سو آدمی / که بود حی از حیات آن دمی

گفت هست از مرد این بازار پر / مرد مانند آخر ای دانای حر

گفت خواهم مرد بر جاده دو ره / در ره خشم و بهنگام شره

این نه مردانند اینها صورتند / مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوتند

وقت[٥٥] خشم و وقت شهوت مرد کو / طالب مردی دوانم کو بکو

کو درین دو حال مردی در جهان / تا فدای او کنم امروز جان

ترک[٥٦] خشم و شهوت و حرص آوری / هست مردی و رگ پیغمبری

حکایت

٥٥ قوله وقت خشم الخ یعنی وقت شهوت و خشم انسان از انسانیت در میگذرد و مثل چارپایان می شود پس بران مرد اطلاق انسان نباید کرد ازین سبب من طالب مرد هستم ١٢

٥٦ قوله ترک خشم یعنی ترک خشم و شهوت و حرص صفت مردان و عادات انبیا علیهم الصلوة والسلام

گفت استا احولی را کاندر آ — رو برون آر از وثاق آن شیشه را

گفت احول زان دو شیشه من کدام — پیش تو آرم بکن شرحی تمام

گفت استاد آن دو شیشه نیست رو — احولی بگذار و افزون بین مشو

گفت ای استا مرا طعنه مزن — گفت استا زان دو یک را در شکن

چون یکی بشکست هر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان خشم

۵۱ خشم و شهوت مرد را احول کند — ز استقامت روح را مبدل کند

چون غرض آمد هنر پوشیده شد — صد حجاب از دل بسوی دیده شد

چون دهد قاضی بدل رشوت قرار — کی شناسد ظالم از مظلوم زار

عقل ضد شهوتست ای پهلوان — آنکه شهوت می‌تند عقلش مخوان

باب هفتاد و چهارم در عقل

۵۲ عقل را قربان کن اندر عشق دوست — عقلها باری ازان سویست کوست

ای برده عقل هدیه تا اله — عقل آنجا کمترست از خاک راه

عقل چون سایه بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب

عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید

عقل کامل را قرین کن با خرد — تا که باز آید خرد از خوی بد

۵۳ وای آنکه عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود

لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوی خسران نباشد نقل او

۵۱ قوله خشم و شهوت یعنی غلبهٔ غضب و شهوت آدمی را از جادهٔ آدمیت دور اندازد و روح را از صراط مستقیم منحرف گرداند ۱۲

۵۲ قوله عقل را یعنی عقل را بعشق الهی قربان باید کرد

۱۹۸

زیرا که عقل [illegible] رسیده است از آنجناب [illegible] باری تعالی [illegible] است پس عقل [illegible] مناسب [illegible] نیست [illegible] عشق بالا [illegible] ۱۲

۵۳ قوله وای آنکه [illegible] افسوس بر حال کسی [illegible] نفس بد او بر عقل غالب باشد ۱۲

ای خنک آنکس که عقلش نر بود
نفس زشتش ماده و مضطر بود

بس نگفت آن رسولِ خوش نواز
ذرهٔ عقلت به از صوم و نماز

زانکه عقلت جوهرست این دو عرض
این دو در تکمیلِ آن شد معترض

گر کم عقلی مبادا اکبر را
شومیش بی آب دارد ابر را

گفت پیغمبر که احمق هر که هست
او عدوِ ما و غولِ رهزنست

هر که او عاقل بود او جانِ ماست
روح او و ریحِ او ریحانِ ماست

عقل دشنامم دهد من راضیم
زانکه فیضی دارد از فیاضیم

نبود آن دشنام او بیفائده
نبود آن مهمانیش بی مائده

احمق ار حلوا نهد اندر لبم
من ازان حلوای او اندر تبم

زاحمقان بگریز چون عیسی گریخت
صحبتِ احمق بسی خونها که ریخت

گفت رنجِ احمقی قهر خداست
رنجِ کوری نیست قهر آن ابتلاست

ابتلا رنجیست کو رحم آورد
احمقی رنجیست کو زخم آورد

آن گریزِ عیسی نی از بیم بود
آمنست او آن پیِ تعلیم بود

جهد کن تا پیرِ عقل و دین شوی
تا چو عقلِ کل تو باطن بین شوی

ای بسی ریشِ سیاه و مرد پیر
بستان
ای بسی ریشِ سفید و دل چو قیر

شیخ که بود پیر یعنی موسفید
معنیِ این مو بدان ای بی امید

هست آن موی سیه هستیِ او
تا ز هستیش نماند تا یه مو

۱۹۹ احمق انسان در زحمت می افتد ۱۲

قوله ای بسی یعنی بسیار جوانان باشند که حالات پیرانه داشته باشند یعنی صالح و نیکوکار و بسیار پیران باشند که از افعال بد باز نمی آیند ۱۲

چونکه هستیش نماند پیر اوست — گر سیه مو باشد او یا خود دو موست
هست آن موی سیه وصف بشر — نی سفیدی موی اندر ریش و سر
کم نشین بر اسپ توسن بدلگام — عقل و دل را پیشوا کن والسلام
از بلیس او پیرتر خود کی بود — چونکه عقلش نیست او لاشی بود
عقل و دلها بیگمانی عرشیند — در حجاب از نور عرشی میزیند
تا چه عالمهاست در سودای عقل — تا چه با پهناست این دریای عقل
عقل از جان گشت با ادراک و فر — روح او را کی شود زیر نظر
بیکه جان در عقل تاثیری کند — زان اثر آن عقل تدبیری کند
عقل جزوی را وزیر خود مگیر — عقل کل را ساز ای سلطان وزیر
عقل جزوی عقل را بدنام کرد — کام دنیا مرد را بیکام کرد
عقل کل را گفت ما زاغ البصر — عقل جزوی میکند هر سو نظر
عقل مازاغست نور خاصگان — عقل زاغ استاد گور مردگان
زین قدم زین عقل رو بیزار شو — چشم غیبی جو و برخوردار شو
غیر آن عقل تو حق را عقلهاست — که بدان تدبیر اسباب شماست
که بدین عقل آوری ارزاق را — زان دگر مفرش کنی اطباق را
آفت مرغست چشم کام بین — مخلص مرغست عقل دام بین
چونکه عقل تو عقیله مردمست — آن نه عقلست آن چو مار و کژدمست
ماجرای مرد و زن افتاد نقل — آن مثال نفس خود میدان و عقل

این زن و مردی که نفس است و خرد — نیک بایستست بهر نیک و بد
وین دو بایسته درین خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
زن همی‌خواهد حوائج خانگاه — یعنی آب رو و نان و خوان و جاه
نفس همچون زن پی چاره گری — گاه خاکی گاه جوید سروری
عقل خود زین فکرها آگاه نیست — در دماغش جز غم الله نیست
عقل باید نور ده چون آفتاب — ۵۱ تا زند تیغی که نبود جز صواب
ورنه عقلت نیست با عقل دگر — یار باش و مشورت کن ای پسر
عقل خود با عقل یاری یار کن — ۵۲ امرهم شوری بخوان و کار کن
با دو عقل از بس بلاها وارهی — پای خود بر اوج گردونها نهی
۵۳ زین سر از حیرت گر این عقلت رود — هر سر مویت سر و عقلی بود
عقل ایمانی چو شحنه عادلست — پاسبان و حاکم شهر دلست
عقل او باشد که او با مشعله‌ست — او دلیل و پیشوای قافله‌ست
این تفاوت عقلها را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان
هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از ذرهٔ شهاب
هست عقلی چون چراغ سرخوشی — هست عقلی چون ستارهٔ آتشی
۵۴ هست پنهانی شقاوت عقل را — کی بیابد سبزهٔ بی نقل را
گلشنی کز نفس روید یک دمست — گلشنی کز عقل روید خرم است

۵۳ قوله زین سر اگر از سر تو عقل جزوی زایل شود همه تن سر و عقل کامل شوی ۱۲

۵۴ قوله هست پنهانی یعنی عقل ناقص که در وی شقاوت پنهانی مضمرست کجا منزل بی نقل را که عبارت از عالم باقی است خواهد یافت ۱۲

گلشنی کز گل دمد گردد تباه — گلشنی کز دل دمد وافرحتا

صیقل عقلت بدان دادست حق — که بدو روشن کنی دل را ورق

باب هفتاد و پنجم در قلب

هر کسی ز اندازهٔ روشندلی — غیب را بیند بقدر صیقلی

هر که صیقل بیش کرد او بیش دید — بیشتر آید برو صورت پدید

پس چو آهن گرچه تیره هیکلی — صیقلی کن صیقلی کن صیقلی

صیقلی کن یکدو روزه سینه را — دفتر خود ساز آن آیینه را

تا دلت آیینه گردد پر صور — اندرو هر سو ملیحی سیمبر

آینهٔ دل چون کنی صافی و پاک — نقشها بینی برون از آب و خاک

هم ببینی نقش و هم نقاش را — فرش دولت را و هم فراش را

آهن ارچه تیره و بی نور بود — صیقلی آن تیرگی از وی ربود

گر تن خاکی غلیظ و تیره است — صیقلش کن زانکه صیقل گیره است

صیقلی دید آهن و خوش کرد رو — تا که صورتها توان دیدن درو

تا درو اشکال غیبی رو دهد — عکس حوری و ملک در وی جهد

خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا — از شعاع آفتاب کبریا

تنگ و تاریکست چون جان جهود — بی نوا از ذوق سلطان ودود

گور بهتر از چنین دل مر ترا — آخر از گور دل خود بر تر آ

۵۱ همچو موسی نور کی یابد ز جیب
رو بره دل رو که تو جزو دلی
بندگی او به از سلطانیست
صاحب دل جو اگر بیجان نهٔ
۵۲ موجب ایمان نباشد معجزات
معجزات از بهر قهر دشمنست
۵۳ صاحب دل آینهٔ شش رو بود
آن که زرقِ او خوش آید مر ترا
۵۴ هر کو بیند خوی و بر طبع توزیست
رو هوا بگذار تا بویت شود
از هوا رانی دماغت فاسدست
۵۵ یک سبد پر نان ترا بر فرق سر
در سر خود پیچ هل خیره سری
تا بزانوی میان آب جو
پیش هم آب و بپیش روی اوست آن
۵۶ مستغذی می داری به بحر ای آب گیر
چشمهٔ شیرست در تو بی کنار

سخرهٔ استاد و شاگرد و کتیب
هین نه بنده پادشاه عادلی
که انا خیر دم شیطانیست
جنس دل شو گر تو خود سلطانهٔ
بوی جنسیت کند جذب صفات
بوی جنسیت پی دل بردنست
حق از و در شش جهت ناظر شود
او ولی نیست لی خاص خدا
پیش طبع تو ولیست و نبیست
وان مشام عنبرین بویت شود
مشک و عنبر پیش مغزت کاسدست
تو همی جوئی لب نان در بدر
رو در دل زن چرا بر هر دری
غافل از خود زین و آن تو آب جو
اندر آب و بیخبر ز آب روان
ننگ دار از جستن آب از غدیر
تو چرا ای شیر جوئی از تغار

[illegible] + اندر آب و بیخبر ز آب روان

۵۱ قوله همچو موسی ... [illegible]
۵۲ قوله موجب ایمان ... معجزات [illegible]
۵۳ قوله صاحب دل [illegible]
۵۴ قوله هر کو [illegible]
۵۵ ۲۰۲ ... دل [illegible]
۵۵ نزدیک سبد مضمون این شعر مطابق این شعر است که ... دوست نزدیک تر از من بمن است ۱۲
۵۶ قوله مستغذی داری یعنے ... [illegible] بر وار ۱۲

رو نُعَمِّرْهُ نُنَکِّسْهُ بخوان — دل طلب کن دل منه بر استخوان

کان جمال دل جمال باقیست — دولتش از آب حیوان ساقیست

عرش با آن نور و با پهنای خویش — چون بدید او را برفت از جای خویش

گفت پیغمبر که حق فرموده است — من نگنجم هیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز — من نگنجم این یقین دان ای عزیز

در دل مومن بگنجم ای عجب — گر مرا جویی در آن دلها طلب

در کف حق بهر داد و بهر زین — قلب مومن هست بین الاصبعین

اصبع لطفست و قهری در میان — کلک دل با قبض و بسطی زین بنان

ای قلم بنگر گر اجلالیستی — که میان اصبعین کیستی

دیدهٔ دل هست بین الاصبعین — چون قلم در دست کاتب ای حسین

یوسف وقتی و خورشید سما — زین چه و زندان برآی و رو نما

دل که او بستهٔ غم و خندیدنست — تو مگو که لایق آن دیدنست

گام در صحرای دل باید نهاد — زانکه در صحرای گل نبود گشاد

ایمن آباد است دل ای دوستان — چشمها و گلستان در گلستان

گرد پایهٔ دل همیگرد ای پسر — هان ز پایهٔ حوض تن میکن حذر

دل چو نبود تن چه داند گفتگو — دل نجوید تن چه داند جستجو

ای دل از کین و کراهت پاک شو — وانگهان الحمد خوان چالاک شو

قوله اصبع یعنی در دست قدرت جناب باری لطف و قهر هر دو موجود است و دل انسان در میان انگشت قدرت الهی مثل قلمی دارد ۱۲

قوله [illegible] ۲۰۳

یعنی دلی که از اسباب سرور و [illegible] غمناک [illegible] ۱۲

بر زبان الحمد و اکراه درون / از زبان تلبیس باشد یا فسون

حمد گفتی کو نشان حامدون / نی برونت هست اثر نی اندرون

حمد عارف مر خدا را راست است / که گواه حمد او شد پا و دست

از چه تاریک چشمش بر کشید / وز تگ زندان دنیا بیش خرید

هست دل مانندهٔ خانهٔ کلان / خانهٔ دل را نهان همسایگان

از شکاف روزن و دیوارها / مطلع گردند بر اسرارها

وانکه دل بیدار دارد چشم سر / گر بخسپد بر گشاید صد بصر

طوطیی کاید ز وحی آواز او / پیش از آغاز وجود آغاز او

اندرون تست آن طوطی نهان / عکس او را دیده بر این و آن

میبرد شادیت را تو شاد ازو / می پذیری ظلم را چون داد ازو

دل تو این آلوده را پنداشتی / لاجرم دل ز اهل دل برداشتی

تو همی گوئی مرا دل نیز هست / دل فراز عرش باشد نی به پست

نی دل اندر صد هزاران خاص و عام / در یکی باشد کدام است آن کدام

آن دلی کز آسمانها برتر است / آن دل ابدال یا پیغمبر است

آن دلی آور که قطب عالم است / جان جان جان و جان آدم است

نور نور چشم خود نور دل است / نور چشم از نور دلها حاصل است

باز نور نور دل نور خدا است / کوز نور عقل و حس پاک و جدا است

نور دل را نورِ حق تزیین بود	معنیِ نور علی نور این بود
وانگهان گفته خدا که ننگرم	من بظاهر من بباطن بنگرم
منظرِ حق دل بود در دو سرا	که نظر در شاه آید شاه را
نی نظرگاهِ شعاع آن آهنست	پس نظرگاهِ خدا دل نی تنست
حق همیگوید نظر ما بر دلست	نیست بر صورت که آن آب و گلست
ننگرم در تو دران دل بنگرم	تحفه آور آورای جان بردرم

حکایت

دید موسی یک شبانی را براه	کو همیگفت ای خدا و ای آله
ای خدای من فدایت جانِ من	جمله بزها و خان و مانِ من
گر ببینم خانه ات را بر دوام	روغن و شیرت بیارم صبح و شام
هم پنیر و نانهای روغنین	دیگهای جو غراتِ نازنین
سازم و آرم به پیشت صبح و شام	از من آوردن ز تو خوردن طعام
تو کجائی تا شوم من چاکرت	چارقت دوزم کنم شانه سرت
کفشتا رپاره بود پاره زنم	ور بود در پای خاری را کنم
ور ترا بیماری آید به پیش	من ترا غمخوار باشم همچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت	وقتِ خواب آید بروبم جایکت
ای فدایِ تو همه بزهای من	ای بیاد ت هی هی و هی های من

زین نمط بیهوده میگفت آن شبان … گفت موسی با کیست این ای فلان

گفت با آنکس که ما را آفرید … این زمین و چرخ ازان آمد پدید

گفت موسی های خیره سر شدی … خود مسلمان ناشده کافر شدی

گفت موسیٰ هی مکن تو این سخن … زین همه باشد منزه ذو المنن

این چه ژاژست و چه کفرست و فشار … پنبه اندر دهان خود فشار

گنده کفر تو جهان را گنده کرد … کفر تو دیبای دین را ژنده کرد

چارق و پاتابه لائق مر تراست … آفتابی را چنینها کی سزاست

گر نبندی زین سخن تو حلق را … آتشی آید بسوزد خلق را

دوستی بیخرد خود دشمنیست … حق تعالی زین چنین خدمت غنیست

شیر آن نوشد که در نشو و نماست … چارق آن پوشد که آن محتاج پاست

لم یلد لم یولد او را لائق است … والد و مولود را او خالق است

گفت ای موسی دهانم دوختی … وز پشیمانی تو جانم سوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت … سر نهاد اندر بیابان و برفت

حق تعالی کرد با موسیٰ خطاب … بندهٔ ما را چرا کردی عتاب

وحی آمد سوی موسیٰ از خدا … بندهٔ ما را ز ما کردی جدا

تو برای وصل کردن آمدی … یا برای فصل کردن آمدی

تا توانی پا منه اندر فراق … ابغض الاشیاء عندی الطلاق

هر کسی را سیرتی بنهاده ام هر یکی را اصطلاحی داده ام

هندیان را اصطلاح هند مدح سندیان را اصطلاح سند مدح

در حق او مدح و در حق تو ذم در حق او شهد و در حق تو سم

ما بری از پاک و ناپاکی همه وز گران جانی و چالاکی همه

ما زبان را ننگریم و قال را ما روان را بنگریم و حال را

ناظر قلبیم اگر خاشع بود گرچه گفت لفظ ناخاضع بود

چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز سوز خواهم سوز با آن سوز ساز

موسیا آداب دانان دیگرند سوخته جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطی مگو گر بود پر خون شهید او را مشو

خون شهیدان را ز آب اولیتر است این خطا از صد ثواب اولیتر است

گر زبانت کج بود معنیست راست آن کجی لفظ مقبول خداست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو جامه چاکان را چه فرمائی رفو

چونکه موسی این عتاب از حق شنید در بیابان از پی چوپان دوید

بر نشانهای پای آن سرگشته راند گرد از پره بیابان بر فشاند

عاقبت دریافت او را و بدید گفت مژده ده که دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مجوی هرچه میخواهد دل تنگت بگوی

کفر تو دینست و دینت نور جان ایمنی وز تو جهانی در امان

ای معاف یفعل الله ما یشا	من کنون در خون دل آغشته‌ام	بی محابا رو زبان را برگشا
گفت ای موسی از آن بگذشته‌ام		صد هزاران سال زان بگذشته‌ام
تازیانه بر زدی اسپم بگشت		گنبدی کرد و ز گردون برگذشت
محرم ناسوت ما لاهوت باد		آفرین بر دست و بر بازوت باد
هان و هان گر حمد گویی ور سپاس		همچو نافرجام آن چوپان شناس
حمد تو نسبت بدان گر بهتر است		لیک آن نسبت بحق هم ابتر است
رو دهان خویشتن را پاک کن		روح خود را چابک و چالاک کن

باب هفتاد و ششم در روح

بحث جان اندر مقام دیگر است		باده جان را قوام دیگر است
بحث عقلی گر در و مرجان بود		آن دگر باشد که بحث جان بود
بحث عقل و حس اثر دان یا سبب		بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
آب صافی در گلی پنهان شده		جان صافی بسته ابدان شده
چون بحق بیدار نبود جان ما	۶ خوف زوال ما	هست بیداری چو در بندان ما
جان همه روز از لگدکوب خیال		در زیان و سود و از خوف زوال
نی صفائی ماندش نی لطف و فر		نی بسوی آسمان راه سفر
روح میبرد تا سوی چرخ برین		سوی آب و گل شدی در اسفلین
خویشتن را مسخ کردی زین سفول		زان وجودی که بدان رشک عقول

۲۰۵ قوله در روح

جانِ بی‌معنی درین ره بی‌خلاف ‌‌ ‌ هست همچون تیغِ چوبین در غلاف
تا غلاف اندر بود با قیمتست ‌‌ ‌ چون برون شد سوختن را آلتست
اسپِ همت سوی آخور تاختی ‌‌ ‌ آدمِ مسجود را نشناختی
آخر آدم زاده‌ای ای ناخلف ‌‌ ‌ چند پنداری تو پستی را شرف
صورتِ رفعت بود افلاک را ‌‌ ‌ معنیِ رفعت روانِ پاک را
صورتِ رفعت برای جسمهاست ‌‌ ‌ جسمها را پیشِ معنی اسمهاست
روح همچون صالح و تن ناقه است ‌‌ ‌ روح اندر وصل و تن در فاقه است
روحِ صالح قابلِ آفات نیست ‌‌ ‌ زخم بر ناقه بود بر ذات نیست
ناقهٔ جسمِ ولی را بنده باش ‌‌ ‌ تا شوی با روحِ صالح خواجه تاش
عیسیِ روحِ تو با تو حاضرست ‌‌ ‌ نصرت از وی خواه کو خوش ناصرست
لیک بیگارِ تنِ پر استخوان ‌‌ ‌ بر دلِ عیسی منه تو هر زمان
روحِ خود را متصل کن ای فلان ‌‌ ‌ زود با ارواحِ قدسِ سالکان
روحِ محجوب از بقایش در عذاب ‌‌ ‌ روحِ واصل در بقا پاک از حجاب
آینهٔ آهن برای نقشهاست ‌‌ ‌ آینهٔ سیمای جان سنگین بهاست
آینهٔ جان نیست الا روی یار ‌‌ ‌ روی آن یاری که باشد زان دیار
جانِ اول مظهرِ درگاه شد ‌‌ ‌ جانِ جان خود مظهرِ الله شد
روحهای کز قفصها رسته‌اند ‌‌ ‌ انبیاء رهبرِ شایسته‌اند

مرغ کو اندر قفس زندانیست / می نجوید رستن از نادانیست

مرغ را اندر قفس زان سبزه زار / بی خورش ماندست نی صبر و قرار

سر ز هر سوراخ بیرون میکند / تا بود کین بند از پا برکند

چون دل و جانش چنین بیرون بود / آن قفس را در گشایی چون بود

اهبطوا افکند جان را در بدن / تا بگل پنهان کند دُرِّ عدن

ای که جان را بهر تن میسوختی / سوختی جان را و تن افروختی

ای دریغا ای دریغا ای دریغ / کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ

هر گیاهی را کش بود میلِ عُلا / بر مزید ست و حیات و در نما

چونکه گرداند سر سوی زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین

میل روحت چون سوی بالا بود / در تزاید مرجعت آنجا بود

ور نگون سازی سرت سوی زمین / آفلی حق لا احب الآفلین

فی السماء رزقکم بشنیده / اندرین پستی چه بر چفسیده

هرچه در پستیست آمد از علا / چشم را سوی بلندی نه هلا

سر ندایی که ترا بالا کشید / آن ندا میدان که از بالا رسید

تو بتن حیوان بجانی از ملک / تا روی هم بر زمین هم بر فلک

گر نرفتی تو بجان بر آسمان / کمتر از حیوان شدی این اخوان

جبرئیلی را بر استن بسته / پر و بالش را بصد جا خسته

پیش او گوساله بریان آوری / گر کشی او را بکهدان آوری

که بخور اینست ما را لوت پوت / نیست او را جز لقاء الله قوت

قدر جان زان می ندانی ای فلان / که بدادت حق به بخشش رایگان

زیر و بالا پیش و پس وصف تن است / بی جهتها ذات جان روشن است

گر تو خود را پیش و پس داری گمان / بسته جسمی و محرومی ز جان

قبله جان را چو پنهان کرده اند / هر کسی رو جانبی آورده اند

خود غریبی در جهان چون شمس نیست / شمس جان باقیست کو را امس نیست

شمس در خارج اگرچه هست فرد / می توان هم مثل او تصویر کرد

شمس جان کو خارج آمد از اثیر / نبودش در ذهن و در خارج نظیر

احسن التقویم در والتین بخوان / که گرامی گوهرست ای دوست جان

این گهر از هر دو عالم برترست / هین بجز زین طفل جاهل کو خرست

پیش خر خرمهره و گوهر یکیست / آن اشک را در در و دریا شکیست

احسن التقویم از عرش او فزون / احسن التقویم از فکرت برون

جسم را نبود ز بحر جان بهره / جسم پیش بحر جان چون قطره

حد جسمت یکدو گز خود بیش نیست / جان تو تا آسمان جولان کنیست

تا ببغداد و سمرقند ای همام / روح را اندر تصور نیم گام

دو درم سنگست پیه چشمتان / نور روحش تا عنان آسمان

جان ز ریش و سبلتِ تن عاریست — لیک تن بیجان بود مرداریست

موسیِ جان سینه را سینا کند — طوطیانِ کور را بینا کند

خسروِ شیرینِ جان نوبت زدست — لاجرم در شهر قند ارزان شدست

٥١ یوسفانِ غیب لشکر می کشند — تنگهای قند و مصری میکشند

اشترانِ مصر را رو سویِ ما — بشنوید ای طوطیان بانگِ درا

شهرِ ما فردا پر از شکر شود — شکر ارزانست ارزان تر شود

در شکر غلطید ای حلوائیان — همچو طوطی کوریِ صفرائیان

میکشد حق راستان را تا رشد — قسمِ باطل باطلان را می کشد

معده حلوائی بود حلوا کشد — معده صفرائی بود سرکا کشد

٥٢ هیچ مگذار از تبِ صفرا اثر — تا بیابی از دهان طعمِ شکر

نیشکر کوبید کار اینست و بس — جان برافشانید یار اینست و بس

٥٣ یک ترش در شهرِ ما اکنون نماند — چونکه شیرین خسروان بر ابر نشاند

نقل بر نقلست و می بر می هلا — بر مناره رو و بزن بانگِ صلا

سرکهٔ نُه ساله شیرین می شود — سنگِ مرمر لعل و زرّین می شود

آفتاب اندر فلک دستک زنان — ذره‌ها چون عاشقان بازی کنان

چشمها مخمور شد از سبزه زار — گل شگوفه می کند بر شاخسار

چشمِ دولت سحرِ مطلق می کند — روح شد منصور اناالحق می کند

(میان ستون‌ها: هان — در نسخه‌ای [illegible] — فشاند)

٥١ قوله یوسفان غیب: غرض ازین چهار بیت همین است [illegible] لطافت شود [illegible] جان از غایت لطافت [illegible] بلند و نعمای [illegible] آن شده است [illegible] شود و نیست از خودی [illegible] عشقی با کمال سبب [illegible] سعادت [illegible] مطلب شود و ادای [illegible] که مرغوب [illegible] الفاظ [illegible] فرمودند زیرا که هیچ [illegible] طبیعت [illegible] شیرینی است بالطبع می باشد [illegible] صلی الله علیه وسلم [illegible] ٢١٣ و نموده اند المؤمن حلو و یحب الحلو ١٢

٥٢ قوله هیچ مگذار ظاهر است که برای اهل صفرا شیرینی ضرر میکند لهذا میفرمایند که صفرا را زایل کن تا قابل خوردن شیرینی باشی و مراد از صفرا همان خواهش نفسانی باشد و بس ١٢

٥٣ قوله یک ترش [illegible] استعاره بیان اندک [illegible] فیضان [illegible] بکمال فصاحت و بلاغت میفرمایند ١٢

روح بازست و طبایع زاغها / دارد از زاغان و جغدان داغها

او بماند در میانشان زار زار / همچو بوبکری میان سبزوار

میلِ تن در سبزه و آب روان / زان بود که اصلِ او آمد از آن

میلِ جان اندر حیات و در حیست / زانکه اندر لامکان اصلِ ویست

میلِ جان در حکمتست و در علوم / میلِ تن در باغ و راغست و کروم

میلِ جان اندر ترقّی و شرف / میلِ تن در کسب اسباب و علف

میلِ عشقِ آن شرف هم سوی جان / زین یحبّ را یحبّون را بدان

چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق / چون بود جانِ غریب اندر فراق

گوید ای اجزای پستی فرشیم / غربت من سخت‌تر من عرشیم

جهد کن تا جان مخلّد گرددت / تا بروز مرگ برگی باشدت

باب هفتاد و هفتم در موتِ فجاءه

مرگِ هر یک ای پسر همرنگِ اوست / پیشِ دشمن دشمن و بر دوست دوست

ای که می‌ترسی ز مرگ اندر فرار / آن ز خود ترسانی ای جان هوش دار

خلق در بازار یکسان میروند / آن یکی در ذوق و دیگر دردمند

همچنین در مرگ یکسان میرویم / نیم در خسران و نیمی خسرویم

عاقبت آید صباحی خشم‌وار / چند باشد مهلت آخر شرم دار

عذر خود از شه بخواه ای پرحسد / پیش از آن که بر تو آن روزی رسد

هین بده ای زاغ این جان باز باش | پیش تبدیل خدا جانباز باش
کشتن و مردن که بر نقش تن است | چون انار و سیب را بشکستن است
آنچه شیرین است او شد ناردانگ | وانکه پوسیده است نبود غیر بانگ
آنچه با معنیست خود پیدا شود | آنچه پوسیده است او رسوا شود
گوید اندر نزع از جان آه مرگ | این زمان کردت ز خود آگاه مرگ
در دقایق خویش را درباختی | رمز مردن این زمان دریافتی
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان | زانکه بد مرگیست این خواب گران
در دها از مرگ می آید رسول | از رسولش رو مگردان ای فضول
مرگ کین جمله ازو در وحشتند | می کنند این قوم بروی ریشخند

باب هفتاد و هشتم در موت ابرار و احرار

از برون آواز شان آید ز دین | که رهستن ترا اینست این
ما بدین رستیم زین تنگین قفس | جز که این ره نیست چاره زین قفس
ظاهرش مرگ و بباطن زندگی | ظاهرش ابتر نهان پایندگی
تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن | چون روند از چاه و زندان در چمن
تلخ کی باشد کسی را کش برند | از میان زهر ماران سوی قند
روح سلطانی ز زندانی بجست | جامه چه درّیم و چه خاییم دست
رفت آن طاوس عرشی سوی عرش | چون رسید از هاتفانش بوی عرش

۲۱۵

کزین قوم استهزا میکنند ۱۲

قوله تلخ نبود چون دنیا برای مومنین بموجب حدیث شریف زندانست خلاصی از قید لامحاله موجب مسرت باشد

قوله روح یعنی هرگاه سلطان روح از قید رهائی یافت مقام مسرت و شادماست نه بجای ماتم و افسوس و حسرت ۱۲

چونکه ایشان خسرو دین بوده اند / وقت شادی شد چو بشکستند بند

سوی شادروان دولت تاختند / کنده و زنجیر را انداختند

جان مجرد گشته از غوغای تن / می پرد با پر دل بی پای تن

جسم ظاهر عاقبت خود رفتنیست / تا ابد معنی بخواهد شاد زیست

آن عتاب ار رفت هم بر پوست رفت / دوست بی آزار سوی دوست رفت

بط را ز اشکستن کشتی چه غم / کشتیش بر آب بس باشد قدم

مرگ بی مرگی بود ما را حلال / برگ بی برگی بود ما را نوال

ما بها و خون بها را یافتیم / جانب جان باختن بشتافتیم

ما بمردیم و بکلی کاستیم / بانگ حق آمد همه برخاستیم

بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب / آن دهد کو داد مریم را ز جیب

ای فناتان نیست کرده زیر پوست / باز گردید از عدم ز آواز دوست

انبیا را تنگ آمد این جهان / چون شهان رفتند اندر لامکان

سوی

آن توئی که بی بدن داری بدن / پس مترس از جسم جان بیرون شدن

گر نخواهد بی بدن جان تو زیست / فی السماء رزقکم روزی کیست

گر نخواهد زیست جان بی این بدن / پس فلک ایوان که خواهد شدن

ورنه کردی زندگانی منیر / یک دو دم مانده ست مردانه بمیر

بهر روز مرگ این دم مرده باش / تا شوی با عشق سرمد خواجه تاش

خلق گوید مرد آن مسکین فلان
تو بگویی زنده ام ای غافلان

گر تن من همچو تنها خفته است
هشت جنت در دلم بشگفته است

جان چو خفته در گل و نسرین بود
چه غمست ار تن در آن سرگین بود

٥١ وز رحم زادن جنین را رفتنست
در جهان او را ز نو بشگفتنست

چون مرا سوی اجل عشق و هواست
نهی لا تلقوا بایدیکم مراست

زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود
تلخ را خود نهی حاجت کی شود

دانهٔ مردن مرا شیرین شدست
بل هم احیاء پی من آمدست

دانهٔ کش تلخ باشد مغز و پوست
تلخی و مکروهیش خود نهی اوست

مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا
چون قفص هشتن پریدن مرغ را

چون تمنوا الموت گفت ای صادقین
صادقم جان را برافشانم برین

٥٢ چون نفخت بودم از لطف خدا
نفخ حق باشم ز نای تن جدا

صورت تن گر بمیرد من کیم
نفس کم ناید که چون من باقیم

٥٣ حملهٔ دیگر بمیرم از بشر
تا برارم از ملائک بال و پر

بار دیگر از ملک قربان شوم
آنچه اندر وهم ناید آن شوم

خنجر و شمشیر شد ریحان من
مرگ من شد بزم و نرگسدان من

٥٤ در هوای عشق حق رقصان شوید
همچو قرص بدر بی نقصان شوید

٥٥ جانهای بسته اندر آب و گل
چون رهند از آب و گلها شاد دل

٥٢ قوله چون نفخت بودم بفحوای این کریمه ایزد برخی از روح در من دمیده است پس مناسبست که تن را گذاشته بازین جزو را بکل رسانم ۱۲

٥٣ قوله حملهٔ دیگر یعنی این جامهٔ بشریت را پاره کنم تا بدرجهٔ ملائکه برسم و آن رتبه مرا حاصل شود که در وهم و گمان کسی نیاید ۱۲

٥٤ قوله در هوای عشق یعنی ای عاشقان صادق در عشق معشوق حقیقی رقصان شوید تا کامل

چشمشان در رقص و جانها خود مپرس | وانکه گرد و جان از آنها خود مپرس
عمر و مرگ این هر دو با حق خوش بود | بی خدا آب حیات آتش شود
هر که دید او نباشد دفع مرگ | دوست نبود که نه میوه‌ستش نه برگ
کار آن کارست ای مشتاق مست | کاندر آن کاری رسد مرگت خوشست
شد نشان صدق ایمان ای جوان | آنکه آید خوش ترا مرگ اندر آن
گر نشد ایمان تو ای جان چنین | نیست کامل رو بجو اکمال دین

(دعوی جهودان … + … تمنای مرگ … زبان)

شد هوای مرگ طوق صادقان | که جهودان را بُد این دم امتحان
در نبی فرمود کای قوم یهود | صادقان را مرگ باشد گنج و سود
همچنان که آرزوی سود هست | آرزوی مرگ بردن زان بهست
یک جهودی اینقدر زهره نداشت | چون محمد این علم را برفراشت
مرگ پیش از مرگ اینست ای فتا | اینچنین فرمود ما را مصطفی
گفت موتوا کلکم من قبل ان | یاتی الموت تموتوا بالفتن
رو بگورستان دمی خامش نشین | آن خموشان سخنگو را ببین
لیک اگر یکرنگ بینی خاکشان | نیست یکسان حالت چالاکشان
هیچ مرده نیست پر حسرت ز مرگ | حسرتش آنست کش کم بود برگ
ورنه از چاهی بصحرا او فتاد | در میان دولت و عیش و گشاد
مقعد صدق و جلیسش حق شده | رسته زین آب و گل آتشکده

راست گفتست آن سپهدار بشر | که هر آنکو کرد از دنیا گذر
نیستش درد و دریغ و غبن موت | بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت
که چرا قبله نکردم مرگ را | مخزن هر دولت و هر برگ را
قبله کردم من همه عمر از حول | آن خیالاتی که گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست | زانست کاین نقشها گردیم نیست
ما ندیدیم اینکه آن نقش است و کف | لیکه او بر هر یکی وارد شرف
آن یکی میگفت خوش بودی جهان | گر نبودی پای مرگ اندر میان
آن دگر گفت ار نبودی مرگ هیچ | می نیرزیدی جهان پیچ پیچ
عمرها بر طبل عشقت ای صنم | ان فی موتی حیاتی میزنم
کار من سربازی و بیخویشیست | کار شاهنشاه من بخشیدنیست
گر ببرد او بقهر خود سرم | شاه بخشد شصت جان دیگرم
فخر آن سر که کف شاهش برد | ننگ آن سر کو بغیری بنگرد
غیر شه را بهر آن لا کرده ام | که بسوی شه تولا کرده ام
من نیم سگ شیر حقم حق پرست | شیر حق آنست کز صورت برست
شیر دنیا خواهد آزادی و برگ | شیر مولی جوید آزادی و مرگ
سیف و خنجر چون گل و ریحان او | نرگس و نسرین عدو جان او
دائما از شوق یارب گوی باد | پیش چوگان محبت گوی باد

حکایت در بیان توبهٔ نصوح چنانکه شیر از پستان بیرون آید و باز به پستان نرود و آنکه توبهٔ نصوح کرده باشد هرگز از آن گناه یاد نکند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرتش افزون شود و آن نفرت دلیل آن باشد که آن تائب لذت قبول یافته است از آن شهوت اول بی لذت شده این لذت بجای آن نشست چنانکه ع نبرد عشق را جز عشق دیگر * چرا یاری نگیری زو نکوتر * و آنکه دلش باز بآن گناه در رغبت میشود علامت آنست که لذت قبول نیافته است و لذت قبول گناه نه نشسته است و نیسره للیسری نشده است و نیسره للعسری بروی باقیست و یافته شود والحر یکفیه الاشارة

بود مردی پیش ازین نامش نصوح
بد ز دلاکی زنان او را فتوح

بود روی او چو رخسار زنان
مردی خود را همی کرد او نهان

او بحمام زنان دلاک بود
در دغا و حیله بس چالاک بود

سالها میکرد دلاکی و کس
بو نبرد از حالت آن بلهوس

زانکه آواز و رخش زن وار بود
لیک شهوت کامل و بیدار بود

کان دعای شیخ نه چون هر دعاست — فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سؤال و کد کند — پس دعای خویش را چون رد کند

یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال — که رهانیدش ز نفرین و وبال

اندر آن حمام پر می کرد طشت — گوهری از دختر شه یاوه گشت

گوهری از حلقهای گوش او — یاوه گشت و هر زنی در جستجو

پس در حمام را بستند سخت — تا بجویند اول اندر پیچ رخت

رختها جستند چون پیدا نشد — وزدِ گوهر نیز هم رسوا نشد

پس بجد جستن گرفتند از گزاف — در دهان و گوش و اندر هر شکاف

در شکاف تحت و فوق و در طرف — جستجو کردند دُر را از هر طرف

بانگ آمد که همه عریان شوید — هر که هستید از عجوز و از نوید

یک بیک را جامه جستن گرفت — تا پدید آمد گهر دانه شگفت

آن نصوح از ترس شد در خلوتی — روی زرد و لب کبود از خشیتی

پیش چشم خویش او میدید مرگ — سخت میلرزید او مانند برگ

گفت یارب بارها برگشته ام — توبها و عهدها بشکسته ام

کرده ام آنها که از من می سزید — تا چنین سیل سیاهی در رسید

از غو و نعره و دستک زدن
پر شده حمام قد زال الحزن
آن نصوح رفته باز آمد بخویش
دید چشمش تابش صد روز بیش
می حلالی خواست از وی هر کسی
بوسه می‌دادند بر دستش بسی
بدگمان بودیم ما را کن حلال
گوشت تو خوردیم اندر قیل و قال

۲۲۲

جمله را جستیم پیش آ ای نصوح / گشت بیهوش آن زمان پرید روح
همچو دیوار شکسته در فتاد / هوش و عقلش رفت آن ساعت ز یاد
چونکه هوشش رفت از تن آن زمان / سر او با حق به پیوست از نهان
چون تهی گشت و وجود او نماند / باز جانش را خدا در پیش خواند
چون شکست آن کشتی او بی مراد / در کنار رحمت دریا فتاد
جان بحق پیوست چون بیهوش شد / موج رحمت آن زمان در جوش شد
چونکه جانش وا رهید از ننگ تن / رفت شادان پیش اصل خویشتن
جان چو باز و تن مر او را کنده / پای بسته پر شکسته بنده
چونکه هوشش رفت و پایش برگشاد / می پرید آن باز سوی کیقباد
چونکه دریاهای رحمت جوش کرد / سنگها هم آب حیوان نوش کرد
ذرهٔ لاغر شگرف و زفت شد / فرش خاکی اطلس و زربفت شد
مردهٔ صدساله بیرون شد ز گور / دیو ملعون شد بخوبی رشک حور
این همه روی زمین سرسبز شد / چوب خشک اشکوفه کرد و نغز شد
گرگ با بره حریف می شده / ناامیدان خوشدل و خوش پی شده
بانگ آمد ناگهان که رفت بیم / شد پدید آن گم شده دُرّ یتیم

آنچه گفتم ز بد از صد یکیست / بر من این کشف است اگر کس را شکیست
کس چه میداند ز من جز اندکی / وز هزاران جمله بد فعلی یکی
من همی آن دانم و ستار من / جرمها و زشتی کردار من
اول ابلیسی مرا استاد بود / بعد از آن ابلیس پیشم باد بود
حق بدید آن جمله را نادیده کرد / تا نگردم در فضیحت روی زرد
باز رحمت پوستین دوزیم کرد / توبه شیرین چو جان روزیم کرد
هر چه کردم جمله ناکرده گرفت / طاعت ناکرده آورده گرفت
همچو سرو و سوسنم آزاد کرد / همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
نام من در نامهٔ پاکان نوشت / دوزخی بودم ببخشیدم بهشت
عفو کردم جملگی جرم و گناه / شد سفید آن نامهٔ روی سیاه
آه کردم چون رسن شد آه من / گشت آویزان رسن در چاه من
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم / شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
در بن چاهی همی بودم اسیر / روز و شب اندر فغان و در نفیر
از هوس در تنگنا بودم زبون / در همه عالم نمی‌گنجم کنون
آفرینها بر تو بادا ای خدا / ناگهان کردی مرا از غم جدا

تا شرح شوی کنون ای پارسا
جز تو و لا کی نمی خواهد دلش
که بشوید یا بمالد کاکلش
گفت زور دست من بیکار شد
وین نصوح تو کنون بیمار شد
رو کسی دیگر بجو اشتاب تفت
که مرا والله دست از کار رفت
با دل خود گفت کز حد رفت جرم
از دل من کی رود آن ترس و گرم

قصیدہ در منقبت پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم حضرت سیدنا ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز مصنفہ جناب مولوی صوفی ولایت حسین صاحب قادری چشتی صابری امروہوی امیت فیضہم

مہ تابانِ وحدت آفتابِ برجِ عرفانی
جنابِ قطبِ ربانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے اور شبر و شبیر کے جانی
رسول اللہ کے آرام جان محبوبِ سبحانی

مریدی لاتخف سے کھل گیا یہ رازِ پنہانی
غلامِ غوثِ اعظم کو نہیں کچھ خوفِ شیطانی

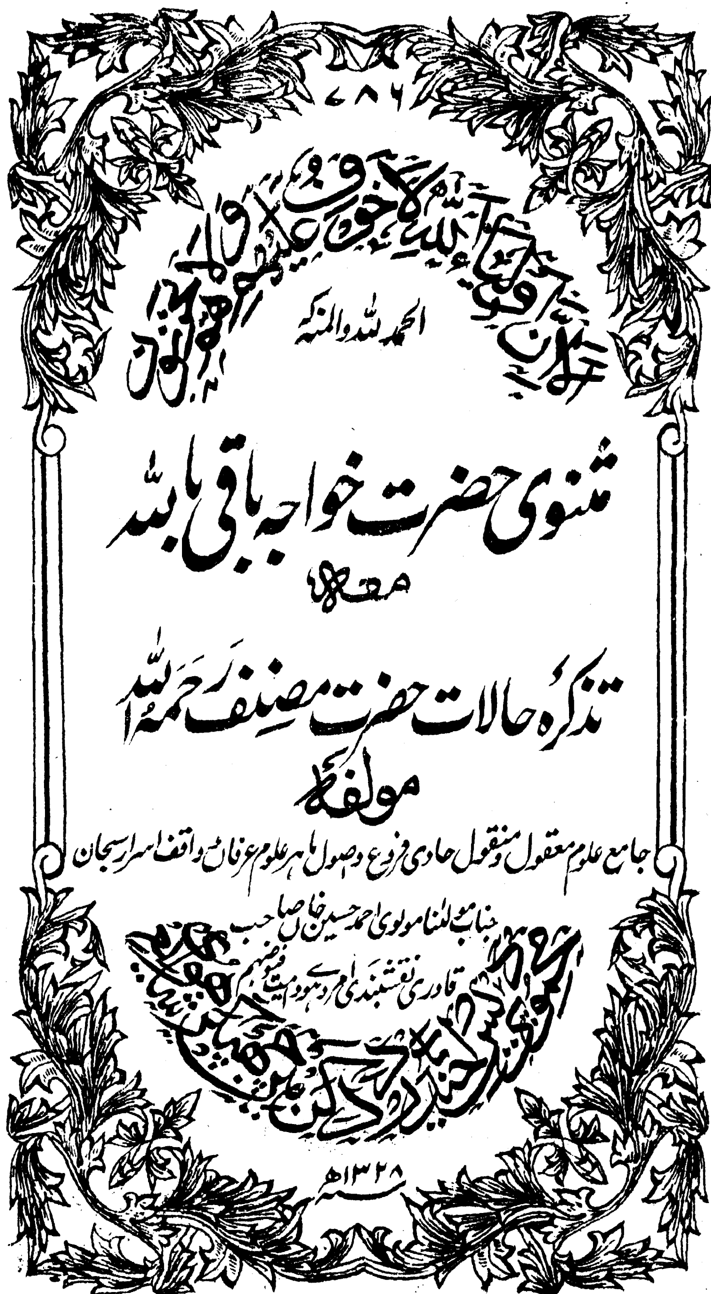
خدا نے دی تھی شہ کو عظمت تاثیرِ روحانی
جو سنگین دل بھی سنتے تھے تو دل ہو جاتے تھے پانی

شرف ہر خاندان پر قادری مشرب کا روشن ہے
ستارے ہیں منور جس طرح ہو مہر نورانی

تمہارے سلسلے میں جو کوئی داخل ہوا شاہا
اوسی حالت ہوا فضلِ خدا سے قربِ ربانی

کیا جس پر سلوک اوسکو بقا کا مرتبہ بخشا
پڑی جس پر نگاہِ جذب اوسکو کر دیا فانی

کیا وا امانِ امیدِ گدا کو پر گہر دم میں
ترا دستِ عطا ہے بحر شاہا ابرِ نیسانی



۷۸۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ

مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ

معہ

تذکرہ حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ

مولفہ

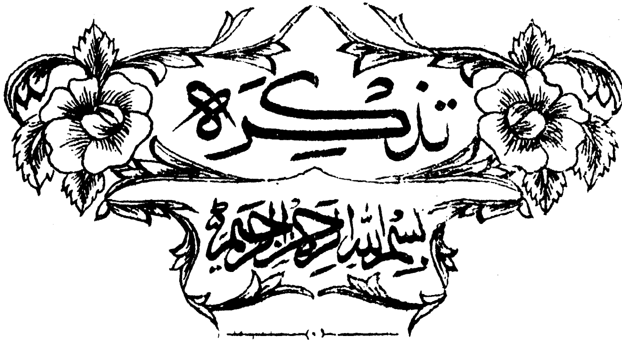
جامع علوم معقول ومنقول حاوی فروع واصول ماہر علوم عرفان واقف اسرار سبحان

جناب مولانا مولوی احمد حسین خان صاحب

قادری نقشبندی امروہوی دامت فیوضہم

حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۲۸ھ



بعد حمد خدائے دوجہان و نعت رسول فخر عالم و عالمیان فقیر ہیچمدان احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللٰہی حکیم بادشاہی امروہوی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ بخدمت ناظرین ہاتمکین مثنوی شریف ہذا عرض پرداز ہے کہ اِس کتاب نایاب سلکِ جواہر بے بہا و نظمِ دُررِ غرا کے مصنف قدس سرہ العزیز کا نام نامی اور اسم گرامی مشہور و آشکار کَالشَّمْسِ فِیْ نِصْفِ النَّہَار ہے آپ کے صحیح اور مختصر حالات کا تذکرہ عام فہم اردو زبان مین قلمبند کرکے ہدیۂ شایقین کیا جاتا ہے تاکہ مثنوی شریف کے ساتھ ساتھ اُس کے مطالعہ سے بھی ارباب صدق و یقین بہرہ اندوز ہون اور فیضان حاصل کرین وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ رَفِیْقٍ ؂

یہ مثنوی مصنفہ آفتابِ چرخِ ہدایت و ایمان شمعِ بزمِ ولایت و عرفان دستگیرِ بیکسان فریادرسِ حاجتمندان ۔ ماحیِ بدع و طغیان سرحلقۂ عرفائی زمان ۔ پیشوائے کاملین و مکملان غوثِ وقت و قطبِ دوران چراغِ خانۂ خواجگان نقشبندان ۔ واقفِ اسرارِ اللہ اُحد حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ حاجت روائے خلق اللہ

ابن قاضی عبدالسلام کابلی قدس سرہُ العزیز آپکا مولد شریف خاص شہر کابل اور سنہ ولادت باسعادت نوسوا کہتر ہجری ہے۔

یون تو زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار بزرگی و تقدس نمایان اور انوارِ ولایت و معرفت تابان۔ اور طبیعت نیک طویت تفرید و تجرید پسند اور چہرہ اقدس سے کمالات فقر درخشان تھے اور کم سنی ہی سے آپ کتب درسیہ علوم عربیہ کی تحصیل علامۂ وقت حضرت مولٰنا محمد صادق حلوائی کی خدمت مین کر رہے تھے ہنوز فارغ التحصیل نہ ہونے پائے تھے کہ جذبۂ عشقِ الٰہی اور ولولہ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃً آپ کے خمیر مین داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا موج زن اور شعلہ افگن ہوگیا۔

آپ تعلیم علوم ظاہری سے برخاستہ خاطر ہوکر فقرائے کاملین مجاذیب و سالکین کے تلاش مین مختلف امصار و دیار مین تشریف لے گئے اور اون کی جستجو مین شہر بشہر صحرا بصحرا پھرتے پھرتے شہر ماوراء النہر مین پہونچے جو اوس زمانہ مین ماوای علماء و فضلاء اور مرجعِ فقرا و اولیا تھا۔ مشائخ وقت کی خدمات مین ملاقی اور اونسے جویائے نشان دُرِ مقصود و گوہر مطلوب ہوے۔ بعض بزرگون کے معتقد ہوکر اونکی خدمت مین بیعت حاصل کرنے کے ارادہ سے استخارہ بھی لیا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح سے یہ ارشاد ہوا کہ تعلیم سلوک بعد کو اول اخلاق کی اصلاح لازم ہے آپ نے حسبہٗ بعد تکمیلِ تہذیب اخلاق پہلے حضرت خواجہ عبید خلیفہ مولٰنا لطف اللہ خلیفہ مولٰنا خواجگی دہیدی قدس اسرارہم کی خدمت فیضدرجت مین بیعت توبہ و انابت حاصل فرمائی۔ بعدہٗ حضرت افتخار شیخ سمرقندی خلیفہ خاندان کبار خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین۔ پھر اس کے بعد حضرت خواجہ

امیر عبد اللہ بلخی رح کی خدمت مین مگران آخر الذکر بزرگ سے مصافحہ کرتے ہی آپ کو نہایت غیر مترقبہ حاصل ہوئین اور تا قیامت برکات باقی رہنے کی امید بندھی اور خطرات اور وساوس سے ایک حد تک نگاہداشت ہوگئی

پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو عالم مثال یعنے خواب مین ذات خاص حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاءالدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ سے بیعت توبہ نصیب ہوی جس سے آپ کو استقامت تامہ اور جمعیت دائمہ حاصل ہوگئی۔ اور یہ نوبت پہونچی کہ آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب دوست احباب اور سب مشاغل اور جملہ کار و بار کو یک لخت چھوڑ چھاڑ کر زاویۂ خلوت اور گوشۂ عزلت اختیار کر لیا ہمہ وقت یاد الہی مین محو اور مستغرق تھے۔ ایسی آتش عشق و محبت مشتعل ہوی اور محب حقیقی سے ملنے کی آرزو اور تمنا دامنگیر ہوی کہ آپ شب و روز بے تاب و بے قرار نالان و گریان رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اس کیفیت کو بمقتضائے شفقت مادری برداشت نہین کر سکتی تھین اور بعض اوقات بے اختیار ہو کر بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ و زاری کے ساتھ مناجات کرتی تھین کہ اے پاک پروردگار میرا فرزند تیری طلب اور محبت مین سرگشتہ اور دنیا سے برگشتہ اور شب و روز تیری یاد سے یگانہ اور عزیزون سے بیگانہ ہو کر تیرے ذکر مین محو اور مشغول ہے اور تیرے ملنے کی آرزو اور جستجو مین تمام لذائذ دنیا اوس نے چھوڑ دین اوس کے مصائب اور تکلیفات کا صدمہ مجھسے برداشت نہین ہو سکتا ہے اوسکی حالت زار پر رحم فرما اور اوس کو اپنے وصل سے بہرہ ور کر۔ خدا تعالی نے آپکی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت کو آپکی مراد مین کامیاب کر دیا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوا گو مین نے بھی بیتابی

اور بے قراری اور حصولِ مدعا کے لئے بے چینی ضرور برداشت کی لیکن میری محنت اور مشقت اور مجاہدہ اور ریاضت کو اولیا ِ متقدمین کی ریاضت سے کچھہ بھی نسبت نہین ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ خاندان سیاوت آل پاک جناب مصطفٰےصلعم اور اولادِ خاصِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہایت ہی صالحہ اور عابدہ و زاہدہ اور بڑی ہی صابرہ اور شاکرہ بی بی تھین - باوجودیکہ آپ کی خدمت مین بہت سی خادمہ اور کنیزین موجود تھین لیکن فقرا اور درویشون کے لئے آپ خود روٹی تنور مین لگاتی تھین اور خود بہ نفسِ نفیس کھانا ترتیب دیکر بھیجتی تھین اور خود سب کے فارغ ہوچکنے کے بعد کچھہ بچا کچا کھانا معہ وکھی سوکھی روٹی پر قناعت کرتین اور شب کو سب کے بعد بوریہ وغیرہ کا فرش کراکے اوس پر سوجاتی تھین - آپ نے حضرتہ ممدوحہ کی جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپکو بلحاظ اُنکے ضعف و ناتوانی کے یہ کیفیت نہایت شاق گزری اور آپ نے دوسرے صاحبون کو اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ارشاد فرمادیا -

جب حضرتہ ممدوحہ کو اس کا علم ہوا تو آپ بہت آزردہ ہوئین اور بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ و زاری کے ساتھ عرض کیا کہ یارب العلمین مجھسے اس خدمت کی ادائی مین ضرور کچھہ قصور یا غلطی سرزد ہوئی ہے کہ مجھسے یہ خدمت علیحدہ کردینے کے لئے تونے حکم دیدیا ہے - حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے بعد معذرت پھر اس خدمت کو حضرتہ ممدوحہ کے تفویض فرمادیا -

اس کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے وہان حضرت شیخ بابا ولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر رہکر اونکے فیوضیات سے بہرہ اندوز ہوے اور اونکی برکات توجہ سے آپ پر درِ قبولیت کشادہ ہوا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ "جناب ممدوح کے آستانہ مبارک سے اس فقیر کو بھی بقدرِ استعداد وظرف نفحات ربانیہ نمود ہوئے"

اِس کے بعد آپ پر عینیت معہودہ حضرات خواجگان علیہم الرضوان جلوہ گر ہوئی اور اون کے ارواح طیبات بشارتِ فیض اشارت دینے اور تلقینات فرمانے لگین اور اُنکی توجہات اور برکات کی امداد سے آپ پر دائرۂ عینیت زیادہ وسیع ہوگیا اور راہ سلوک اچھی طرح کشادہ اور روشن اور جمعیت مزید حاصل ہوئی۔

بعض بعض بزرگون کی روح پر فتوح سے بطریق اویسیت بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا ہے جن کے نامون کی تفصیل آپ نے اپنی مثنوی شریف مین فرمائی ہے۔ حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رح اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح اور حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رح اور حضرت رسولِ خدا صلعم۔ روح پر فتوح حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو بدرجۂ غایت نسبتی خصوصیت حاصل تھی۔ جیسا کہ منقول ہے کہ آپ ایک روز نماز پڑھا رہے تھے اور اچھی طرح سے روبقبلہ تھے پیچھے سے نمازیون نے دیکھا کہ آپ ہمکو بھی اچھی طرح دیکھ رہے ہین جس سے اون کے بدن پر رعشہ پیدا ہوگیا جیون تیون کر کے نماز کو پورا کیا اور نماز کے بعد آپ کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ آپ کی یہ کیفیت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے مطابق ہے۔

یون تو آپ سے بے شمار خوارقِ عادات اور کرامات ظہور مین آئی ہین جن کا احصا ناممکن ہے۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے بعض بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گذر گئے تھے کہ وہ اوس سے

ہم بستر نہ ہوسکا اور ہمہ قسم کے ادویہ وادعیہ کا استعمال کیا مگر مطلق کوئی اثر نہوا۔ وہ شخص آپ کے اوصاف سُن کر خدمتِ مبارک مین حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ گھوڑے پر سوار ہوکر کھین تشریف لے جارہے تھے اُس نے آنکر آپکے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور حال بیان کرکے زوال نامرادی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے تین دفعہ اُس سے سخت معانقہ کیا اور فرمایاکہ ابھی جاکر ہم بستر ہو۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنے اندر عجیب وغریب قوت پائی اور بسہولت تمام وہ عورت پر قادر ہوا۔

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصار فیروزآباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش پختہ ہے تقریباً انتیس (۲۹) گز اونچائی سے نیچے گر پڑا اور کانون کے سوراخون سے خون جاری ہوکر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُسکی ماں گریہ وزاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار ہوئی اوس نے بجز آپ کے خدمت مین عرض کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بالآخر اوس لڑکے کو آپ کے قدمون پر لیجاکر ڈال دیا اور اوس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپکی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ وتصرف کو لوگون کے نگاہ سے پوشیدہ رکھتے تھے آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کرکے دیکھی اور ارشاد فرمایاکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مرنے کا نہین ہے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس سے ایسا معلوم ہوسکے تہوڑی دیر آپ خاموش رہے اُس کے بعد دیکھا گیا کہ لڑکا اصلی حال پر تندرست ہوگیا۔ جب حاضرین کو ثابت ہوا کہ آپ کی کرامت تھی۔

ایک بزرگ خواجہ برہان جو ایک حد تک سلوک طے کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت مبارک مین حصول فیضان کے غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے تصور کے لئے ارشاد فرمایا چونکہ یہ ارشاد ابتدائی تعلیم سے متعلق تھا اور وہ صاحب منتھی تھے اسلئے انکو

سخت تعجب ہوا اور انہون نے لوگون سے اِسکا ذکر کیا کہ اگر آپ مراقبہ مقامات عالیہ تعلیم فرماتے تو مناسب تھا سب نے کہا کہ آپ کو حضرت کے ارشاد کے تعمیل کرنا چاہیئے اِن خیالات کی ضرورت نہین ہے پس انھون نے نیک عقیدہ کے ساتھ اِس ارشاد کی تعمیل کی اور تصور بہ درجہ اتم محویت کے ساتھ کیا چندہی روز مین نسبتِ عظیم حاصل ہوگئی اور بڑا تائید مین ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ کئی جوان اُنکو نہین سنبھال سکتے تھے۔

ایک سپاھی نے خلاف شیوۂ مروت آپکے بعض ہمسایون پر جور وظلم کیا آپ اُسکی یہ حرکت دیکھکر سخت بے چین ہوگئے اور اُس سپاھی کو نصیحت کی لیکن بوجہ کمال بدبختی کے اُس نے آپکی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمال شفقت ورحم دلی کرنے کے باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوگئے اور ظالم سے فرمایا یہ لوگ فقراے خواجگان بزرگوار کے قرب وجوار مین رہتے ہین جو نہایت غیور رہین۔ خبردار رہنا۔ چنانچہ وہین روز کے درمیان مین چوری کی تہمت مین گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔

آپ کی شفقت ورحمدلی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور مین قحط سالی ہوی آپ بھی وہین تشریف رکھتے تھے کئی روز تک آپ نے کھانا نہین کھایا۔ جب آپکے سامنے کھانا لایا جاتا تھا تو فرماتے انصاف سے بعید ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی کوچون مین اپنی جان دے۔ اور ہم کھانا کھائین آپ کھانا بھوکون کے لئے بھجوادیتے اور خود قوتِ روحانی پر جو بمصداق اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی میراثِ اولیا ہے بسر کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب مسکین کو پیدل چلتے ہوے دیکھتے آپ سواری سے اتر پڑتے اور سواری پر اوسکو سوار کرتے اور خود پیادہ پا ختمِ منزل تک جاتے اور سر پر چادر یا رومال ڈال لیتے تاکہ کسی دوست کو

اس پر اطلاع نہ ہو۔

آپ حیوانات پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نماز تہجد کیلئے اوٹھے اور بلی آپ کی لحاف مین سوگئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بلی کو لحاف سے نہ نکالا۔

ایک روز آپ لاہور کی کسی مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اثنا ر نماز مین ایک مہیب آواز آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ظاہر ہوی کہ نمازی حیران و ششدر ہو گئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی مکان کو تشریف لے گئے اور کئی روز تک مکان مین ہی نماز پڑھا کئے ؎ این ندا از غیب بوده بیگمان + گرچه از حلقوم او گشته عیان

با وجود حصول کمالات و مقامات عالیہ آپ مسند ارشاد پر بیٹھنا پسند نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر امصار و دیار کشمیر و لاہور بلخ و بخارا ما وراء النہر و بدخشان کا سفر کرکے مشائخ کی خدمتون مین حاضر ہو کر اپنے احوال کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔

ابتدائے زمانہ مین آپ لاہور مین ایک مجذوب درویش کی خدمت مین تشریف لیجایا کرتے تھے مگر وہ اصلا آپ کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اگر کبھی آپ اوس کا تعاقب فرماتے تو وہ آپ کو گالیان دیتا تھا پتھر مارتا تھا یا متنفر ہو کر بھاگ جاتا تھا مگر آپ نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوس کی خدمت مین برابر حاضر ہوتے رہے اتفاق سے ایک روز اوس کو خیال آگیا آپ کو اپنے قریب بلا کر آپ کے حصول مدعا کے لئے بہت دعا کی اور آپ وہان سے رخصت ہوئے۔

پھر آپ مولانا شیر غالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین تشریف لے گئے اون سے ملکر راہی سمرقند ہوئے اثناء سفر مین بعض دوستون کے نام آپنے خطوط

لکھے ہین اونکی پیشانی پر یہ شعر تحریر فرمایا ؎ من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم + کہ استخوانِ عزیزان بہ ساحل افتادست + اس سفر مین آپ نے بعض واقعات مین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ آپ مولنا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہون - اس کے بعد آپ نے حضرت مولنا ممدوح کو خواب مین دیکھا وہ خود یہ ارشاد فرماتے ہین کہ "اى فرزند ہماری آنکھ تمہارے راہ پر لگی ہوئی ہے جلد آؤ" اس بشارت سے آپ کو کمال خوشی وخرمی حاصل ہوی اور اس بیت کو ورد زبان فرمایا ؎ میگذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمین + عالم آشوب نگاہے سرِ راہے بگرفت + مقام در مقام او منزل بہ منزل آپ سفر کرتے ہوے آستانۂ عالیہ حضرت مولنا خواجہ محمد آدم امکنگی عرف مولنا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچے آپ شہر سمرقند کے ایک معمر اور مستند بزرگ اور سربرآوردہ مشائخ سے تھے آپکو اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ مولف لب لباب مثنوی معنوی سے خرقہ وخلافت پہونچی تھی اونکو اون کے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو زبدۃ الاخیار حضرت خواجہ محمد عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے مولنا ممدوح کی دست مبارک پر بیعت کی مولنا آپ کے حال اور مقام عالی سے مطلع ہوئے اور آپ پر وفورِ عنایات اور توجہات خاص مبذول فرمائین تین شبانہ روز آپ سے تخلیہ فرمایا اور اسرار خاص سے سرفرازی بخشی اور یہ ارشاد ہوا کہ آپ کا معاملہ بہ برکت اکابر سلسلہ علیہ انجام کو پہونچ چکا ہے اب آپ ہندوستان تشریف لیجائے اور خلق اللہ کو فیض پہونچائے کہ آپ سے اس سلسلہ کو بہت فروغ اور رونق حاصل ہوگی - اور طالبان خدا مستفید ہون گے - ہر چند کہ آپ نے برا

عجز وانکساری اپنے نقص وقصور کا اعتراف کر کے معافی چاہی اور بہت کچھ معذرت کی لیکن جناب مولانا نے استخارہ لیا اور موافق آیا تو بہت اصرار فرمایا اور آپ کو خلافت تامہ عنایت فرما کر دہلی کی طرف رخصت کیا آپ ہی جناب مولینا کے خلیفہ اکبر مشہور ہوئے۔

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جب آپ راہی شہر دہلی ہوئے تو یہ شعر وردِ زبان تھا۔ ع شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند + زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + آپ کے رخصت ہو چکنے کے بعد جناب مولینا کے قدیم دوستون کو آپ کے اس قدر جلد خلیفہ ہوکر رخصت ہو جانے پر بہت رشک آیا اور غیرت آئی اور جناب ممدوح کی خدمت مین یہ معاملہ پیش ہوا تو ارشاد ہوا کہ آپ صاحبون کو امر واقعی کی کچھہ خبر نہین ہے درحقیقت اس نوجوان کا معاملہ تربیت درجۂ کمال کو پہونچا کر ہمارے پاس بھیجا گیا تھا اوس نے ہمارے پاس آکر صرف تصحیح حال فرمائی ہے بے شک جو شخص اس طرح آئیگا وہ اسی طرح جائیگا۔

آپ ہندوستان مین داخل ہوئے اور ایک سال تک لاہور مین مقیم رہے وہان کے اکثر علماء اور صوفیہ کرام آپ کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ پھر آپ شہر دہلی مین تشریف فرما ہوئے (جو اوس زمانہ مین دار الاولیاء اور بیت الفقراء تھا) اور قلعہ فیروزی مین مقیم ہوئے۔ جو لب دریائے جمن واقع اور نہایت ہی دلکشا مقام ہے۔ وہان بکثرت آپ کی طرف خلق اللہ کے رجوعات ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ مین مرجع خلائق ہو گئے۔ ہزارہا آدمی آپ کا معتقد تھا مگر آپ بہت ہی کم لوگون کو مرید کرتے تھے بعض بعض صاحبون کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کی درگاہ سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے معذرت فرمائی

اور ارشاد کیا کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہون گے جن کے لئے ارشاد ہوا ہے مین نے جنہیں کہا اور یہ ارشاد کہا۔

آپ کے خلفا کی تفصیل یہ ہے **شیخ تاج الدین** رحمۃ اللہ علیہ **خواجہ حسام الدین احمد** رحمۃ اللہ علیہ **شیخ الہ داد** رحمۃ اللہ علیہ اور **امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی** رحمۃ اللہ علیہ بعض شجرون مین حضرت **امیر سید ابو العلا اکبر آبادی** رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہے اور اکثر مین اون کے مرشد کا نام **سید عبد اللہ** مرقوم ہے جو بواسطہ خواجہ یحییٰ و خواجہ عبد الحق حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے ہین۔

جناب خواجہ علیہ الرحمہ کا عرف **خواجہ باقی باللہ** رحمۃ اللہ علیہ مشتہر ہونے کی وجہ عامۂ خلائق مین یہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی شخص نے بقا باللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہان زبانی سمجھانے کی بات نہین ہے اوس نے عرض کیا کہ حضرت جس طرح ممکن ہو ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری وفات کے وقت ہم سے دریافت کرنا جب آپ کو بعمر چالیس سال وسط جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مین مرض الموت لاحق ہوا تو اس شخص نے حاضر خدمت فیضدرجت ہو کر عرض کیا کہ اب وعدہ ایفا فرمایا جائے تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے جنازہ کی نماز پڑھائے تم اوس سے یہہ دریافت کر لینا جب آپ نے بتاریخ **۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ روز شنبہ وصال فرمایا** تو یہ شخص نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا کہین سے ایک شخص برقع پوش آیا۔ سب نے اوس کو آگے بڑھا دیا اوس نے نماز پڑھائی اور نماز پڑھا کر وہ چلا یہ صاحب اوس کے پیچھے پیچھے ہو لئے یہانتک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا اور جنگل آگیا اور اوس نے

بڑے بڑے قدم رکھنے شروع کئے اس شخص نے دوڑکر اونکا دامن پکڑ لیا اور عرض حال کیا۔ اونھون نے منہ پھیر کر اس کے طرف کو دیکھا تو وہ خود حضرت خواجہ صاحب ھی تھے یہ ہیبت زدہ ہو کر بیہوش ہوگیا اور وہ چلے گئے جب اسکو ہوش آیا تو اس نے اور ونکو اسکی اطلاع کی آپ اس نام سے مشہور ہو گئے مزار شریف آپ کا دہلی مین بیرون اجمیری دروازہ قریب درگاہ قدم رسول زیارت گاہ خاص و عام ہے

قصیدہ مولف

لبالب بھر دے اے ساقی مئے باقی سی پیمانہ
کہ ہون مستِ الستِ اول سی مین جانا کا دیوانہ

ملا ہے ساغرِ وحدت خمِ باقیِ باللہ سے
ازل سے ہی خمار اوسکا کہ ابتک ہون مین مستانہ

رہے مخمور تا محشر جو پی لے کوئی ایک جرعہ
یہ فیضِ ذاتِ مطلق ہے کہ ہی خواجہ کا میخانہ

شبستانِ ولایت کے وہی شمعِ ہدایت ہین
اونہین سے بزم ہے روشن اونہین کا ہون مین پروانہ

نہین ممکن کہ وصفِ خواجہ ہو وے کچہ رقم مجھسے
شہ ذیجاہ ہین خواجہ میرے یکو اس رندانہ

تمھارا نام ہے سید رضی الدین شاہ خواجہ
ہوے فانی ز خود باقیِ باللہ شانِ مردانہ

تمھارے فیض سی پہونچے گدا و شاہ مقصد کو
کسی کو دلق عرفان دی کسی کو تاجِ شاہانہ

قدومِ فیض کی برکت سی ہندوستان ہوا جنت
جو کفرستانِ باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ

بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دکھا دو دلمین اسے خواجہ کرو آباد ویرانہ

لف سلوک نقشبندیہ مین توحید وجودی کی تعلیم ابتداءً واقع ہوتی ہے بعدہ درجہ شہودی کا ہے مثنوی شریف دونکو جانے

بسم الله الرحمن الرحیم

خداوندا بفقرم راه بنماے — بدرے زان ره سوے درگاه بکشاے

که از ناکامیِ خود کامیابم — در افلاسی کلِ آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا ام — بشویم دست ازین شوریده قلزم

شوم در فقر دریاے الهی — امانت دارِ دُرهاے الهی

ز آشوبِ دماغِ پر تحیر — گهے خود را صدف بینم گهے دُر

گهے زین هر دو بالاتر گزینم — صفاتِ بحر را در خود ببینم

بجنبش آیم از موجِ تفکر — کنم دامانِ کوه و دشت پر دُر

بگیرم برکف از دُر شاهوارے — هم از خود بر خود افشانم نثارے

ز جوشِ سینه چون گردم سبکبار — ببیند از م بناے این کهن دیر

کجا آن غرقهٔ بحر مطالب / که سر پیچد ز امواج کواکب
وجودش موج الهی بیابد / ز اصل موج آگاهی بیابد
ببیند موج حسن عشق یکدست / شود با موج عالمگیر سرمست
ز یک بحر است چه انفس چه آفاق / چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق
عجب بحریست خود در خود شناور / تعالی شانه الله اکبر
اگر علمی است از علم خدائیست / خودی و کبریائی پادشاهیست
درین معمورهٔ کثرت را چه کار است / همین یکذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت و گر علم و اراده است / بظاهر پستی چند او فتاده است
همان اصل نسب بی‌چند و چونست / ز هر نسبت که میدانی برونست
ز بحر جود او کونین جوئی / ز جوی لطف او آدم سبوئی
سبوئی خاک و آتش او ندیده / خدایش جمله از آب آفریده
چو آب صاف خالی از کثافت / شده ظاهر ز بیرونش لطافت
لطافت عکس نور لایزالی / نه آن عکسی که از اصلست خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور / چه نور است این همه سبحان ذی النور
زهی نوری که چندین بیش و کم ساخت / ز بحرش قطرهٔ بیرون نینداخت

۲۳۶

چنین دانم که خود غواص خود بود
چو من در موج دریا ره نبردم
سخن در فرق و گه در جمع کردم
چه گویم زیر چوگان ارادت
بشارت باد بخشم را سعادت

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات

خداوندا درین چاه نفس گیر
طلسم حیرت و زندان تزویر

قبولی گرچه از شیطان شنوده — زشیطان گوی رسوائی ربوده
همه ابلیس را فرزند بی قیل — خطابش قرة العین عزازیل
ز آتش زادهٔ دیو آدمی ننگ — بآتش بارگی عالم ازو تنگ
من بیچاره از دستش زبونم — درون چاه او بارش نگویم
گهی در خشم وگه در آرزو خواب — میان آب و آتش دارم این کار
گهی در خلوت شیطان کشد رخت — در ایوان سیه بختان زند تخت
گهی در روی کارم پرده آرد — یقینم را بتاریکی گذارد
گهی ناز دپی کسب کمالات — دهد نقدم بتاراج خیالات
گهی این با قبول از بس عداوت — پی جذب قلوب آرد ارادت
ز درویشی کند شرح و بیانی — ز علم و شعر خواند داستانی
گه آمد در سکوت و در تفکر — شود اهل ارادت از تصور
که جانش غرق دریای وجودست — برون از خلق در عین شهودست
زمانی در مناجات آورد روی — ز فکر آخرت گه دیده یکسوی
که از هجر چه غم زهد کارم — ز سر لذات فردوسی ندارم
ازین غافل که دنبالی لعین را — بپرورده فساد کار دین را

باستادِ هوس تسلیم کردی — بجد ستمگاریش تعلیم کردی

نسیم غمزه پردازی بباغش — دمی طرفه دمیدی در دماغش

عنانِ عقل بگرفتی ز دستش — بشیرین عشوهٔ دادی شکستش

طریقِ عشقبازی رانمودی — دلِ ناکرده کارش را ربودی

خود از هر سو عبیرافشان رسیدی — بآئینه که میبایست دیدی

لباسِ مختلف پوشیده مست — ربودی صبرش از دل کارش از دست

بحمد الله که مسجودم که بودی — مدار بود و نابودم تو بودی

اگر در دیر و گر در کعبه بودم — بتو میگفتم از تو می شنودم

تو بودی حلِّ چندین مشکلِ من — تو بودی راحتِ جان و دلِ من

همین سرگرم سودائے تو بودم — بهر جا بے تمنائے تو بودم

اگر چه این سخن مستانه گفتم — غبارِ شرکِ چندین ساله رفتم

دو روزے اندرین تبخانه بودم — بسانِ سبحه صد دانه بودم

ولے هر یک بر آورده دکانے — بهر جا رنگی و هر سو نشانے

درِ توحید بر رویش کشادند — شعورم در دلِ ریشم نهادند

وجودِ رشته بر میگشت سوزان — بزد در خرمنِ صد رنگ بستان

حکایت

در نعت حضرت سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم

زمانی وارهم زین خودپرستی
ز لوح دل برآرم نقش هستی
ازین بازار [illegible] برآرم سر بکار
بهمت از خود و فارغ ز پندار
فکن در دل [illegible] آتش در دم
[illegible] آسمان [illegible] برآرم
ز شاخ فقر [illegible] دارم
[illegible] چو مردان اندرین کار
[illegible] خریدار

همان بی رنگی و بی اعتباری / دمادم میفزود دشتش بیقراری
سرشک از دیده می بارید و میگفت / شگاف سینه میخارید و میگفت
که هرکس را تمنائی محالیست / نهانی هر دلی را قیل و قالیست
مرا هم در دماغ آرزو خیز / بخاری میدود نومیدی انگیز
که میدانم مرا دم بر نیاید / ازین ششدر کشادم بر نیاید
ولیک از قسمت قسّام ذوالمن / نصیحت ناشنو جائیست در من
همین نابود خود میخواهد و بس / همین در آرزو میکاهد و بس
چو در حشر از لحد بیرون کنم سر / زمین بوسی نیابند اهل محشر
مباد آندم شوم از خود گرفتار / به نفسی نفسیم افتد سروکار
بفضلت در بهشت آیم خرامان / غبار قصر و باغ از من برافشان
دماغ خودپرستی نیست در من / سر بالاپرستی نیست در من
بلی آنرا که چشم تیزبین است / ولی با داغ خواهش همنشین است
برون از دوست آرای ندارد / بخود قطعاً سرانجامی ندارد
من و این طفل نادان در خور و خواب / پی آن راه گیرم اندرین باب
زمانی حلقهٔ این در زنم چست / کنم بند تعلق از همه سست

که هرگز فیض ازل بخشد دل و دست
بپایانه در آمیزم ازین بتخانه بست
ازین اقبال یابم [illegible]
کنم جا صاحبان الحمد را [illegible]
سرشک افشان زمین بوس [illegible]

سلطان رسالت [illegible]
[illegible]

سهی سروی ز بستان خدائیست — ستون بارگاه کبریائیست

سرای کون را دارد نور بینش — ازین فانوس شمع آفرینش

کلام زندگی بخشش مشیر است — که روح القدس از من بهره گیر است

همان عیسی ازین دم بهره ور بود — که در انفاس او چندان اثر بود

سرافیل است ابجد خوان این درس — نهاده گوش در سامان این درس

زخش مرآت نور لامکان را — صلا در داده بینائی جهان را

که هان در من چو دیدی بی شک و ریب — خدا بین آمدی در پردهٔ غیب

درون پرده من بودم که آدم — ملک را بهر سجودی که کردم

جمال یوسف از من آبخور داشت — که عالم را جهان زیر و زبر داشت

دلش آهسته با خود در ترانه — که از تیر عجب دارم نشانه

حریف راز دارم دیگری نیست — نهال عشق را جز من بری نیست

چنین دارم که اسرارش کماهی — خودش میداند و علم الهی

عروس خلقش اندر شرح اینست — که نور قدس در پرده نشین است

سرای حسن و خلوتگاه عشقم — ز من جوینده ره من راه عشقم

صفات دوست را بی نقل و تحویل — منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

مناجات

ورین بستان اگر خارے شود کم / کدامی مرغ خواهد داشت ماتم

ازین گلشن اگر برگے شود زرد / که خواهد خاک بر سر کرد ازین درد

چه خواهد شد اگر دریا بجوشد / نقابے بر سر یک قطره پوشد

فلک گر تند بادیرا گمارد / کزین محفل غبارے را برآرد

بیا ای نوح طوفانے برانگیز / باین خاک هوس آلوده بستیز

اشارت کن بموج پر تلاطم / غبارے شرک از روی زمین گم

فرود آ اے کلیم الله ازین کوه / تجلی کن باین فرعون انبوه

عصا را اژدها صورت بجنبان / نمود چند را نابود گردان

ثنا ای خواجه ابروے هلالی / بشبخون بر برین شوریده حالی

بگفت آور زبان گوهر افشان / غبار هوش از مغزم برافشان

یکے روے جهان افروز بنما / حجاب ماه و رشک روز بنما

بتے را گرمی بازار بشکن / خلل در طاق این کسری فگن

بکن دکان این شیطان مشوش / بهم برزن بساط آب و آتش

سر گردن کشی در سجده آور / ابوجهل ضلالت را بزن سر

گرفتم ناکس و گر تر زبانم / محمد را رسول الله دانم

۲۴۴

حکایت

نخست از مروی و جوش زبانی | فرستادند لختی ارمغانی
ترحّم را شفیعِ خویش کردند | سرِ عجزِ بتقصیری پیش کردند
شبِ مجنون و بیداریش کردند | سرشکِ خون و خونخواریش کردند
همان کاهیدن و خواری نمودن | همان زاری و بیزاری نمودند
ازان سربستهٔ غم تعبیر کردند | بصد سنگین دلی تفسیر کردند
دلِ مجنون دران مجمع گزر داشت | دران صد پرده خود آهنگ داشت
وگرنه رازِ غم خوّرم ندارم | حدیثِ عشق از بیغم ندارم
سخن القصه در گرمی در آمد | عزیزانِ صنم را در خور آمد
بمیدانِ مروّت رخش راندند | بتسلیم و رضا گوهر فشاندند
که ما را نیست تقصیری درین باب | ولیکن تاب ببیاید کجا تاب
کنم اینک رخِ لیلی مهیّا | ولی هوشی ز مجنون ماند اینجا
خود آن بیچاره ستِ بابِ خویش است | خود افسونِ خود و خود خوابِ خویشست
برآمد پشّه از باد دلِ تنگ | بدامانِ سلیمانی بزد چنگ
سلیمان باد را احضار فرمود | حضورِ باد بودِ پشّه پر بود
وزان پشّه اگرچه ظلم ره داشت | ولی از غیرِ او بختِ سیه داشت

فنون اهرمن از جان پذیرم | مقام وهم خود را عین گیرم
بکف بگرفته شمعی از ره رفتم | بنادانی و کوری در چه افتم
نیارد نزد بینا جز حقارت | نظر ناکرده دعوی بصارت
برسم علم توحید ار خبیرم | دران کشور بسی روشن ضمیرم
ولی رسمش ز تریاکی نشاید | بانگ زهره بی باکی نشاید
گرفتم عین توحید است عالم | ازان جوش است چندین قیل و قالم
چو نور ذات بر دل حمله آرد | کجا تفصیل اسما را گذارد
دران موطن که دل آرام گیرد | دل از علم صفاتش کام گیرد
دل علمیست در وی مندرج حال | سر آمانی و بنیاد آمال
چنین دل گر بوهم آمد عجب نیست | گمان بُعد از وی بی نسبت نیست
ازین معنی بهر صورت زند دست | که باشد گردم از جام صفت مست
کند یار از درون پرده فریاد | که وقتی عاشق شوریده خوش باد
هنوزم رخصت دیوانگی نیست | طریق شرع جز فرزانگی نیست
نمیدانم خبیری جز درین راه | برون از شرع نیکی حاشا لله
بنامشروع گر اندک جمالست | درو مضمر بسی مهر و جلالست

[illegible]

جهان فانی است بر فانی منه دل — ازین مشت مذبذب بند بگسل

چو بگسستی ز خود بند جهان را — گرفتی پرده نور لامکان را

شدی در پرده تصدیق و تسلیم — برون از فکر و استدلال و تعلیم

سبق از عَلَّمَ الرَّحمٰن گرفتی — ز دست موهبت ایمان گرفتی

چو در بحر یقین خود را سپردی — ز هر صنعی بصانع راه بردی

دلت زان بی نشان آگاه گردد — محبت مقتدای راه گردد

زراهی گر نظر افتد گزندت — شود دور تسلسل پای بندت

گهی مانند نحوست داغ بر دل — شوی گاه از طبائع پای در گل

گهی فکرت بتعطیل افگند گوی — چو جسمانیه در وهم آوری روی

زهی نور یقین و نای کارش — همان بر ساده لوحیها مدارش

دل اندر مخبر صادق نهادن — بران صدق مجرد و استادن

ز تاثیر محبت است گشتن — ز طور عقل خود بین در گذشتن

ازین صدق و محبت نیز رستن — بسان قطره در دریا شکستن

دگر ره سر بر آوردن ز دریا — حباب آسا ولیکن پای بر جا

باحکام شریعت سر نهادن — زمین استقامت بوسه دادن

۲۴۷

سعادت ملت جز نفی ارادت
ز نفی اثبات الا الله یابی
بر ایمان مجدد راه یابی
دم آخر ز تجدیدت گزیرست
ز استدلال و فکر اینجا گزیرست
بود تجدید ایمان از ضرورت
[illegible]

الصفا و الاحسان

[illegible]

نظر چون از تحیّر باز پرداخت ‌ ‌ ‌ بسیمای سعادت دید و بشناخت

گرامی خواجه احرار را دید ‌ ‌ ‌ چه خواجه مخزن اسرار را دید

لب اندر معرفت گوهرفشان داشت ‌ ‌ ‌ سخن از بی نشانیها نشان داشت

بگفت ای شاهد خلوتگه راز ‌ ‌ ‌ که دلها در رهش آمد سر انداز

گهی از حسن صورت سر برآرد ‌ ‌ ‌ بجان عشقبازان حمله آرد

گه از صورت ملیح آمد نمودار ‌ ‌ ‌ مغنّی گرد دازوی گرم بازار

ولی آنرا که درجانش اثر کرد ‌ ‌ ‌ برون از جان و تن در خود سفر کرد

نثار جان شعار تن بینداخت ‌ ‌ ‌ پی مقصود خود از خود بپرداخت

بتحقیق آنکه انسان است این است ‌ ‌ ‌ ز چشم غیر پنهان است این است

پیمبر چون زسرّش پرده برداشت ‌ ‌ ‌ ظلومی لازم آن نامور ساخت

چو در انوار کل شد محو ناچیز ‌ ‌ ‌ بهم بر زد دکان وهم و تمیز

زخود بگذشت و گوی مردمی برد ‌ ‌ ‌ امانت با امانت خواه بسپرد

کدامین ظلم ازین بسیار باشد ‌ ‌ ‌ که بنده بی صفت بیکار باشد

تکبر نیز وصف ناگزیر است ‌ ‌ ‌ مقیّد خود بناچیزی اسیر است

نهایت رفت و آمد بی نهایت ‌ ‌ ‌ چو کبر است این مبرا از خیانت

مرا از خود بسوئے خود کشیدی	بنور غیب دیدی آنچه دیدی
ز چندین آن کششش در لطف آمد	نشاندی در دلم نخلے ز تجرید
جز آن معنی که صاحب سر آنی	فرو ناید دُرے بر هر دکانی
مرا خود نیست چندان سرفرازی	کزان معنی بیابم دلنوازی
یکے از اوج عزت خود فرود آے	گره بسته دارم حیله بکشاے
بخاک پایت اے فرخنده دیدار	بسے محتاج و بسیارم طلبگار
فرو افتادنم از بس غریبی است	شکستم از خمار بے نصیبی است
ندانم کز کدامے سو بر آیم	کجا این بار محنت را کشایم
ازین عنقائے پنهان از که پرسم	سلیمان زبان دان از که پرسم

حکایت

زلیخا را چو در خواب سیه روز	جمال یوسفی آمد جگر سوز
ندانست کان مه را چه نام است	مقام خاطر افروزش کدام است
ولے در بند غم کاهیده میداشت	دماغے در هوا شوریده میداشت
همین درد و همین سوز و همین ریش	نه از معشوق آگاهی نه از خویش
خبر نایافته جان در تقاضا	برون از شش جهت دل در تماشا

کی یابم یوسفم را گاه بیگاه

مناجات

خداوندا مرا از من برون آر

چو پے در پے شد آن نور شہادت | بیکبار از خود افتاد این عمارت
رسیدند این دو سہ مرغ خوش آواز | بقصدِ لامکان کردند پرواز
کنون در خود که می بینم وحیدم | نه مومن نے مریدم نے شہیدم
چو کار اینجا رسید اے اہل پیکار | بکن نوعے که دانی جلوه درکار
کنون دارم بجائے آن عمارت | پریشان برقعے با صد خسارت
ازین برقع که مرکش باد درکار | بدستِ نفس و شیطانم گرفتار
عروسان گاه گاہے برقع انداز | برون آیند در جولانگہِ ناز
برافگن برقع و در جلوه کن رائے | عروسانِ جہان را پرده بکشائے
در خواہش ز بیباکی کشودم | دریں معنی دلیری ہا نمودم
نقابے بر رخِ این ماجرا کش | خطے برروئے این چون و چرا کش
نہادم دل بہر نوعی که باشم | به تسلیم آمدم واللہ اعلم

بیان نسبتِ حضرت خواجه ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

ولی گر چشمِ ہر بینندہ مستور | بیفتد از خود و بالیست از دور
برون از خود مقامے برگزیند | ولیکن تار جذبِ دوست چیند
کند در سینه گوہر نشانے | ز اخلاقِ نبوت ترجمانے

حکایت

بمصر آمد ولے از شوق پر جوش هوائے وصل هم خواب و هم آغوش
نظر چون در عزیزش رهنمون شد بلا از یکطرف چندان فزون شد
فریب روزگارش تنگدل ساخت سلوکش از محبت منفعل ساخت
همی بارید بے پایان تگرگے ز باغ آرزو نگذاشت برگے
ز کوه رنج سیلی قد برافراخت نشان عشرت از عالم برانداخت
برآمد تیغ برکف برق بیداد بخرمن گاه شادی دست بکشاد
زلیخا را دران صحرائے خونریز خسے افتاد در چشم آتش انگیز
جهان تاریک شد چون تار گیسوش بتاریکی در آمد چشم جادوش
چو ظلمت بست چشم از این و آنش نظر افتاد بر خود ناگهانش
ز تاثیر نگاه جادوانه دلش شد تیر الفت را نشانه
دلش کز تیر ترکان تیر برآورد پے نظاره چشم دیگر آورد
بپرواز آمد آن مرغ هوس گشت ز اقلیم شهادت چست بگذشت
زغیب افتاد با یوسف دوچارش سروش غیب کرد امیدوارش
دران امید روزے چند مے بود بآن بود و مگر خرسند مے بود
سوے غیبش درے بکشاده بودند دران در دیده‌ها بنهاده بودند

۱۵۲

ز کنعان ماه کنعانی بدر شد چو ملک مصر ز و شد گرم بازار
زلیخا گشت از این معنی خبردار بصد جان در خریداری در آمد

خلل میداد آئین طلب را | زبان میسکرد عشق بوالعجب را
جوانی و جمال و بینش انداخت | سر و پای تحمل جمله انداخت
نمو و نمدش که سنگ راهت آنست | نظر بند دل آگاهت این است
تو بند سرو یوسف بند لیبا | ازین نا جنسیت سر دست بازا
غرض تعلیم غیبش کرد تائید | بپایه پایه تا ایوان توحید

التجا بحضرت خواجه بهاء الدین محمد نقشبند و خواجه عبید الله احرار قدس سرهما

هنوز ایوان استغنا بلند است | مگر فکر رسیدن ناپسند است
مگر ای خواجه اندازی کمندی | شوی صیاد چون من ناپسندی
بی امید بی بنیاد دارم | که فی مردم نه استعداد دارم
شکار لاغرم بی اعتبارم | متاع کت قبول افتد ندارم
کساد بهای بازارم یقینست | اگر کاریست لله فی الله اینست
زمانی حسبة لله برخیز | باین در خاک و خون افتاده مستیز
قبولم کن که اقبالت تمامست | دران اقبال کارم را نظامست
قبول تو قبول نقشبند است | که در وحدت نه چونی و نه چند است

برون از خجلت آنجا راه یابم / زاقبالش دل آگاه یابم
ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد / بهاء الدین که دین شد از وی آباد
ز سنت در جنید افگنده آشوب / بسجده بایزیدش آستان روب
پی تسکین مشتاقان دیدار / جمال مصطفی را آئینه دار
دران آئینه می یابم محقق / سواد من رآنی قد رأی الحق
فنا فی الله خواجه بس بلند است / مکن تاویل خواجه نقشبند است
خلیفه بود حق را در زمانه / نمودش برزخی زان در میانه

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند دانایان اسرار / ز اصل و فرع بر معنی خبردار
که معشوق ازل در هر شعوری / زغمازان نهان دارد ظهوری
سر هر ذره بینای جمالست / دل هر ذره دریای جمالست
شهود دوست پنهان هر دلی راست / هوای وصل هر بیحاصلی راست
همه مانوس از نور شهود است / شهودش پایه چندین نمود است
ولی افگند بر حالش حجابی / گرفتاری بهر خاکی و آبی
شده بنیاد این دیوانه گشتن / پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن

به تسکینش ندارد هیچ کاری / وران آرام بنشیند غباری
یقین آن دیدن شورش از انسو / درین تسکین نمودی از تکاپوست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه یقین

بلا خواهنده جذب الهی / تمنا دار فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقینست / دوم سرمایهٔ این سود دین است
سیوم پاک تخم این زراعت / رفیق سنت و راه جماعت
عزیمت رونق و کردار کردن / برون ز اسیب رخصت کار کردن
چهارم خدمت سلطان دینی / قبول خاطر مسندنشینی
به تحقیق سلف تقلید دیدن / قدم از جادهٔ بدعت کشیدن
ز بستانش گل مقصود چیدن / بزیر سایه اش از خود رمیدن
نهادن بر خود و بایست خود بار / مرادش را شدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب / بنفخ روح ربانی مناسب
ولیکن شرط چارم لازمی نیست / بقصدش سد باب محرمی نیست
بسا مرغان که علوی آشیانند / اویسی مشرب و عیسی زبانند
بحسن طالع و از لطف باطن / گرفته گوهر از اصل معادن

[illegible]

بشامِ هجرت و تاریکئ غار — بآن خوش عنکبوتے عنبرین کار

بجورے کز قریش و اقربا دید — بآشوبے که دشتِ کربلا دید

بدار و گیرِ بدر و حربِ خندق — بروزِ فتح و نورِ حصحص الحق

بآن شب کز سرائے اُمّ هانی — رسیده در مقامِ لامکانے

به بیرون رفتن از آوازِ این ده — به سُبحان الّذی اسریٰ بعبده

بدیدے آنکه می بایست دیدن — به بیخود گفتن و بیخود شنیدن

بفقرے کز خودش درویش میداشت — بسرِّ الفقر فخری پیش میداشت

بآن قسم کاو در روزِ شفاعت — کند تدبیرِ مشتِ بے بضاعت

که این غافل گشاید چشم از خواب — دران حجره عنایت پرورش یاب

نهد در قرنِ اول آشیانه — اویسِ ثانیش خواند زمانه

ز آسیبِ زمانه فارغ البال — به بینم ماضی و مستقبلش حال

من ار چه دورم از بختِ سیه دل — تو حالِ گرمدی داری چه مشکل

کنارے نیست دریائے قدم را — ید طولیٰ است بازوئے عدم را

مرا گرچه سراسر کارِ خام است — تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

وگر نفسم مرادے را کند یاد
دمے بر دن ز حول و قوة خویش
سرم مست غرق بحر هدایت
بتقدیر الهی شاد باشم
سر تسلیم بینم نیک و بد را
چو بیرون شد ازین ششدر ره دم
بمرگ اختیاری راه بردم
دمے در یاد کر دارم زبان را
بسر گرمی آن شیرین ترانه
دماغم بر درد جیب تحمّل
شوم واقف ز الطاف نگهداشت
بنفی غیر و تسدید خواطر
زمانے از حضور غیر آزاد
پس آنگه در پے تحقیق اخلاص
دلم گوید که سودائے ندارم

برآرم در جهادش تیغ بیداد
شوم در انتظار دولت خویش
دلم مشتاق انوار لقایت
وزین خورسندگی آزاد باشم
براندازم ز خود بنیاد خود را
همان انکار من هرگز نبودم
ز مردن پیشتر خود را سپردم
رسانم الله الله گوش جان را
در آیم در سماع عاشقانه
فتد در کشور دانش تزلزل
برآرم دست در کار نگهداشت
براندازم بخواست از مظاهر
نگهدارنده خود را کنم یاد
به بحر نامرادی گشته غواص
بجز عشقش تمنائے ندارم

دران خلوت که چشم جان نگنجد
بجز نظارهٔ جانان نگنجد

بجز نظاره چیزی در میان نه
خود از نظارگی نام و نشان نه

نظر هم نیست اینجا جز تحیر
فان الذات ممنوع التفکر

درین بستان بود نخلی برومند
دل آگاه و جان آرزومند

ولیکن بر بجز خون جگر نیست
گلی جز خار حسرت در نظر نیست

دو معنی حاصلست آزادگان را
بدام عاشقی افتادگان را

یکی در طلب دیگر فسردن
باستغنای مطلب راه بردن

چگفتم حاصلی غیر از عدم نیست
کسی را شرکت اندر بیش و کم نیست

اگر درویش درویش است او نیست
سخن کوته که جای گفتگو نیست

طلب بیچون و مطلب بیچگون نه
نه این را شکل و نی آنرا نمونه

محبت خانهٔ فارغ ز غوغا
ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص بطلب تنزیه مطلوب حقیقی

بیا بنمرا چو توفیقی رفیق است
بیارم آنچه لا بد طریق است

گذشتن اول از خود شرط کار است
فراغت چوبی بی اعتبار است

همه لذات روحانی حرام است
حظوظ نفس ظلمانی کدام است

257

نگنجد بیاره عاشق را فراموش
بهر داغی که زخمت کاریش بود
دو دزدی در امانت داریش بود
زمانی و تو نی نام و نشان نه

در تحقیق مشاهده و دیدن

در بیان تجلی معنوی در وصف صفات

مقید نیست این قسم از سعادت
نه و صحرای غیب و نی شهادت

چو در صورت بود گر در مثال است
علی التحقیق این قسم اتصال است

همان در کسوت نور مثالی
ز زنگ حیز و اشکال خیالی

بلی مرئی چه ظلمانی چه نوریست
چه جسمی چه مثالی جمله صوریست

کسی زین جلوه بالاتر نه بیند
برون زین قسم چشم سر نه بیند

شب معراج سلطان گزیده
خلاف آید که دیده یا نه دیده

که ذات حق بغایت ناپدید است
بجز چشم یقین او را که دید است

ظهور ذات حق در قلب انور
بود چون جرم خور در چشمه خور

اگرچه جرم خور دیدن نیاری
وجودش لیک پوشیدن نیاری

تجلی بیگمان نسبت بذات است
شهودش در لبس نور صفات است

همه در پرده انوار اسما
مشاهد نیست جز قلب شناسا

ولی در آخرت سلطان مختار
بچشم سر دهد خلقی درین کار

فتد در موطن تبلی السرائر
بروی روز انوار ضمائر

بجنت آفتاب و ماه نبود
بجز رخساره جان آگاه نبود

مرا بالجمله تحقیق اینچنان است
که دیدار خواص آن جهان است

هم تحقیق او در حق تحقیق این راز * بجاویدان کند فانی ز خود باز

شود نور یقین مست نظاره / دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینے تا حد حق الیقینش / یقینے مقصد و معراج دینش
یقینے اسم المؤمن نقابش / زهر وهم و گمان بیرون حسابش
یقینے اصل دید آن جهانے / یقینے تیز گرد لامکانے
درینموطن مجال آگهے نیست / مشاعر را درین خلوت رہے نیست
که برهان وجودش هم وجودست / شهودش را دلیلش هم شهودست

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صوری و علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جان / بود بے پرده کشف ذاتی است آن
وگر علمی بود علم حضوریست / ولے در پرده کآن امر ضروریست
ولے علمی حصولی شد مقامش / تجلی معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند روے / تجلے صورتش خوانند سخن گوے
دو جا لیکن ظهور این جمالست / یکے در حس و دیگر در مثالست

در بیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آن

دلم دوشینه در فکر یقین بود / در اطوار ظهورش تیز بین بود
که یارب شاهد عین الیقین چیست / دران عین الیقین مقصود این چیست

ظهور دارد و از عین سعادت
تعالی الله چه عالی قدرتست این
نیامیز چه زیبا حکمتست این
چمن آن نور از کف تنهاست این
جدا از اصل خود گر دیر

چو از وجهی شک آمد در وجودش / مدار سی نیست چندان بر شهودش

خلیل از سر صوری چون برافشاند / کتاب لا احب الآفلین خواند

محقق راست اندر پرده رازی / دلش با پردگی دارد نیازی

وزین دم جلوهٔ عین الیقین است / ولیکن جلوهٔ خلوت نشین است

باصل خود رسید آن نور جاوید / برهنه از لباس بیم و امید

حضور ذات در مرآت نور است / ازان عین الیقین نور حضور است

چو در علم از مقام خود برون بود / ز نسبتهای گوناگون درون بود

بسی ناحق شناسی میشد آنجا / سراسر ناسپاسی میشد آنجا

چو توحید آمد اسقاط اضافت / یقین وارست ز آسیب کثافت

درین معموره جز حق الیقین چیست / بجز حق واقف علم الیقین کیست

که در حق الیقین از غیر بر نیست / یقین را رتبه زین بیشتر نیست

درین موطن که مطلق کشف است / شود روشن که مطلق نور عین است

محقق شد ازین علم مسلم / که وجدان طلب آمد مقدم

نهایت درج بوده در بدایت / تعالی الله زهی نور هدایت

چه خوش گفت آن حکیم کار آگاه / چو سائل بالیقین گفتش هو الله

٢٦١

حضوری ساده رخشانست اینجا | توجه عین وجدان است اینجا
درآید چون در استیلا توجه | شود چون ذکر ناپیدا توجه
دل از خورشید وحدت نور گیرد | وجودش جملگی مذکور گیرد
ورش از نور خود علمی دهد دوست | چگویم الله الله روی نیکوست
درین ره هرکه انوار خدا یافت | بتحقیق انتها در ابتدا یافت
برون از صورت معنی نگاریست | مجرد از تماشا انتظاریست
تماشا کن بکار علم افروز | بیاب این انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایمان محقق | اگر علمست در عین است و در حق
بآسانی درین ره میتوان دید | زهی برگشته بخت آنکس که نشنید
طریق مستدیر است اینکه گفتم | بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
ز خود بیرون برو کز توحد ایست | خودی بگذار کاین از خود ستائیست
شمردم آنچه می باید شمردن | تو دانی و قبول راه بردن

تاریخ تولد برخوردار خواجه محمد عبدالله و خواجه محمد عبیدالله که بیکسال متولد شدند

در باغ طراوت جوانی | بی برگ گذشت زندگانی
هرگز نشمیده بوی فرزند | بودم سرو بی بسایه خورسند

در خانهٔ کمترین غلامی — شد بنده یکی بزرگ نامی

این نام خجستهٔ ملک زاد — انشاء الله شفیع من باد

بر درگه خواجه ام رساند — گوید ز من آن سخن که داند

گوید که ز رستهٔ کارم آگاه — او مفلس و من خزینهٔ شاه

کارش همه گرد من تنیدن — انسش بخیال آرمیدن

من بودم و نقد خانهٔ او — سرگرمی آستانهٔ او

بیچاره قلندری تهی دست — می بود خزینه دار پیوست

چون باغ طبیعتش بر آورد — در میوه جمال من اثر کرد

چشم ملکی شناخت زادش — زانروی بمن لقب نهادش

القصه دران گذشتن روز — آمد بزمین چو باد نوروز

کردند موذنان اسلام — تکبیر اذان بگوشش اعلام

تا قطرهٔ او ثبات یابد — دین ابوین ورنه تا بد

برخیز هلا موذن غیب — درگوش من آرهنگ لاریب

این خسته بسی نیازمند است — یک اشهد از لبت پسند است

گر بگذرم الله از تو گیرم — والله که همان زمان بمیرم

در مهرِ الله ار شوم نیست
حاجت بسماعِ اکرم نیست

در چشمِ من آن الف عظیم است
دانم که صراطِ مستقیم است

من یکدم سه نام دارم
یک شمه حیات کامدارم

از شمه کفایتست این کار
چون من بروم چه کم چه بسیار

چون در نگری غرض تمام است
سررشته ز شمه هم بجام است

گر بحر رسد به تشنه کامے
سیرابیِ اوست هم ز جامے

نه نه غلطم مقامِ درویش
عالی است ز حرفِ اندک و بیش

دریاے ازل بسے شگرف است
سبحانک ثبت این چه حرف است

ای لیس کمثلهِ نقابت
سررشته عقل شد بابت

من خرقه عاقلی دریدم
ایمانِ محمدی گزیدم

از قیدِ تفکرم چه حاصل
آن خواجه بس است عقلِ کامل

پس هیچدان همه گمانم
تحقیقِ ره چنین چه دانم

هر چند که خلقِ ناشناسا
گویند که عاقلست و دانا

اُستادم و دانشم کتابم
دانی که من از کرام یابم

طفلم که نخورده شیرِ مادر
افتاده همان بخاک و خون در

آن تیره به قلزم فنا گم — روشن به حباب اختفا گم
خورشید حباب نور داد — در پرده چنین ظهور داد
گر پرده ز روی خود گشاید — خورشید باختفا در آید
یارب که طلسم خودکشائی — این طفلک ما با و مائی
خود را بنظام خود گذارد — چون نخل ز دانه سر برآرد
چندین همه آفتاب رفتند — در بحر تو چون حباب رفتند
این قطره هم از شمار ایشان — در موج خودش مکن پریشان
باشد کامم ازو برآید — چون بینمش از تو یادم آید
بس تشنه و بس خرابم ای دوست — در حسرت یکدم آبم اید دوست
هر جا که ترشحی تو بینم — در العطش آیم و نشینم
ای بحر طرب بکام من شو — امروز یکی بجام من شو
من جام چه میکنم گدایم — مشتاق توام دهن گشایم
اکنون دهنم گشاده بهتر — بحر سخن ایستاده بهتر
زین گفت و شنود حاصلی نیست — حیران و خموش بایدم زیست

ایضاً ساقی نامه

این صورتِ تو عرش آشیانست	اسرارِ عجب درو نهان است
نه بارگهن قیدِ قبار	اوّل قدمش مقامِ دیدار
ایمان برهنه باده تو	فردوس دلے کشادهٔ تو
دوزخ صفتے که از تو دور است	سُبحانَ اللہ عجیب صور است
من گرچه که آتشین و ماغم	از نکہتِ تو شگفته باغم
ای زاہد خام طبع بیکار	خود را اگر وجرعه میدار
دریاے طبیعتت غم است	یکقطره ز دُردِ مے تمام است

تمت

قصیدہ در منقبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ مصنفہ جناب مولٰنا و مرشدنا مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی مرہوی دامت فیوضہم

دکھاوے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی کا	کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا
امامِ علمِ ربانی علیمِ سرِّ پنہانی	بیان کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

نہ تھا کوئی متوالا مجدد الف ثانی کا

نعیم حق وہی ہے جو رہے اسرار بستہ
یہی ہے رستہ سیدھا مجدد الف ثانی کا

طریق احمدی ہے احمد مرسل سے پہنچا ہے
اویس ہند ہے رتبہ مجدد الف ثانی کا

ہوئے وہ مسند آرا ے محمد فی ہر دو باطن
الم نشرح بنا سینہ مجدد الف ثانی کا

ملا مجموعہ طریقت کا ہم صدیق و حیدر سے
نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا

ہوا علم عثمان کا کیا حق سے عطا اون کو
بنا احمد مسمّی کیا مجدد الف ثانی کا

طریق صابری اون پر ہے سجادہ ابجد سے
کہوں کیا رتبہ اعلیٰ مجدد الف ثانی کا

کرامت چشتی شاہ قادری سے فیض برحق سے
جہاں میں تھا وجود آیا مجدد الف ثانی کا

طریق قادری کا فیض پایا شہ سکندر سے
ہے سکہ جاری مہر خدا لا مجدد الف ثانی کا

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی سے — بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

خلیفہ وہ بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے — مگر سب سے فزون پایا مجدد الف ثانی کا

دقائق سے ہوئے واقف حقائق کو ہوئی کشف — تمیز عبد و رب حصہ مجدد الف ثانی کا

جھلک سے ایک تجلی کے ہوئے موسیٰ سے خود رفتہ — ہے ذات بحث نظارہ مجدد الف ثانی کا

نگاہ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اکدم — ہے سکر و صحو سب یکجا مجدد الف ثانی کا

لکھے [illegible] کیون جب پاے وہ احمد کو احمد مین — کہ جلوہ ہے احد کا یا مجدد الف ثانی کا

ایضاً

پلا دے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا — کہ ہون مشتاق مین یکسر مجدد الف ثانی کا

پلائے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی حس سے — رہون مخمور تا محشر مجدد الف ثانی کا

ہے نام و نشان میرا کجیہ ذات و صفت باقی — رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی کا

ہین درج گوہر معنی وہ برج مہر عرفانی — جہان مین نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانی کا

عوام اونکے اشارہ ہے خاصان حق بلکہ — یہ ہے مخصوص ایک جوہر مجدد الف ثانی کا

کرامات اونکے ہین لاکھون عیان ہی جملہ عالم پر — بنا قطب و غوث اکثر مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے خبر دی اونکی آمد کی — نہو گا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانی کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن — طریقہ سب مین ہے بہتر مجدد الف ثانی کا

سر سرہند اوترتے ہین لئے نوری طبق قدسی
دم مرگ اور لحد مین پھر قیامت کی بنی مین بھی
بہا لیجاتا ہے اک نام لینے سے فقط اے فرد

مگر ہے آج عرس اپنا مجدد الفِ ثانی کا
وسیلہ ہے ہمین یکتا مجدد الفِ ثانی کا
مجھے فیضان کا دریا مجدد الفِ ثانی کا

جو شانِ مجدد کو مانا نہین ہے
ادائے مجدد پہ دل بیچکا ہون
رہا صرفِ انسان کی حد سے وہ قاصر
نظر مین سمایا ہے کوئے مجدد
کہان بندگی چھوڑکر اوسکی جاؤن
اسی در کا سگ ہون نہ چھوڑون یہ چوکھٹ
خسرو کی لینا مشکل بنی مین

تو شانِ رسالت کو جانا نہین ہے
مرا دل کسی بت کا شیدا نہین ہے
مجدد کے در تک جو پہونچا نہین ہے
ترا نقشہ اے خلد جچتا نہین ہے
کہ ایسا کوئی اور مولیٰ نہین ہے
کہ ہس ہٖ کوئی اور آقا نہین ہے
کہ حامی کوئی اور اسکا نہین ہے

ہند مو آؤ کہ سرکارِ مجدد دیکھین
دیکھنا ہووے اگر قبۂ قصرِ جنت
دیکھنے ہووین اگر شوق سی اللہ والے
آئینہ دیکھنا ہو جسکو جمالِ حق کا
ہے اگر نقدِ ارادت تو خرید و کونین

روکشِ خلد وہ دربارِ مجدد دیکھین
روضۂ پاک پُر انوارِ مجدد دیکھین
ملین قسمت سی تو زوارِ مجدد دیکھین
سیدھی قسمت ہو تو دیدارِ مجدد دیکھین
تاجر آؤ کہ بازارِ مجدد دیکھین

ہے احمد حسین شاہ پیر طریقت
جو دران کا پایا وہ پایا خدا کو
یہ حقگو بھی اک خادم کمترین ہے

نظران پہ اپنی جما کر تو دیکھو
چلو بھائی در انکا پا کر تو دیکھو
غلامی مین احمد کی آ کر تو دیکھو

ولہ ایضاً

مزہ من سرائی کا پا کر تو دیکھو
بہت سی سنے ہونگے تم لن ترانی
شنو نا امر حق کے سچ رب سے ہر دم
پرستش نکیجیو کبھی غیر حق کی
بھٹکتے ہو چو طرف کیا ڈھونڈھتے ہو
اگر چاہتے تم ہو سیر الی اللہ
ہو ظلمات غفلت مین کیون تم مقید
دل اشقیا ہے حجر سا و لیکن
سب آفاق و انفس مین تسبیح حق مین
بھولا دو سبھی غیر حق لا الہ سے
خدا واذکروا اللہ کہا ہے عزیزو

ذرا قدر اسمی الحق سنبھا کر تو دیکھو
صدارت ارنی سنا کر تو دیکھو
بالآخر تو لا لت پا کر تو دیکھو
بلی قول اپنا نبھا کر تو دیکھو
نداے نحن اقرب کی پا کر تو دیکھو
دل مردہ زندہ بنا کر تو دیکھو
ہو اللہ کی راگ گا کر تو دیکھو
کلام الٰہی سنا کر تو دیکھو
ادھر کان دل کی لگا کر تو دیکھو
مزہ وحدہ کا اوٹھا کر تو دیکھو
خدا کی طرف دل لگا کر تو دیکھو

الا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْن

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرہ صوفیہ مجسم فیض

یعنی

مثنوی معدنِ فیض

مصنفہ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ رب ذوالمنن حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری سہروردی الہ آبادی

معہ

تذکرہ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشد اولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے عرفائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہا والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی مولنا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری سہروردی نقشبندی المجددی نعیم اللہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مولفہ

مولائی و مرشدی حضرت مولنا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحمید آبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی



بعد حمد خدائے رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔ خاکپائے درویشان فقیر احمد حسین خاں ابن قطب زماں حضرت حافظ محمد عباس علیخاں الامروہی مرید و خلیفہ رشید پیر سپہر رشد و ہدایت گوہر دریائے زہد و ولایت حقایق و معارف آگاہ فضیلت و کمالات دستگاہ عالی نشان علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلہ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہراہ حقیقت امام صوفیہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت قدوہ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین زبدۃ القراء والمفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولنا و مرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت حکیم پادشاہ الہ آبادی فرزند نجیب و خلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زمان القادری الالہ آبادی فرزند و سجادہ درگاہ حضرت غوث زماں سید شاہ محمد رفیع الزمان القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و ہمشیرہ زادہ حضرت مولنا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظرین تمکین میں عرض پرداز ہے کہ اگرچہ بموجب مقولہ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ (یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہے نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ یَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسکا ترجمہ مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہے **نظم**

همچو نفس و هوا کز سپاه شیطانند ... بجز جنود حکایات رهنمایان را
چو زور بر دل مرد خدا پرست آورد ... چه تاب آنکه برین هنر آن شکست آورد

لہذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے و اضح ہو کہ مصنف مثنوی شریف علیہ الرحمہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری الالہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں

نظم

بس دل از آن هادی راه دین ... که او زنده جاوید کرد دین مبین
درین شهر طرح اقامت نهاد ... در فیض بر شهریان برکشاد
چو پرسی ز من نام شهر و دیار ... کنم بر تو با طرز خوش آشکار
دیارے که آبادیش از خداست ... ز بس شهرهایش بهر شهرهاست
بسه جانبش بحرهائے جلیل ... روانند چون چشمهٔ سلسبیل
بنام اله است آبادیش ... ز وادیِ ایمن بهین وادیش
مکانات این شهر مینو سواد ... برفعت ز کیوان دل برده یاد
خصوصاً دوائر که از کاملان ... بنا یافته چون فضائے جنان
که هر یک بلند از عروج سماست ... تو گوئی یکے از بروج سماست
ز برج فلک زینتیش جداست ... که هر دائره مرکز اولیاست
درین شهر فرخ بسمت جنوب ... زمینے بسی زنده و جائے خوب
درین خاک پاک آن ولایت پناه ... بنا کرد یک دلنشان خانقاه
به جهونسی چو حائل گیو آ و مه ... بسے قرب هاندر این خانقه
با وان اکبر بوجه کفاف ... بنام همین شاه دین مدعاف
اگر حالش از شوی خواستگار ... بدان شانزده الف اندر شمار
چو زو هست این خانقه را بنا ... لهذا بنامش کنم ابتدا
چو سازی هدایت بالله ضم ... شود اسم پاکش عیان چون علم
طریقت مآب و فضیلت پناه ... هدایت کن خلق سوئے اله
ازان بعد آن مفخر عارفان ... ملقب بشاه بدیع الزمان
که در عهد سلطان فرخ سیر ... رسید آن معافی باین نامور
سوم آنکه بر رفعتش آسمان ... برد رشک یعنی رفیع الزمان
که بیعت بد او بود از خال خویش ... از و رونق خانقه گشت بیش
بحدیکه شهرت بنامش گرفت ... همه شهر فیضان عامش گرفت
سن هجرت او که اشرف نگفت ... ازین بعد آنرا نباید نهفت
نگارم من آنرا پئے یادگار ... که باشد سن هلکش را شمار

قطعهٔ تاریخ

رفیع الزمان شاه عالیمقام ... بدیع الزمان و سراهل دید
ز خمخانهٔ عشق در جام شوق ... چو او کس نے وصل کمتر کشید
همه دیده از بهر دیدار حق ... چو او عارفے چشم گیتی ندید
گذشت از جهان بے تمنائے وصل ... ندائے خدا چون بگوشش رسید
بتاریخ آن کرد اشرف چو فکر ... بگفتم بلے در بهشت آرمید
۱۲۰۹ھ

حضرت مولٰنا سید محمدؐ قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر کے تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطابِ نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبہ عشق الہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہِ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کرکے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافتِ تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی گئی پس حسب الحکم مرخص ہوکر شہر الہ آباد میں بہ محلہ یحیی پور رونق افروز ہوئے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقرا و خدام کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گزرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظلِ سبحانی مجھکو آیۃ شریف وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جائے اور اوسکو واپس فرمادیا۔ آپنے سنہ ۱۰۳۹ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے نظم

زسادات وز خاندانِ شریف	لطیف النسب شاہ عبد اللطیف	بعہدِ جلالِ و فر اکبری	سرافراز بودست بر سروری
قوی بازو و دست چنگال بود	طرفدارِ صوباتِ بنگال بود	کہ در مفت صوباتِ ہندوستاں	نیز زدیکے ہم بپایہ انگ آں
بہ آخر چو خوفِ خدا بر فزود	بیکبارگی ترکِ منصب نمود	چو شاہِ بلخ ترکِ شاہی نمود	توکل بفضلِ الٰہی نمود
بچشمانِ کم دیدآں جاہ را	پسندیدہ از ترک آں راہ را	لباسِ فقیرانہ در بر گرفت	یکے تاجِ مردانہ بر سر گرفت
بپائے طلب بادلِ پُر ز سوز	از انجا گرفتہ رہ جونپور	بر شاہِ راجو محمدؐ برفت	از ایشاں کلاہِ خلافت گرفت
ازاں پس بہ تعمیل ارشادِ شاں	رسیدہ بایں شہرِ مینو نشاں	برآں زندہ جا کہ ذکرش گذشت	بیادِ خدا بر توکل نشست
دمی کایں وقایع باکبر رسید	غمے گشت و چوں جائزہ خود ندید	بنامِ نکوئیش بہ بہرِ کفاف	بسے کالک و دہ نمودہ معاف
ستائش فرستاد و منت نمود	بہ تسلیمش او راچو دولت نمود	پسش بازپس داد بعد از دعا	نوشتش کہ برز رزقکم فی السماء

مرا اعتقادے قوی شد شہا | کشودم بجاں خود دم کن رہا
غرض کردہ از بذل سلطان را | زخود کرد عہد قناعت وفا

چو زیں دارِ فانی بسوئے ارم | سفر کرد آں شاہِ عالی ہمم
سن رحلتِ آں ملائک شیم | رقم کردہ شد ہائے شیخ عجم

مرا او را بسر بود قایم بنام | محمد بفر قش گرفتہ قیام
بفر قش محمد تقابش خدا | درون و برون بس زدنیا جدا

یکے فاضلے بود صاحب جمال | شہ سیو ہمی راہماں بود دل

بالآخر بعہ سر حلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے آپکے کمالات کا صیت و آوازہ چار دانگ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہوگئی۔ ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوئے اور بیشمار خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ ایک واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ بروز عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار ہوا تھا اوس پر فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پائے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں یہ قصہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو تھلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی تھلیا لبالب بھری تھی۔ بتاریخ ۲۲ شوال المکرم سنہ ۱۲۵۲ ہجری وصال فرمایا مزار اقدس الہ آباد میں ہے۔

نظم

کہ بود او سمی شہ مرسلاں | فدائے محمد محمد زماں
ز بس صاحب خرقِ عادات بود | خداوند کشف و کرامات بود

اگرچہ بسے ہست از کشف او | ولیکن منم بسکہ ایجاز گو
یہ بہر نمونہ از اں اندکے | ز بسیار کم لیکن از صد یکے

بطوریکہ خود ہست در گوش ما | بلا کاست و کم نمایم رقم
بعاشورہ شہر اندوہ زا | بیوم بکا و بروزِ عزا

کزیں بانو شاہِ عالیجناب | کہ بس پارسا بود عفت مآب
سبوہائے شربت پر از رائحہ | بر و خواندہ از صدق دل فاتحہ

نگہداشتہ بود از بہر آں | کہ سیراب ساز دلبِ تشنگاں
رساند بروح شہیداں ثواب | کر ایزد بہ بخشش کند کامیاب

زپیرانہ سالی و ضعف بصر | بناگہ زپائے شہ نامور
چو واژوں سبو گشت سر فتاد | با ستاد خاموش آں خوش نہاد

اندریں ماجرا بانوئے نیک تن | برسمے کہ گویند با شوے زن
بدو گفت خندہ زناں کیں چہ شد | بچشم تو الامکاں بیں چہ شد

کہ شد شربتِ پاک مقسوم خاک | جوابش بفرمود شہ با تپاک
عبث شور کردن ترا عادت است | ببیں ایں سبو چہ ز شربت است

بگیر و بہ ہر کس کہ خواہی بدہ | مبیں عیب کوتہ نگاہے منہ
نظر چوں فگندند سوئے سبو | خود آں ہم پر از شربت مشکبو

بدیں گونہ اکثر کراماتِ شاں
نویسم کنوں قطعِ تاریخِ آں
چوں بگوشِ قلبِ او آمد صدائے ارجعی
قطبِ عالم ہادیِ دیں قدوۂ اہلِ صفا
گفت لبیک اجابت چوں بداعی اجل

بدانند مردم بسے بر زباں
کہ آنرا نوشتہ اشرف خوش بیاں
جست زیں تنگِ قفس شاداں سوئے مولیٰ برفت
زیں تنِ خاکی بر اوجِ منزلِ اعلیٰ برفت
زود در وقتِ سحر در جنت الماوا برفت

لہذا بریں میکنیم اکتفا
آں محمد کو ملقب بود با شاہِ زماں
زیں خراب آبادِ عالم بر فضائے لامکاں
آفتابی کز وجودش بود روشن ایں جہاں
سالِ تاریخش چنیں گفتہ اشرف زار در فغاں

کہ مشتے نمونہ ز خروارہا
نقل فرمود از جہاں طارمِ علیٰ برفت
از پئے دیدارِ جاناں با دلِ شیدا برفت
وا ز زیرِ تودۂ خاکی ز فرقِ ما برفت
ہائے واویلا خلیفۂ عصر از دنیا برفت ۱۲۵۲

آپکے سات صاحبزادے بدیں تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض وغیرہ (۵) مرشدی ومولائی حضرت مولٰنا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم افاض اللہ انوارہم

اِس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کرنیکی ضرورت ہی آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر ومرشد حکیم بادشاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیاء سر حلقۂ صوفیہ صافیہ مقبول بارگاہ ذو المنن **حضرت سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چارمی حضرت قطب الاقطاب دوران بایزید آوان برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زماں قدس سرہ الرحمٰن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید وخلیفہ اجل وجانشین بودہ اند۔ واز صرف ونحو وضروریاتِ دین آگاہی میداشتند وکتب درسیۂ تصوف بوجہ کمال میدانستند وملازمت احدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم والصلوٰۃ بودند۔ وگاہے صوم ایامِ بیض ترک کردند۔ وستۂ شوال ودیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آں بعمل می آوردند وسخنِ عارفاں میگفتند ومثنوی مولوی رومؒ قدس سرہ العزیز را اکثر در مطالعہ میداشتند۔ وغوامضِ آں بوجہ احسن میکشودند۔ ومحیطِ حقایق ومعارف از منبعِ طبعش جوش میزد۔ ودُرہائے مضامینِ عرفاں از صدفِ دہانش بیروں می آمد تصنیفی چند مثلِ مثنوی معدنِ فیض نصائح ومنظومۂ کیدانی بفقہ ودیوانِ اشرف وکلامِ اشرف بنعت وساحرِ نغان اشرف بتصوف وترانۂ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ وآنحضرت بمقام

تحقیق قدم زده بودند۔ علمای ظاهر اکثر با جناب موصوف بعلم توحید که از والد ماجد خود اکتساب کرده بودند مناظره میکردند و مغلوب میشدند۔ فقیر بعد انفراغ تحصیل علوم تا مدت ده سال بخدمت حضرت ایشان استفاده علوم باطنیه نموده ام و مباحثه بسیار میکردم و بمطلب فائز میشدم۔ جناب ایشان بفنا و بقا مشرف گشته بمشاهدهٔ حق استغراقے داشتند۔ و در نسبت باطن دوام یاد و جمعیت باطن و نفی خواطر از دل و دماغ ترقیات میکردند۔ تصفیه و تزکیه از رذائل نقد حال ایشان بود۔ لذت و حلاوت بطاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند۔ آداب ظاهر و باطن و انوار و برکات که در صحبت جناب مرحوم حاصل بود و بآن تهذیب نفوس سالکان میشد غالب است که چنین سعادات بعهد بزرگان سلف طالبان را دست میداد۔ و به تزکیهٔ قلب و تصفیهٔ باطن و صفائی نیت و پاکی طینت و کرم جبلی و مروت فطری و سائر خصال رضیه و شمائل مرضیه نظیر نداشتند۔ و مرید کم میگرفتند اجل خلیفه و مرید حضرت ایشان شیخ هدایت الله و نامی برادرزادهٔ شاه نذر محمد تم الکالنوری هستند و جناب مغفور را حیات چندان وفا نکرد و بعمر چهل سالگی بمرض تپ دق و سل مبتلا شده در سن یکهزار و دوصد و شصت و پنج هجری داعی اجل را لبیک اجابت گفتند و شربت وصال چشیدند۔ و جناب ممدوح را فرزندیست ارجمند که متصف بصفات حمیده اند المسمی سید شاه حیدر حسن سلمه الله من آفات الزمن و ایشان هم صاحب اولاد اند فقط لیکن کئی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

از نسخه شجرة العارفین مصنفه منشی محمد علی الفت اله آبادی رحمة الله علیه

چهارم از آن هفت گردون جناب	محمد حسن شاه اشرف خطاب	لطیف و بدیع و رفیع المکان	چراغ سمی نبی زمان
سر سالکان افسر عارفان	شه زیب بخش سریر جهان	خداوند دیوان حمد خدا	ثنا خوان ایشان امام الهدی
مر این تصانیف فیضانی است	کز آن معدن فیض یکدانی است	دگر با حریفان و تصنیف چند	بعلم تصوف ز فکر بلند
ز لطف مضامین بسی ساخته	بسے شهره در خلق انداخته	برادر زنگ دین شاه آزاده بود	خداوند تسبیح و سجاده بود
دریغا بعمر سن اربعین	سوی خلد گردید رحلت گزین	هم این شاه را هست شهزاده	بباغ سخا سرو آزاده
شجاع جهان و دلیر زمن	که نامش علم گشت حیدر حسن	که او از نژاد دل خیبر است	همه سیرتش سیرت حیدر است

بتاریخ ہفتم ربیع نخست — دریں باغ ایں سرو رعنا برست
زفکر شہ میر دیں نام جو — شد ایں اسم تاریخ میلاد او
کہ یعنی بتضمین لفظ غلام ۱۰۷۱ — بحیدر ز تاریخش گشت نام ۱۲۹۳ھ
بجو دیدند روشن ہمیں از زمن — خطابش نمودند مظہر حسن
چو ایں دُر زکان صفا گوہر است — خطاب خوشش شدہ حمیدہ است
بفضل خود ای قادر بے نیاز — بعمر و باقبال ایں سرو ناز
بیفزائے برکات لاانتہا — بطفیل شہ اشرف الاولیا

غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سرہ

سعادت خانہ زادی گوہر او — سیادت زیب فرق افسر او
زسرداران بزم شعر امروز — نمی بینم کسے را ہمسر او
باستادی کسے را زان نگیرد — کہ بودہ خضر معنی رہبر او
بچشم اہل بینش بہ ز اکسیر — نماید جلوہ ہا خاک در او
ہمانا نالہ موزوں کردنش را — شدہ عشق حقیقی رہبر او
بس اے الفت مقام خود نگہدار — کجائی تو کجا شان فر او
باوج وصف او گر مرغ فکرت — بپرو افتد زخود بال و پر او

حالات حضرت حکیم بادشاہ قدس سرہ مصنف تذکرہ

جناب مستطاب مرحلقہ کاملان فخر علمار ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم باعمل ملائک شیم صاحب جود و کرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے ارباب صدق و صفا مقتدائے اصحاب حلم و حیا افصح الفصحا ابلغ البلغاء اختر تابندہ فلک سخندانی رشک انوری در روشن بیانی افتخار فخر رازی ہم نوائے سعدی شیرازی مطلع انور طریقت منبع اسرار حقیقت نائب مناب شریعت مصطفے قایم مقام طریق علی مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل الفضلا واکرم الحکماء عالی نساب علو انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ واقف علوم عقلیہ و نقلیہ امام صومعہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت امام المتورعین سند الفقہاء والمحدثین سیدی و مرشدنا مولنٰنا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ آل نبی رفیعی القادری السہروردی النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علوم ظاہری معقول و منقول کی تحصیل شہر لکھنؤ میں بعہد حکومت نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہ وقت بمحل سرائے مولوی محمد حیدر مرحوم دس سال تک مقیم رہکر علمار فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی و گرامی کی خدمت میں فرمائی اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علمار ماہرین فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی تفصیل یہ ہے مولنٰنا مولوی محمد نعمت اللہ و مولانا مولوی محمد معین و مولنٰنا محمد اصغر و مولنٰنا مفتی محمد ولی اللہ

ومولنٰنا اخوند شیر محمد ولایتی ومولنٰنا مولوی حسین احمد وحضرت سید عبدالرحمن مدنی۔

(۱) مولنٰنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علماء فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہور اللہ سے تحصیل کیے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولیٰ حاصل تھا عرصۂ دراز تک بلدۂ لکھنؤ اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والیٔ بڑودہ نے آپکو بلاکر نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سرفراز کیا علماء کے سوا طبقۂ امراء اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹۰ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنؤ میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرۃ الاولیا وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد حسین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علماء فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کیے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کیے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرأۃ خلف الامام۔ المعینیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتادی آپنے سنہ ۱۲۵۵ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنؤ میں موجود ہے

(۳) مولنٰنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبدالعزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مشہور فاضل خاندان علماء فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کرلینے کلام اللہ شریف کے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی اور عالم تبحر جامع معقول ومنقول ہوے۔ منقول میں خاصتۃً علم فقہ واصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی۔ کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے۔ چنانچہ مصنف کتاب خیر العمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری وباطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۵۵ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پروتے مفتی محمد یوسف داماد مولنٰنا مولوی محمد عبدالحی مرحوم زینت افزائے لکھنؤ موجود ہیں۔

(۴) مولٰنا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ جلیل الشان فاضل خاندان علمائے فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل تکمیل اپنے والد بزرگوار و چچا مولٰنا محمد مبین اور مفتی محمد ظہور اللہ اور مولٰنا عبدالقدوس سے فرمائی تھی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحہ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالہ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہدیہ تہذیب الجلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالہ الایقاظات فی بحث العلم شرح الایقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح مسلم العلوم شرح مسلم الثبوت رسالہ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی اغصان الاربعہ لشجرۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۵ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میرزاہد بہ شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امرا کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے بسنہ ۱۲ھ میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولٰنا مولوی رشید الدینخان صاحب دہلوی و مولٰنا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولٰنا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذہ حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے تھے

(۷) مولٰنا مولوی حافظ سید عبدالرحمن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدار حرم شریف مسجد نبوی جلیل القدر محدث علماء حجاز عرب سے تھے قرأت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا مزید کیفیت آپکی دریافت نہیں ہوسکتی۔ بعد تحصیل کتب متداولہ و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ نے اکتساب علوم باطنی حسب تعلیم سلسلہ قادریہ سہروردیہ اپنے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار برادر معظم مصنف مثنوی شریف ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے بتکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا مولوی سید محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور اونکا سلسلہ نسب جناب سید محمد فرزند حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

اجازت تامہ پائی۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ آپنے شیخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباتسلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر اشیاء مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانہ حج بیت اللہ ۱۲۷۰ھ میں حاصل فرمائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوا ہر طرف سے عاشقان خدا و طالبان راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات ظاہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہو گئے۔

نظم

ازاں ہفت خورشیدِ پنجمیں — کہ بر نامِ او میکند فخر دیں
جبینش برایِ نورِ فضل و کمال — سہی سرو از جویبارِ جلال

طریقت مآب و شریعت پناہ — بملکِ فضیلت یکے بادشاہ
رہِ معرفت را شہِ سالکاں — سمند افگنِ عرصۂ لامکاں

مفسر محدث فقیہ و کلیم — ادیب و طبیب و لبیب و حکیم
گزیں نائبِ سید المرسلیں — حسینی نسب سالکِ راہِ دیں

طبیبِ مریضانِ دردِ دلی — دلش گنجِ سرِّ خفی و جلی
چو با فخرِ رازی و از بوعلی — دہم نسبتش باشد از جاہلی

کہ بودند آنہا ادیب و طبیب — یکے را نہ بد علمِ معنی نصیب
بنازم کہ حکمت پناہی کند — کہ در فقرِ خود بادشاہی کند

ز قارش فزوں تر ز قطب سماست — پئے خیمہ دینِ او تا دہاست
ستونِ شریعت ز دستش بپا — محلِ سلوک از رخش پرضیا

ز قلزم فزون ست فیضانِ او — کہ تشنہ لباں از رہِ چارسو
چہ ڈھاکی چہ بنگالی و ہوگلے — چہ سندھی چہ کشمیری و کابلے

چہ مدراس و مرہٹ چہ گجراتیاں — چہ از وسطِ ہند و چہ سواتیاں
چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں — چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں

بسی غزنوی و خراسانیاں — بسی مشہدی و صفاہانیاں
ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند — بدلخواہِ خود فیضہا بردہ اند

باقلیمِ جاں شاہ آزادہ اند — ورا ایدوں خداوند سجادہ اند
مرایں شاہ را ہم یکے شہریار — چو درِ یتیم آمدہ یادگار

کہ طبعش بلیغ و کلامش فصیح — رخِ او ملیح ست و نامش مسیح
حذاقت چو بد از جبینش عیاں — ملقب شدہ با مسیح الزماں

فضیلت پناہ ست و حکمت مآب — از ایں رو مسیحاست و را انتخاب
چو آبا و اجدادِ صاحب طریق — بفضل و علوم ست بحرِ عمیق

بطفلی شدہ علامۂ روزگار — ہمہ دانی اش بر ہمہ آشکار
شہِ صوفیان و سرِ نحویاں — امامِ ادیبانِ نادر بیاں

بعلمِ معانی و فنِ بیاں — سبق بردہ بر ذہنِ پیشینیاں
بمعقول و منقول و فقہ و اصول — بہ تفسیرِ قرآن و حکمِ رسول

بعلمِ فرائض بہ فتویٰ دہی — بہ پیش از شباب آمدش آگہی
در آید وں بفضلِ خدائے کریم — جواں ست و در دہلی را حکیم

بگوئید او را حکیم ہمام خدایا تو این شاہ و شہزادہ را	کہ بر ذات او گشت حکمت تمام کہ زینت دہست سجادہ را	بتحصیل او بسکہ نازد دوا بفضلت کہ بر فرق مسترشدان	کہ بر دست او کرد بیعت شفا بسے سالہا ظل گستر بمان

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہی

(۱) حضرت مولانا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مدظلہ العالی (۲) جناب مولانا مولوی محمد عبدالسبحان صاحب مرحوم (۳) جناب مولانا مولوی سید شاہ امیرالدین احمد صاحب برادر زادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (۴) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادر زادہ حضرت قبلہ (۵) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہی (۱) مولانا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعار ماسبق سے واضح ہوتی ہی فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے ذوات بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علم ادب و معانی حکمت و فلسفہ ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فن طبابت سے جسمیں آپ اسم بامسمی مسیح وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے متمتع ہو رہے ہیں اور کمالات علم باطنی ودیعت الہی بطور توریث ابا عن جد آپ کی ذات سرچشمہ آب حیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خادمی و مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی ما دام الایام واللیالی

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں انکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب آپ بہت ہی سعادتمند ہیں اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ اور کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہوکر فن طبابت میں شہرہ آفاق تھے کیوں نہو کہ سوائے کمالات علمی اور زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دست شفابخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہو گا کہ اونسے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہوا اور اوسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہوجاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہوگیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطلب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہوگئی تھی بقضائے الہی

عین عالم شباب میں بعمر ۲۲ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۰۲ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۲ سال بتاریخ ۴ شوال المکرم ۱۳۰۶ھ کو وصال فرمایا ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

تیسرے صاحبزادہ جناب مولنا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالی ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولنا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالی ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہ کامل حاصل فرماکر جلوہ افروز مسند آبائی ہو کر فیض رسان خلایق ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ اَبْقَاھُمْ عَلٰی رُؤُسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خوردسالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد اللہ داد علیخاں بن احمد اللہ علیخاں المعروف بہ غلام مولی خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد المخاطب بہ نواب محمد درویش علیخان اول عرض مکرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالدار الا شاہی بالا شاہی امیر الامرائی و منصبدار باون ہزاری دربار شاہان دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہما بن شیخ عبدالحکیم الملقب بہ شیخ ماکھن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد علی غفر اللہ لہم تھے۔

آپ ۱۲۴۹ھ میں بمقام امروہہ تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوگئے اور تقریبا چھ ماہ کے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا شرح ملا جامی فرمائی۔ کم سنی ہی میں آپکے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار انتظام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ بعمر ۲۲ سال ہنگامہ غدر شروع ہوا جسمیں نامور شرفا اور عمائد امراے خاندان ویران ہوگئے چنانچہ آپکے خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک واملاک لاوارث قرار پاکر ضبط سرکار انگریزی ہوگئی۔ آپ آخر غدر ۱۲۷۴ھ میں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خدمت مبارک میں الہ آباد

حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتیٰ کہ شرف خلافت تامہ اور خرقۂ سے سرفراز ہوکر مرخص و مامور بقیام اقلیم وطن ہوئے۔ ۲۵ سال کامل مسند ارشاد پر متمکن رہے صدہا ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب و شمال ہند و پنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طریق یعنی قادریہ و نقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکلہ تصوف وحدت الوجود وجودی اور شہودی بہ سہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ بنسبت صحیحہ مکملہ شیوخ متقدمین سے متصف تھے کشف و کرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر و مرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اگر خدا تعالیٰ[1] بروز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کردونگا کہ یا رب العزت میں یہ تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ سے متعدد خلفاء ہوئے بعض کے اسماء یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۲۰ محرم ۱۳۰۳ھ (۲) مولوی محمد عمادالدین بھیرایونی۔ (۳) مولوی تسلیم احمد صابری امروہی اگرچہ انھوں نے من بعد سلسلہ صابریہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہو (۴) حکیم سید کفایت علی اسراری بلب گڈھی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب ۱۳۰۲ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبد اللطیف خاں امروہوی (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر ۱۳۱۲ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مرادآبادی (۸) حافظ محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ امروہی اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ سلخ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ ماہ رمضان المبارک روز پنجشنبہ ۱۳۱۲ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضۂ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا بلاقی دہلوی

قطعہ

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب	بود سرخطہ بحق مشاغل و واصل شتاب	سال وصالش نوشت این احقر	مرشد عارف و کامل شتاب

[1] حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ بروز حشر مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الٰہی میں پیش کردونگا ۱۲

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں رہے آپکے بہت سے مریدین اور بعض خلفا موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا تھے جنھوں نے بلاد پورب میں قیام فرمایا تھا اونکا مزار شریف ناصری گنج ضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ و اصول و حدیث و تفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر و شغل و مراقبات بہت عدیم الفرصت رہتے تھے تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں۔ جیسے ازالۃ الشکوک والاوہام رد تقویۃ الایمان نذیر البشیر رد مولوی بشیر الدین صاحب سہسوانی۔ فاتحہ فی جواز الفاتحہ۔ و رسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم اللہ کنم آغاز شرح مطلب دلہا
کلید قفل گنج قلب و حل جملہ مشکلہا

بہ بحر معرفت رفتند بہر گوہر معنی
مگر آن بے نشان را نے نشان است و نہ ساحلہا

ہمی ہر تسبیح و بیم ورد و قطاع الطریق
چہ سان سالم روی نشان ما ز خویشتن منزلہا

بیا اے جان جان من بہ پیش ما عشق بنشین
کہ بی پیر طریقت کسے توانی قطع منزلہا

بر مطرب بزم ما کہ در گوشم ہمی آید
صدائے الحدی ہر دم جو جہوات جلاجلہا

سوئے میخانہ شو اے فخر و خوش خوان مصرعۂ حافظ
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

عکسے فتاد از رخ زیبا بجام ما
صبح فراق خندہ زند کے بشام ما

تا لذتے ز لعل لبت در دہان ماست
ریزد مدام شیر و شکر از کلام ما

دریائے بے نشان در معنی کجا وصد
زین سعی و کوشش و طلب ناتمام ما

اے فخر فکر ذات مکن دام بازچین
عنقائے لامکان نشود صید دام ما

فغان از دست صیاد کہ آورد از چمن مارا
ببوسیم دست و پائے آنکہ برساند وطن مارا

دو چشمم کور شد از گریہ در شوق رخ یوسف
علاجش نیست اکنون جز بہ بوئے پیرہن مارا

بشیرین لب شدم مفتون دہد جان بشیرین را
سزد گر مرحبا گوید بدین آن کوہکن مارا

برائے خلق می پوشم عبا و جبہ پشمین
پئے خالق لباس است این جامہ و دلق کہن مارا

فنا فی اللہ گر دیدم حیات جاودان دیدم
چو بر خیزم بیا بنگر ہمارو کفن مارا

ہمیشہ خواست کرد قضا را روان برآن
در امر خواجہ نیست تصرف غلام را

زندان مدام از خم وحدت خورند مے
زین بادہ بہرہ نیست ہمہ خاص و عام را

اے فخر بادہ نوش و مستی و عیش کوش
بگذار این عمامہ و تسبیح دام را

اے بہار باغ دل از نور ایمان شما
رونق گلزار جان از آب حیوان شما

تلخ باشد در دہانم ذوق شیرینی و قند
گر نہم لب بر لب لعل بدخشان شما

یا رسول اللہ جمال خود نما
بر من مشتاق حال خود نما

شوق پابوست ز حد افزون شدہ
شعشۂ نور نعال خود نما

تو کہ نور مطلقے و احمدی
نور ذات باکمال خود نما

طائر اوج تدلی یک زمان
از تلطف پر و بال خود نما

فخر از ہجر تو بے صبر و سکونست
یا رسول اللہ جمال خود نما

جز پرتو رخسار تو در کون و مکان نیست
بر دعوی من حاجت برہان و بیان نیست

بنگر کعبہ سان تافتہ نور رخ خورشید
خود دل بران گشت عیانست و نہان نیست

نقصان نہ پذیرد گل حسن تو ز دوران
الآن کما کان بلاغ تو خزان نیست

حقا کہ نگوییم بکسے سر پیدا
در مذہب عشاق چنین است و جز آن نیست

فخر جنبش نمیکند سوئے غیر
بستہ رشتۂ محبت اوست

جام صاف و بادہ گلگون مراد کار نیست
بوئے زلف مست کردہ جست خطا نیست

بلبل گلزار قدسیم و نہ آرم سوئے خلد
خلد و فردوس برین بے رخ دلدار نیست

ہمچو فرہادم پئے شیرین بگردم کوہسار
مسکن من روز و شب جز دامن کہسار نیست

غیر مینا جملہ با ہم دشمن یکدیگرند
پیش ما دیم جلوہ معشوق اندر کس اغیار نیست

دو چشم ناظر رخسار یار است
مرا با جنت و دوزخ چہ کار است

بیاد آن لالہ فام و خوش اندام
بسان ابر چشم اشکبار است

ہمین جستم و را در کوئے و بازار
بحمد اللہ کہ یارم در کنار است

نہ تنہا من بہ بوئے گل شدم مست
کہ بلبل من بشاخ گل ہزار است

چہ خوش گفت است صائب مرو تا
بیادش گیر کان وصف نگار است

بپرس ای فخر از جوہر شناسان
کلام تو چو در آبدار است

آنقدر شوق تو دارد دل مضطر بار
دمبدم سوے تو چون قبلہ نما میگردد

فخر ایوان تو دور است و مقام تو بلند

عاشقی و بت پرستی عاشقانرا عیب نیست
الغرض عاشقان با سبحہ و زنار نیست

بیخود و حیران و مستم از شراب بیخودی
فخر را در راہ حق جز بیخودی درکار نیست

دو عالم را کشیدہ در تہ تیغ
ہنوز آن تیغ ابرو آبدار است

بیا اے جان جان ناتوانم
دلم چون مرغ بسمل بیقرار است

دمے غافل نیم از ذکر دلدار
دلم با یار و دست من بکار است

ز سوز آتش عشقت چو لالہ
ہمہ تن داغ دارد و لالہ زار است

دو عالم یک فروغ حسن یار است
مرا با جنت و دوزخ چہ کار است

آدم از ترک خودی مرد خدا میگردد
در از کبر و منی شمرک و ہوا میگردد

شیشہ دل چو مصفا شود از رنگ غم
بیگمان صورت خود جلوہ نما میگردد

ز بس اہل نظر و دو بیا میگردد

رباعی

از قطرہ چو سیل آب می باید شد
وز ذرہ چو آفتاب می باید شد
پروانہ صفت بگرد شمع رہ دیش
سوزان سوزان کباب می باید شد

بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ھ بعمر ۷۰ سال وصال فرمایا مزار پرانوار الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی صاحب قصبہ کرا ضلع الہ آباد

اوتاد عصر و قطب زمان شمس دین تھے
اہل کمال اہل سلوک اہل قدر و جاہ

غوث و فقیر دوست مریدوں کے دستگیر
ابدال عہد حال تھے اور مقتدا پناہ

تھی درحقیقت انکی ذات اونکی باصفات
باطن بھی صاف اہل بصیرت تھی نگاہ

ذکر و مراقبہ میں گذرتی تھی ساری رات
ہر شام سے تھا شغل یہی تا دم پگاہ

ہر علم میں جو تھا ہر فن میں تھا کمال
نقصان نہ تھا ذرا بھی یہ تھی شان کی اُن کا

لاحق ہوا وہیں مرض الموت ناگہان
پہونچا زمان قرب جو نزدیک آ گیا

مشتاق لقائے یار جو تھی سب سے آنکھ
شوق وصال دوست میں دی جان خدا گواہ

خلوت سرائے قبر میں جلوہ فزا ہوئے
مردان پارسا کی جو ہے خاص بارگاہ

اور دفن نقش کا ہے مجدد پہ بادہ
آباد اب رہے ویرانہ خانقاہ

تھے فخر راز علم میں اور زہد میں فرید
معروف بادشاہ فقیرانہ رسم و راہ

تکیہ پہ اپنے فخر نہ مسند پہ بادشاہ
ایسے فقیر دل تھے بابن ثروت و جاہ

جس کو دل سے چاہا اونہیں کی نگاہ
پہچاننے لگا وہ مقام معرفت کی راہ

ان کا مونس کسے جو نفس سے اپنے غنی
پھر کیا ہوا اوسکی کشف و کرامات میں اشتباہ

دم بھر تھی میں مسیح پہ قانون طب تھا ضبط
حکمت میں بو علی سے زیادہ تھی دستگاہ

خود دست تیغ پیر بینا و قضا ہوئے
کی علم نقشبند اجل پہ جو ہین نگاہ

جان دیکے مرکے منزل جانان میں پہونچی آج
گشتہ میں جذب عشق سے آئی کو اسکو چاہ

فکر سن وفات میں وارث نہ جان کھو
کہہ آہ آہ آہ مشائخ کا بادشاہ

۱۳۰۳

غزلیات حضرت اشرف علیہ الرحمۃ

خصم خود کرده بسی اهل زمن / مال شان برده ز راه مکر و فن
ناگهان از فضل خدایش یار شد / در زمان مشغول استغفار شد
بازگشته از همه جرم و خطا / روی دل کرده بسوی کبریا
آنچه نزدش بود از مال و درم / یک بیک با خصم واده از ندم
میتوانست آنچه خصم خویش را / شاد کرده از سر خوف خدا
تا همه زر پیش خصمان بر نهاد / جامه هم از تن برون کرده بداد
مردی آمد گفت ای پاکیزه خو / که مرا چیزی همی باید ز تو
تهمتی آندم به نزد خویش داشت / از مهانت بهر او بیرون گذاشت
عهد توبه با خدای خود ببست / خود نهان اندر گو آبی نشست
گفت حق ما را چنین توبه کنید / چنگ خود در دامن عصمت زنید
گفت پیغمبر که خلاق جهان / شاد تر از توبه میگردد از آن
که بود شخصی بدشت هولناک / خسپد آنجا همچنان بر روی خاک
اشتری دارد که اسباب طعام / هرچه میدارد بر او باشد تمام
چون شود بیدار اشتر گم بود / خیزد و در جستجوی او شود
بیم آن باشد که از لب تشنگی / میرد از شدت بصد درخستگی

پس بنزد عالمی نیکو خصال　　رفت وازوی هم نموده این سؤال
گفت اورا مر ترا توبه بود　　لیک زینجا رفتنت بایسته شود
هست این جای فساد از بهر تو　　رو فلانجا ای جوانِ نیکخو
کان زمین هست از پی اهلِ صلاح　　باشد آنجا بهر تو روی فلاح
چون جواب آن بگوشش اوفتاد　　از ندامت روی خود آنسو نهاد
درمیانِ راه فرمانش رسید　　یک قدم برداشتن طاقت ندید
میل کرده آنطرف از صدرِ خویش　　تا از آنجا افگند خود را به پیش
قدسیان را کشمکش آمد بهم　　یک سوی رحمت دگر سوی الم
چون تخالف درمیانِ شان سخت خاست　　هر یکی برگفت کان درجای ماست
حق تعالی گفت کآنجا دررَوند　　وان زمین را در مساحت آورند
گر قرین باشد از آن اهلِ صلاح　　مستحقِ رحمت است وهم فلاح
ور بود نزدیک با اهلِ فساد　　لائقِ تعذیب باشد آن عباد
چون بپیمودند اورا قدسیان　　یافته شبری بجای صالحان
قدسیانِ رحمتِ پروردگار　　جانِ او بردند با عز و وقار
گر تو میخواهی مکانِ تائبان　　یکنفس غافل مباش ای مهربان

قیمتش هر کس نداند بیشمار	میدهد او را که خواهد کردگار
نیست توبه آن بضاعت در جهان	کان بود در خانهٔ هر مومنان
صد هزاران خلق را ایمان دهند	کی چنین توبه را آسان دهند
میدهند او را که شایسته بود	وز همه آفاق وارسته بود
در حق دل توبه را تریاق دان	بلکه او را آب حیوان ایجوان
نور توبه هر کجا تابان شود	کے در آنجا ظلمت عصیان بود
این سعادت را مده از دست خویش	ورنه بس حسرت بری ای پاک کیش
هر که او تائب نگردد در جهان	حق شمارد او کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبس نفس است از متابعت هوی

هر چه آید بر سر تو از قضا	در صبوری کوش اے مرد خدا
صبر باشد حبس نفس اے دین شعار	صبر در هر چیزها آید بکار
در بلا و نعمت و در خیر و شر	صبر باید کرد اے جان پدر
در نشست و خاست و گفت و شنود	صبر میباید ترا اے اهل جود
صبر را انسر و خیر البشر	گفت مفتاح الفرج اندر خبر

دوم آن باشد که از هر نهیات　　بازداری دست خود ای نیکذات
گر قرینان بدت بر وی شوند　　تا ترا در کار عصیان افکنند
اندر آنجا خویش را داری صبور　　گفته کس را نیاری در حضور
سوم آن باشد که از رنج و بلا　　آنچه آید بر تو از حکم خدا
از کسی هرگز نخواهی یاوری　　التجا در حضرت حق آوری
اینچنین اندیشه سازی آن زمان　　کین بلا را وقت باشد بیگمان
چون در آید وقت از من بگذرد　　یا قضا آید مرا زینجا برد
زین دو معنی یک به پیش آید مرا　　کی کند این هر دو را جز کبریا
همچنین قسم چهارم را بدان　　که گناهی پیشت آید ناگهان
نفس و شیطان و هوا و یار بد　　شهوت و پندار و غفلت جار بد
جمله گرد آیند تا از حق ترا　　اندر آن عصیان در آرند ای فتا
تو در آنجا صبر گیری ای جوان　　خویش را داری نگه زین دشمنان
تابع ایشان نگردی زینهار　　بلکه با ایشان نمائی کارزار
زانکه حق فرمود در قرآن چنین　　هست دشمن با شما دیو لعین
هم تو با او دشمنی گیری بجا　　سر نیاری زیر فرمان هوا

پس بهر کاری که پیش آید کنون / نیست تدبیری بجز صبر و سکون

هر که او صابر نباشد در جهان / پیش حق قدری نیابد بیگمان

همچو نخلی کو ندارد بیخها / باد صرصر چون وزد افتد زجا

گر نباشد هیچ صبر اندر میان / نخل ایمان هم بیفتد بیگمان

گر کنی در هفت جا این هفت چیز / بیگمان پیش خدا گردی عزیز

هر کرا این هر سه باشد نظر / در حقیقت صابر است ای بی‌بصیر

آنچه حق فرمود مدح صابران / راست آید در حق او آن زمان

نعمت دنیا و عزت خود مبین / رنج و محنت هست آب مؤمنین

اینچنین گفت آن رسول نیک خو ﷺ / که خدا چون بنده را دارد عدو

با ملک گوید برو پیشش کنون / نعمت من ساز بهر او فزون

بغض دارم زو نه آوازش همین / همچنین از خواندنش سازی یقین

ور خدا چون دوست دارد بنده را / با ملک گوید رسان سویش بلا

دوست میدارم ورا اندر جهان / خواندن و آواز او را همچنان

تو بدان اکنون که این اسباب و جاه / از کرامت نبود ای دین پناه

کار خاصان نیست جز رنج و تعب / بر مصائب صبر کن ای باادب

قال الله تعالى والصابرين في البأساء والضراء وحين البأس أولئك الذين صدقوا وأولئك هم المتقون ١٢

رنج و راحت را بیکسان بنگرند | بلکه رنج و بلا راحت برند
رنج این عالم ز نعما بشمرند | جان خود را در مصائب پرورند
مرد حق را تا نباشد این مقام | کی بجای اولیا یابد قیام
از کنوز حق بود رنج و بلا | کی دهد حق با کسی جز اولیا
ورد ما گفتی رسول حق چنین | آنقدر یا رب بده ما را یقین
که نگاه من بسوی تو بود | سختی دنیا همه آسان شود
هر کسی را صبر کی بخشد خدا | میدهد او را که میداند سزا
آنچه اندک تر بود با مردمان | نیست جز صبر و یقین اندر جهان
هر که آن مستغرق مبتلی بود | کی دل او از بلا آگه شود
صبر بر دنیای دون باید ترا | صبر از ذکر خدا باشد خطا
هیچ صبرت نیست از کار جهان | صبر چون داری ز خلاق جهان
صبر کن بر نعمت و مال و منال | صبر کن بر شوکت و جاه و جلال
هر که صابر نیست بر رنج و الم | در محبت نیست صادق لاجرم
صبر چون ایوب کن اندر بلا | تا بیابی صحت و عیش و بها
صبر کن بر تلخی صبر ای پسر | عاقبت شیرین شود همچون شکر

قال النبی علیه السلام البلاء ... [illegible]

گر بود راضی و صابر اندر آن | آن بلا تیما باشد بهر آن
حق تعالی از کرم آن بنده را | میکند از مقبلان با صفا
گر تو هستی راست در دعوای خویش | اینهمه آور بجا ای پاک کیش
تا همه گفت و شنودت حق بود | مردی و حیا لازمت باور شود

در بیان شکر حق سبحانه

ای پسر بر خویش فضل حق شناس | باش دائم بر رهِ شکر و سپاس
نعمتش بر بندگان بسیار دان | ره نیابد هیچکس بر حد آن
هر دو عالم هست غرق نعمتش | کس نباشد بی نصیب از رحمتش
گر نمائی نعمتِ او را شمار | در حد و اندازه ناید زینهار
در جهان چیزی که نتوانی شمرد | کی بشکر او توانی راه برد
لیک دانستی چو جمله از خدا | شکر آن مجمل همیکردی ادا
گفت موسی در مناجات ای کریم | کافریدی آدم از صنع قدیم
نعمتِ هرگونه با او شد عطا | او سپاسِ تو چه سان کرده ادا
گفت دانست آنهمه از حضرتم | علم او بوده سپاسِ نعمتم
هرچه هست از حق همه نعمت بود | بر همه شکری ترا واجب شود

شکر کن بر هر نفس ای با یقین — کین مدد از غیب می آید همین

هر زمان در خویش دار اشتغال — گرمی دل را ببخشد اعتدال

گر نیاید این مدد ها سوی تو — کی قیام تو بود ای نیک خو

قصهٔ داود بشنیدی مگر — کامده حیرانش ز رب بحر و بر

که سپاس نعمتش گردان ادا — گفت داود ای خدای دو سرا

آنچه نعمت آمد از تو سوی من — شکر آن کردم ادا ای ذو المنن

حکم شد از درگه رب جلیل — تا نگه وا رود مر او جبرئیل

چون دمش بگرفت جبریل امین — گفت از جبریل داود اینچنین

دست خود را از گلویم باز دار — تا بر آرم این نفس ای غمگسار

آنچه طاعت کرده ام در عمر خویش — سه یکی دادم بتو ای پاک کیش

گفت جبریل ای نبی با صفا — نیست فرمان از جناب کبریا

گفت دست خود بنه ای جبرئیل — نصف طاعت بهر تو کردم سبیل

تا نفس از من بر آید این زمان — گفت فرمان نیست از رب جهان

گفت دو بخش از همه طاعت ترا — دادمت ای خاص درگاه خدا

دست خود را باز دار از من کنون — تا نفس از من همین آید برون

نیست از محجوب شکر و هست کفر / چونکه نفی شکر نعمای داد گر
هر که سازد در جهان شکر نعیم / نعمتش افزون کند رب کریم
ور کند کفران نعمت در جهان / ور عذاب سخت افتد بیگمان
شکر نعمت هم ز توفیقش بدان / کی شود بی فضل او کار جهان
گرچه بابا [illegible] ندارد نعمت او / شکر آن لازم بود ای نیکخو
هرچه از حق [illegible] گردد ترا / نعمتش هرگز مدان ای باوفا
نعمت آن باشد که اندر کار دین / دل فراغت باشدت ای با یقین
آفریده هرچه حق اندر جهان / چار قسم آمد بحق مردمان
اول آن باشد که در [illegible] / سود دارد از پی خلق خدا
همچو علم و خلق نیکو در جهان / در حقیقت نعمت آن نیست ای جوان
دوم آن باشد که در [illegible] / [illegible] هرگز نباشد با یقین
همچو نادانی و بدخوئی و [illegible] / در حقیقت [illegible] نیست و بس
سوم آن باشد که در دنیا [illegible] / [illegible] اهل درد
زان دران عالم بود رنج و بلا / همچو [illegible] دنیا [illegible] فنا
هست این نعمت بنزد ابلهان / [illegible] عاقلان

با فقیران و مساکین ای پسر
[illegible] پیر و جوان
[illegible]
[illegible] از زبان
[illegible] دوان
[illegible]
خیر خواه [illegible]

در بیان ۳۱۴

بر بلا هم شکر کن ای باخبر | که بلای هم بود زان صعب تر

هر که باشد مستحق چوب دست | گر زنند از مشت جای شکر هست

از بزرگی گفت شخصی این سخن | که بدزدی شد همه کالای من

گفت شکری کن که شیطان لعین | رخت ایمانت نبرد ای اهل دین

هم بلای کاندرین دنیا بود | بیگمان کفارهٔ عصیان شود

هر چه یابی در جهان رنج و عقاب | اجر باشد بهر تو روز حساب

گر فتادی رنج تو در روز دین | سخت تر بودی ترا ای با یقین

گر بلای حق بفرق تو گماشت | از هزاران در امان خود بداشت

گر بهر عضوی چنین بودی بلا | تو چه کردی ای جوان با وفا

حق تعالی چون نکرده اینچنین | پس سپاس او بکن ای اهل دین

هر چه از محبوب رنج و محنت است | در حق خاصان مثال نعمت است

اصل نعمت این بود ای باصفا | گر خدا هرگز نخواهی جز خدا

جنت عدن است جای شاکران | سافلین باشد مکان کافران

شاکری را هر کجا افتد گذر | آن زمین سازد تفاخر بر دگر

که عزیزی از عزیزان خدا | ساخته بر من گذر با صد صفا

پس تهی‌دستی و ذل و رنجها | هر یکی این نعمت است ای باصفا
درجهٔ شکر از صبوری فاضل است | رتبهٔ شاکر ز صابر کامل است
زانکه خیزد شکر از کان رضا | سر زند صبر از گریبان بلا
صبر از رنج و محن ظاهر شود | شکر از نظارهٔ منعم بود
گفت پیغمبر امام مرسلین | کاین چنین فرمود رب العالمین
هر که بنهد گردن خود بر قضا | وز صبوری پیشم آید در بلا
بر نعیم شکر گوید در جهان | من نویسم نام او با صادقان
هم برانگیزم بصدیقان ورا | وانکه ننهد بر قضای من رضا
هم نباشد در بلای من صبور | بر نعیم من نگردد هم شکور
پس بده او را خبر تو اینچنین | که خدای خویش جز من برگزین
شاکران و راضیان هر دو یک اند | تا رضا ننهند شاکر کی شوند
شکر باشد کی مسلم بی رضا | هم رضا بی شکر کی باشد روا

در بیان رضا که عبارت از خشنودی نفس است در هر چیزی که باو رسد یا فوت شود بلا التغیر بحالی [illegible]

باش دایم در رضای کردگار | گوش در خوشنودی پروردگار
هر چه آید بر سر تو از قضا | پا منه بیرون ز مسلک رضا

٣١٥

[illegible]

[illegible]

خاصه از خاصگان حق شود | هر که بپسندد قضای کبریا
نزد حق عاصی بود ای باصفا | هم قضای کاندران باشد هوا
هم رضا با پدران ای باوفا | واجب آمد بر قضا راضی شدن
وز هوای نفس پا بیرون زدن | خشم گیری لیک نفس خویش را
تو جز حرص و هوا [illegible] | تا بغضو مقهور تو باشد جدا
زانکه از مقضی قضا باشد جدا | تا قضا نام کسی که باشد از خدا
بر قضا راضی شدن واجب بدان | وانچه از مقضی بود ای مهربان
امر و نهی حق در آن آری بجا | تا بزندیقی نیفتی ای فتی
زانکه در عالم کسی [illegible] | کانچه پیش آید ورا از نیک و بد [illegible] دم بود

ای کنند بگویید طوسی مغرور — هم بهر جایی که خواهد میرود
که خود مخفی نماید اندر آن — خویشتن را بشمرد از راضیان
گر در این را چنین قوم پلید — تا توانی برمگرد ای اهل دید
هر کرا عقل و تمیزی نیست و رسته است — ترک امر و نهی سازد کافر است
تا نگیرد حاصل به عقل و تمیز — امر و نهی از تو نخیزد ای عزیز
هیچکس کامل نبوده در رضا — چون گروه مرسلان با صفا
امر و نهی چون ز ایشان برنخواست — دیگری را این سخن پس کی سزاست
گر تو خواهی تا نیفتی در هوا — دور شو زین قوم و زین راه خطا
شد رضا اهل مقام بس رزین — کی رسد هر کس در آنجای گزین
هر که ... فضل حق باشد تمام — او بیابد در رضای حق قیام
هر که آرد استقامت بر رضا — رتبه او کس نداند جز خدا
در میان بندگی و خواجگی — هست سری کس ندارد آگهی
آن کسانی را اگر باشد خبر — کاندر آن جای معین باشد گذر
داوری هرگز مکن بر این سخن — ور سر انکار با من دم مزن
گوش کن از گوش جان ای نیکخو — تا بیان این سخن گوییم ز تو

بیان قناعت

۳۱۷

مرضی حق از همه بهتر بدان / طالب او باش دائم در جهان
از رضاے حق اگر خواهی نشان / دم مزن در کارِ خلاقِ جهان
آنچه آید از قضاے ذو المنن / ترک آری اختیارِ خویشتن
هم کراهیت نسازی از قضا / هم بود یکسان الذت در بلا
پارسائی گفت روزے اینچنین / کآب باران نیک بار و بر زمین
گفت هاتف اینچنین در گوشِ او / کے زبون باریده است ای هیچ خو
هرچه پیدا کرد ربِّ ذو المنن / بهتر است اندر مقامِ خویشتن
بر رضاے حق هر آنکس سر نهاد / بابِ جنت را بروے خود گشاد
آن رضا باشد که ربِّ دوسرا / در عبودیت پسندد مر ترا
هم تو سازی بر ربوبیت پسند / شادمان باشی ازو اے ارجمند
گر پسندد از تو حق صد سال کار / مثلِ آن ساعت نباشد زینهار
کانچه او سازد بحقت ای جوان / تو پسندی زو بصد جان و روان
در خبر آمد رضینا بالقضا / پا منه بیرون ز تسلیم و رضا
آن بود اصلِ رضا ای جانِ من / که نه بینی جز خداے ذو المنن
هر زمان مستغرقِ نورش شوی / وز صفاتِ خویشتن بیرون روی

قلب قانع مظهر لطف خداست — گنجی از گنجینهای کبریاست

پس قناعت کن بعالم ای پسر — از قناعت نیست کاری خوبتر

هر کرا نور قناعت در دل است — ترک دنیا و دینش حاصل است

گر شود صبر و قناعت جمعات — پیشه حکمت بجوشد از دلت

ریزه خوان قناعت هر که چید — بر سریر استراحت آرمید

قلب قانع هر کرا بخشد خدا — دولت هر دو جهان سازد عطا

در نهد تاج سعادت بر سرش — افکند رحمت ولایت در برش

باز دارد از بلای دو جهان — از رحمت و رحمت فرستد سوی آن

از خداوند کرامت سازدش — در محبت خویشتن بنشاردش

فارغ از فکر جهان سازد ورا — مقصد او جمله گرداند ورا

ظاهر و باطن سزای حق کند — وز همه بند جهان مطلق کند

جاودان حق را ببستان عبید — کار با شد بی همه گفت و شنید

در جهان هرگز ز انظار آله — قلب او خالی نباشد هیچگاه

هر دلی کز غیر فارغ باشد آن — از خدا خالی نباشد بیگمان

از چه آنکس یافت این عالی مقام — زانکه او را هر چه حق داد از انعام

خواستن چیزی ز دونان ای پسر — پیش مردانست از مردن بتر

در سؤال هر کس که بگشاید زبان — مبتلا در فقر ماند جاودان

هر که بگشاید لب خود در سؤال — مهر تنگی پیش افتد اندر زوال

گر تو هستی صاحب عقل و ادب — بهر حاجت پیش کس مگشای لب

فقر و فاقه پیشهٔ مردان بود — عیش و عشرت کار بدکیشان بود

تا نسازی رنج دنیا اختیار — راحت عقبی نیابی زینهار

تلخی خواهی عزیز با عمل — بهتر از شیرینی اهل دول

نان جو خوردن بصد شکر و طرب — به که پیش کس ستادن از ادب

هر کرا پای قناعت محکم است — بیگمان از حلقهٔ صافی دم است

گر تمنای غنا داری پسر — جز قناعت نیست تدبیری دگر

گفت موسی ای خدای اهل داد — که توانگرتر که باشد از عباد

گفت باشد آنکه قانع اندر آن — آنچه من اورا دهم اندر جهان

گر غنا جوئی بجمع نقد و مال — حاصلت چیزی نگردد جز ملال

مال و زر چندانکه گردد بیشمار — احتیاج تو زیک گردد هزار

پس قناعت از پی تو بهتر است — صد خطر در کثرت سیم و زر است

[illegible]

وصف انسانی اگر داری بجان — کم خور و کم خواب کم گو ای جوان

کم بخلق آمیز و در خلوت نشین — بگذر از حرص و هوا و مکر و کین

مرغ رحمت کی پرد بر لامکان — بسته سنگ هوس بر بال آن

گر سبکتر باشی از حرص و هوا — در رسی تا ذروهٔ قرب خدا

مست شو از بادهٔ ذکر خدا — قلب خود صافی کن از زنگ سوا

تا ترا بس خدا اگر دد عیان — فارغ آئی از همه بند جهان

جز خدا هرگز نیاسائی دمی — یک بود پیش تو هر بیش و کمی

لیک چون افتادهٔ اندر حجاب — زان نمیدانی خطا را از صواب

بی قناعت این همه باشد محال — زانکه محروم است طامع از کمال

ای برادر بیش از قسمت مخواه — بیش از قسمت نیابی هیچگاه

قرض کس بر خود مکن ای باخبر — باش مستغنی بمانند کسبر

نفس را در بند کردن نزد من — از تقاضا بهتر آمد بی سخن

تندرستی گر ترا می بایدت — عادت کم خوردنی میشایدت

هر کرا بسیار خواری عادت است — بهر او صد ذلت و صد آفت است

هست سیری موجب رنج و سقم — هست سیری باعث درد و الم

گر بری معده گردد حاصلت — نور عرفان گشته گردد در دلت
گفت پیغمبر رسول با تمیز — مورث تاریکی دل شد سه چیز
حب خوردن حب گفتن حب نوم — الحذر زین هر سه ای سالار قوم
گفت احیوا قلبکم ای مردمان — از قلیل ضحک و نوم اندر جهان
طهروا القلب بالجوع وانظروا — عظمة الله تعالی من خضوع
گفت پیغمبر که اقرب از شما — هست با من بالیقین روز جزا
آنکه جوع و فکر او در راه دین — بیشتر باشد ورا اندر زمین
در حدیثی دیده ام ای باخبر — جوع آمد مغز طاعت سر بسر
فکر با یک نیمه عبادت آمده — خوردن کم جمله طاعت آمده
سیر گردد هر که در دار جهان — گرسنه باشد بعقبی بیگمان
وقت سیری در نماز ای دین پناه — در مناجات خدا لذت نخواد
گرسنه باشی اگر اندر جهان — باب جنت را بکوبی ای جوان
جز مها خیزد ز سیری ای پسر — تا توانی ساز از سیری حذر
نفس کافر را بجز شمشیر جوع — کی توانی کشت ای اهل خشوع
چون ز اکل و شرب پر گردد شکم — کاهلی و غفلت آید لاجرم

لاجرم اندر زمین آرد فساد
حق تعالی گر نداد نقد و سیم
خالی از حکمت مدان فعل حکیم
مومنان را گر نداده مال و زر
این نه از بی قدری ایشان شمر
بلکه ایشان را ز دنیا داد عذر
نعمت دنیا بود بهر شقی
نعمت عقبی برای متقی

خوف سازد که نباید زینهار — تا نباشد بهر او ساز گار
همچنان دنیای دون آن کریم — دور میدارد زیاران سلیم
قیمت دنیا اگر پیش خدا — یک پر پشه بدی اے باصفا
هیچ کافر را ندادی در جهان — شربت آبی که نوشیدی بجان
پس مباش ای دل بحرص زر و سیم — فاستعذ من شر شیطان الرجیم
حرص سازد آدمی را بے وقر — تا بکے از حرص گردی در بدر
حرص مردم را بچاه غم برد — مرغ را در بند صیاد آورد
حرص دنیا بس بود بد شوم تر — افگند اندر ره دین صد خطر
گر بگذار قناعت بگذری — غنچگی را همچو گل از هم دری
عشر مومن آن بود اے اهل راز — که شود از خلق و عالم بے نیاز
گفت پیغمبر که بنگر سوی آن — که بود دون تو در دار جهان
ناسپاس نعمت حق آوری — ور زره صبر و قناعت نگذری
دائما ابلیس میگوید ترا — که قناعت میکنی بهر چرا
که فلان بسیار دارد مال و زر — تو ز دنیا چون تهی سازی حذر
هم فلان عالم فلان زاهد فلان — میخورد مال حرام اندر جهان

تا نگردی از زیان کاران دین / وز همه نفریدگان بی یقین

راه حق در راست گر باید ترا / این بیان را یاد دار ای باصفا

که قناعت کن بکار این جهان / کن عمل در کار دین بر عکس آن

هست در دنیا بسی رنج و تعب / هست در عقبی بسی عیش و طرب

هرچه در وی بینمایی اشتغال / حشر تو با او کند رب تعال

هر کسی با جفت خود فردا بود / هر کسی با مقصدش یکجا بود

هر کسی باشد بیار خویشتن / هر کجایی بد حسن جای حسن

هرچه امروز اندرانی ایجوان / بالیقین پیشت بود فردا همان

هرچه تو امروز میسازی عمل / پیش تو آرند فردا ای دل

هرچه میگویی بخوانی لاجرم / با نشینی بخیزندت بهم

می پرستی هرچه امروز ای پسر / بیگمان فردا بخیزی همگر

هرچه تو امروز مشغولی در آن / لاجرم فردا شوی مشغول آن

هرچه کاری عاقبت دروی همان / هرچه گویی عاقبت شنوی همان

گر بکاری تخم جو اندر زمین / کی از و گندم نروید بالیقین

ور فشانی تخم گندم در جهان / جو از و هرگز نروید همچنان

گر نسازی زاد راهِ آخرت
پس چه کار آید ترا سیم و زرت

صبر کن بر هر چه داری نوش نوش
یک زمان غافل مباش از زادِ خویش

آنکه هر دم از پیِ دنیا دود
عاقبت بی بهره از دنیا رود

هر کرا میراثِ پیغمبر دهند
در دلش گنجِ قناعت در نهند

فارغ آن باشد به پیشِ کبریا
کز دل و جان فارغ آید از سوا

ظاهر و باطن بکارِ حق بود
وز همه فکرِ جهان فارغ شود

گر نباشد متصف بر وصفِ این
کاهلی دان در رهِ دنیا و دین

پندِ اشرف را بشنو و همّت پذیر
باش فارغ از درِ شاه و امیر

در عباداتِ خدا مصروف باش
خاک بر فرقِ هوا و نفس پاش

هر که این گفتارِ اشرف گوش کرد
دیگِ ایمان از دل و جوش کرد

در بیانِ توکّل که عبارت از ترکِ سعی است در چیزیکه از احاطهٔ قدرتِ بشر بیرون باشد

بر توکّل باش ای جانِ پدر
بگذر از تدبیرِ نفسِ بد گهر

کن توکّل بر همه کردارها
خویش را بگذار در آزارها

دار چشمِ دل بربِّ ذو المنن
باش فارغ ز اختیارِ خویشتن

حول و قوّت جمله باشد از خدا
از میان بردار خود را ای فتا

شد توکل مخّ اخلاص ای امین — هم عماد دین و هم حبل یقین
بهر مومن لازم است این هر سه چیز — مگذر از راه توکل ای عزیز
هر کرا اخلاص نبود در جهان — بیگمان بوی نفاق آید از آن
گر عماد دین نباشد ای پسر — دین تو باشد همیشه در خطر
نیست گر حبل یقین ای ذوالکرم — بر سبیل فتنه باشی لاجرم
هر که متوکل نباشد در جهان — دار ایمانش شود رخنه بیگمان
هر سرای کاندر آن رخنه شود — بیم دزدان لاجرم در وی بود
رخنت ایمان را اگر داری عزیز — رخنهٔ ایمان به بند ای پر تمیز
شد توکل فرض بهر مومنین — کانچنان فرمود حق ای با یقین
که توکل آورید ای مردمان — گر شما هستید از گروندگان
هر که در راه توکل پا نهد — عاقبت یزدان بدو مقصود دهد
گر توکل آوری بر کبریا — بی حساب آیی بجنت ای فتا
بگذر از اسباب و اکساب جهان — باش متوکل برب انس و جان
رزق تو موقوف بر اسباب نیست — روزیت معطوف بر اکساب نیست
بر کرمهای خدا کن اعتماد — تا رهی از هر بلا و هر فساد

گر بود از قدرِ حاجت بیشتر | از توکل دور گردی سر بسر
راه تقوی گیر ای اهل ادب | و اجملوا فرمود احمد در طلب
رزق را از معصیت حاصل مکن | در دولت اندیشهٔ باطل مکن
گر برزاقیتش داری وثوق | چون روی از بهر روزی در فسوق
مال دنیا کن براهِ حق نثار | دست و دل از کارِ باطل دور دار
هر کرا صبر و توکل حاصلست | در مقامِ زهد و تقوی کامل است
هر چه مشغولت کند از راه دین | گرد او هرگز مگرد ای بایقین
هر که دل بندد بچیزی در جهان | همچنانش بگذارند اندران
بهرِ روزی میدوی هر سو چرا | رزق خود هموار میجوید ترا
نزد حق باشد کنوزِ دو جهان | کی منافق را بود ایقان آن
چون من و تو وعده سازد اگر | مطمئن گردد دلِ تو سر بسر
حیف چون ناید بقلبِ تو ثبوت | وعدهٔ حیّ الّذی لا یموت
هر که دل بر وعدهٔ خالق ببست | از همه شغلِ جهان فارغ نشست
وانکه دل بر وعدهٔ مخلوق بست | داد اندر پنجهٔ ابلیس دست
با توکل باشش دایم ای جوان | دامنِ دل کش ز اسبابِ جهان

معنی تسلیم ای اهل صفا — هست اطمینان دل با کبریا
هست اندر تدبیر صد رنج و عنا — هست در تسلیم صد عیش و غنا
شیوهٔ پیغمبران تسلیم بود — حق جهان از بهر شان رحمت نمود
هر که سر بر عقبهٔ تسلیم سود — بر سر بر سرفرازی جا نمود
درجهٔ تسلیم باشد بس عظیم — دامن او گیر ای مرد سلیم
تا نجات خود در آن نبود یقین — از خدا هرگز مخواه ای اهل دین
کی روا باشد مفوض را جهان — که صلاح نفس جوید در جهان
لیک گر از امر و نهی حق بود — خواستن از بهر تو بهتر شود
وانچه باشد اندر آن شک نجات — دست گیری از طلب ای نیکذات
گر تو پرسی اصل تفویض ای پسر — آنچه پیش آید ترا از خیر و شر
سوی خود هرگز مبین در هیچ شی — جمله میدان از ورود درگاه حی
دست را بر کش ز جمله حیلها — کار خود بگذار سوی کبریا
از تصرف دست خود کوتاه کن — تکیهٔ خود بر در الله کن
باش فارغ در جهان از طلب — بر در تفویض بنشین از ادب
پا بنه بر فرش تسلیم ای عزیز — تا چه می آید ز درگاه عزیز

زانکه تفویض از کسی حاصل شود / که ورا اخلاص حق در دل بود

دیده او بر خدا باشد بصیر / داند حق را کافی و رب قدیر

هر چه سازد بر خدا دارد نظر / کار را و اخلاص باشد سر بسر

کس مقام او ندارد زینهار / کی شناسد قدر او جز کردگار

در بیان تقوی و ورع که اختیار کردن اعمال جمیله و ترک افعال رذیله

سر مپیچ ای دل ز تقوی و ورع / باش ای تارک حرص و طمع

قوت خود کن در جهان اکل حلال / تا ترا حاصل شود نور کمال

حق تعالی گفت با پیغمبران / که کلوا من طیبات اندر جهان

مصطفی زان گفت بر مؤمنان / که تلاش اکل طیب فرض دان

گر نباشد اکل تو از طیبات / سود نارد بهر تو صوم و صلوات

هست بر بیت المقدس یک ملک / میکند هر شب ندا بی ریب و شک

که خورد هر کس که بی وجه عدول / سنت و فرضش نسازد حق قبول

هر که چل روز اکل او باشد حلال / که ز حرمت هیچ نبود اتصال

حق دلش از نور حکمت پر کند / حب دنیا از دلش زایل کند

اکل طیب گر خوری ای کامیاب / هر دعای تو کند حق مستجاب

تا نسازی قوت خود را از حلال ‌ ‌ ره نیابی در حریم ذوالجلال

لقمهٔ تو گر نباشد از حلال ‌ ‌ هفت اندام تو افتد در وبال

گر بخواهی ور نخواهی ای پسر ‌ ‌ لاجرم در معصیت افتی بسر

ور ترا اکل حلال آید بدست ‌ ‌ خود بخود قلب تو گردد حق پرست

هر زمان یابی ز حق توفیق خیر ‌ ‌ میل تو هرگز نباشد سوی غیر

سر نهی بر طاعت رب جهان ‌ ‌ خالی از ذکرش نباشی یکزمان

پس ورع باشد پی تو کیمیا ‌ ‌ کهٔ مس قلب تو سازد جدا

تا نه پیچی سر ز شبهات و حرام ‌ ‌ کار دین از تو نیاید انصرام

لوث شبهت هر چه بینی اندران ‌ ‌ گر تو مردی باش از وی برکران

هر که چل روز از ره شبهت خورد ‌ ‌ قلب او تاریکی و زنگ آورد

حضرت صدیق از دست غلام ‌ ‌ کاسهٔ شیری فخوردبرده بکام

بعد ازان آگاه شد از وجه آن ‌ ‌ کرد قی انگشت کرده در دهان

بیم آن بوده که از رنج و عنا ‌ ‌ روح او از قالبش گردد جدا

خواست استظهار در درگاه حی ‌ ‌ هر چه بیرون نامد از رگهای وی

در دهان توسن نفس حرون ‌ ‌ نه لگامی از ورع ای باسکون

از شر ظلمات و مکر و حیلها | هر چه یابی میخوری ای بی حیا
وعظ گوئی خود کنی برعکس آن | میفروشی دین خود از بهر نان
لقمهای چرب میجوئی مدام | میکنی قصد شکم را از حرام
خرقهٔ تزویر را بر تن کشی | نعمت هر گونه از هر جا چشی
از برای لذت حلوای تر | شیرها در میکنی پامال دگر
نیست فرقت از حلال و از حرام | آنچه باشد زود تر آری بکام
میکنی وجد از ریا بهر شکم | صوف میپوشی پی مال و درم
میزنی حلقه بباب اغنیا | میکشی زر را از ره زرق و ریا
کی بود قدر تو از تسبیح و دلق | تا ندوزی چشم خود از سوی خلق
خود بده انصاف خود ای پر طمع | کاین چه دین است و چه تقوی و ورع
از برای لقمهای چرب و تر | سر همین تابی ز رب بحر و بر
نان خشک از دست رنج خود بکام | خوشتر است از لقمهٔ چرب و حرام
جامهٔ خود از پلاس خود بکن | بهتر است از جامهٔ ابریشمین
تابع لذات نفسانی مباش | گیر آزادی چه زندانی مباش
مجتنب شو از در شاه و امیر | چند در دام هوا باشی اسیر

خوردن و خفتن همه با حق مکن | پیروی غیرست از هم شوق کن
تاکه بوی زان ورع آید ترا | بازمانی از خیال ما سوا
یا سوی خود کن در عزیمت استوار | بر ره رخصت مگرد ای دین شعار
کار بر رخصت بود نقص جمال | کار بر همت بود نور کمال
سر منه بر سنت خیر البشر | دور شو از راه بدعت سر بسر
گر تو داری خواهش راه خدا | باش هر دم پیرو اهل صفا
راه تقوی گیر و از شهوت گذر | از حرام و شرک و از شبهت حذر
اکل طیب پاکی جسم گل است | بل طریق پاکی جان و دل است
تا نگردد پاکی جسم و دلت | هیچ از طاعت نگردد حاصلت
هیچ طاعت بی ورع ناید بکار | بلکه سازد دور از پروردگار
در نماز آمد طهارت بالضرور | تا گذاری از سر عجز و حضور
هر کرا در دل بود حسن طریق | راست آید کی از و زهد و ورع
تا اسیر شهوتی ای باکمال | از تو فرق نیک و بد باشد محال
هر که پرهیز در شبهات و حرام | بیگمان جایش بود دار السلام
هر که از تقوی دلش باشد تهی | کی ز سر حق بیابد آگهی

٣٣١

هست تقوی مرآت حسن و جمال
هست تقوی باعث قرب و وصال
هست تقوی پرور دل پاسبان
کیمیا از خطرهٔ نفس اندران
هست تقوی زینت طاعات رب
هست تقوی تحفهٔ شیخ راه ادب
لذت تقوی نیابی تا بکام
در ورع تا تو نگردی تمام
متقی آن کس که باشد در جهان
نزد حق باشد مکرم بیگمان
گر تو خواهی علم اسرار خدا
جام تقوی نوش کن ای باصفا
تا ز تقوی از دلت زنگ گناه
کی بتابد اندران نور خدا

در بیان تخصیص طاعت هم
مقصود از خلقت هم عبدیت

تا توانی کوش اندر بندگی — بندگی آمد لباس زندگی
بندگی مصباح قلب آدمی است — بندگی اصل الاصول مردمی است
از سر آلایش عالم گذر — بند اندر بندگی حق کمر
دل منور میشود از بندگی — بی عبادت نیست لطف زندگی
فرق طاعت گر نهی پیش خدا — حق دهد اندر دلت نور هدا
راغب طاعت شود مرد سعید — کی شود این کار از دست پلید
همچو طاعت نیست کاری خوبتر — فرصت خود را غنیمت در شمر
نیست هرگز اعتماد زندگی — بندگی کن عذر کم بر بندگی
بسته دار هر دم پی طاعت میان — بندگی را مایهٔ عقلی بدان
پنبهٔ غفلت ز گوش دل برآ — عمر رفته باز ناید زینهار
میرود عمر عزیزت همچو باد — فکر زاد خویش کن ای نیک زاد
مفت ایام جوانی میرود — حیف لطف زندگانی میرود
راه طاعت در جوانی پیش گیر — کی شود کار جوان از دست پیر
گر تو داری قوتی در جسم و تن — همچو مردان حملهٔ مردانه زن
قدر بشناس ای عزیز باکمال — نیست ایام جوانی را بدل

گر کنی عمرِ عزیزِ خود تلف زود از حسرت بمالی هر دو کف
کارِ فردا ساز امروز ای عمود چون رسد فردا بجز حسرت چه سود
قبلِ رحلت ساز کن رختِ سفر تا نیفتی در بلای صعب تر
گرم رو اندر رهِ باطل مشو یکدم از یادِ خدا غافل مشو
یکدمی اندر ذکرِ ربِ انس و جان بهتر است از نعمتِ کون و مکان
یکنفس ضایع مگردان زینهار باش در پاسِ نفس لیل و نهار
میهمانی میرسد سویت مدام بهرِ مهمان سنت آمد احترام
باش هر دم همدمِ ذکرِ خفی خاطرِ غیر از دلت گردان نفی
بهرِ طاعت حق ترا چون آفرید بد بود غفلت ز طاعت ای عبید
در عبادت همتِ خود بر گمار روی دل از هر طرف سویش بیار
در عبادت کوش اکنون ای جوان کی همیشه زنده مانی در جهان
کوش اکنون در عمل ای جانِ پاک نی در آندم که شوی پنهان بخاک
خواب نوشین از سرِ خود دور دار تا رسی بر منزلِ دار القرار
در غمِ دین باش ای مردِ یقین روزگارِ خود مکن ضایع چنین
مست باش از بادهٔ طاعت مدام تا شوی روزِ قیامت شاد کام

٣٣٣

حرص زنگ است و آئینه دل است | طاعت شایسته بهرش صیقل است
بی شعور از حرص دل را کن بری | تا درونش جلوهٔ حق بنگری
در عبادات خدا شو بالیقین | فارغ از اندیشهٔ دنیا و دین
گر شوی از فکر دنیا مضطرب | دور خواهی ماندنت از قرب رب
گر درین ره پا چو مردان میزنی | دور باش از فکر دنیا ای دنی
گر عبادت از پی دنیا بود | پیش مردان کار نازیبا بود
بهر دنیا گر عبادت میکنی | خویشتن را در مصیبت میکنی
بندگی گر بهر حور و جنت است | از برای اهل عرفان آفت است
چیست حرص دین و دنیا جان من | در عبادت مایهٔ رنج و محن
تا توانی خویشتن را افگنی | در خیال کسب دنیا ای دنی
چیست دنیا ای عزیز باصفا | بهر سر مایهٔ رنج و عنا
چیست دنیا ای دنی ای خوش خصال | از برای مرد حق وجه نکال
چیست دنیا ای دنی ای باحیا | منزل آفات و جای هر بلا
چیست دنیا ای عزیز جان من | بهر عارف هر زمان و جبر محن
تا توانی در پی دنیا مباش | غافل از یاد خدای ما مباش

از عبادت در عبودیت گذر | وز عبودیت بعبدیت نگر
شد عبودیت مقام اولیاء | عبدیت آمد مقام انبیا
گر عبادت آوری ای اهل دین | در ولت پیدا شود علم الیقین
در مقام تو عبودیت بود | در ولت عین الیقین حاصل شود
در عبودیت کجا یابی مقام | تا برون نائی زخود ای نیکنام
تا برون نائی ز بند ما و من | اصل طاعت کی شناسی جان من
در عبودیت فنای خویش کن | هستی خود را بکن از بیخ و بن
هر که بنهد در عبودیت قدم | آگهش سازند از سر قدم
گر نشان خواهی ز عبدیت بجان | از فنای خود فنا شو ای جوان
تا شود حق الیقین حاصل ترا | پاک گردی سر بسر از ما سوا
پند اشرف گوش کن ای اهل دین | هیچکس پندی نگوید همچنین
هر کرا گفتار اشرف شد پسند | گشت آن در هر دو عالم ارجمند

در بیان اخلاص که پاک کردن عمل است از لوث ریا

ای پسر اخلاص باید با خدا | پاک کن کار خود از لوث ریا
هر کرا اخلاص نبود در عمل | کی شود خالی ز اغراض و علل

جمله باشد اجر گر داری خلوص ورنه باشی در طریق دین لصوص
خیر گردان نیت خود در جهان انما الاعمال بالنیات دان
نیت مخلص بود با کردگار نی پی جنت بود نی بیم نار
هر که طاعت کرد از بهر بهشت از پی فرج و شکم تخمی بکشت
تا در آنجا کام نفس خویش را سیر گرداند بصد حرص و هوا
وانکه طاعت کرد از خوف جحیم چون غلامی هست کو از ترس و بیم
میدهد و بر حکم مولی هر زمان تا زدو کوبش نسازد ناگهان
هر دو را نسبت نباشد با خدا زانکه کار شان بود حرص و هوا
آن بود پیش خدا محبوب تر کان بهر کاری کند بر وی نظر
جز خدا هرگز نخواهد از خدا ترک سازد نعمت هر دو سرا
تا نسازی خویش را با حق فنا کی نماید نور ایمانی ترا
از عبادت بهره آنکس را شود که خلوص نیتش با حق بود
هر که را دیدار حق محبوب نیست با خدا اخلاص او محسوب نیست
صبح وحدت تا نگردد حاصلت کی برآید مهر اخلاص از دلت
مهر اخلاص ار ترا آید بکف نور حق بینی عیان از هر طرف

کہ برای من نکردہ این عمل — نیتش بودہ باغراض و علل
گر تو خواهی خوش بیا اخلاص ای فتا — پاک شو از شبہت شرک ریا
اینچنین بر گفتہ اند اہل دلان — کہ مثال علم را چون تخم دان
از پئے آن تخم کشت آمد عمل — آب آن باشد خلوص لم یزل
گر نباشد آب اخلاص ای پسر — کے شود کشت عمل سرسبز تر
جز خلوص از طاعت مقصود نیست — گر خلوصت نیست هیچت سود نیست
کرد ارشاد آن رسول نیک خو — نیت مومن بہ از کردار او
زانکہ نیت بے عمل طاعت بود — کار بے نیت عبادت کے شود
مردے از قوم اسرائیلیان — سوے کوہ ریگ آمد ناگهان
اندران ایام بودہ قحط سال — مردمان را بود بس رنج و ملال
گفت گر گندم بدی کوہ رمل — کردمے جملہ بمحتاجان بذل
وحی آمد بر رسول آن زمن — کہ بگو او را کہ رب ذوالمنن
صدقہ تو از رہ افضال خویش — کرد مقبول درت ای پاک کیش
شد ثواب از درگہ من آنقدر — کان همہ را صدقہ سیادے اگر
رحمت کرد آن نیت خود با خدا — نفس را مدخل مدہ ای باصفا

وصف دل گیرد همه اعمال او | تابع حکمش بود افعال او
در ره حق هر که خاص الخاص شد | کار و بارش جمله با اخلاص شد
تا نباشد معرفت حاصل ترا | کی شود واقف ز اخلاص خدا
مصطفی فرمود رب دو سرا | ننگرد بر شکل و اعمال شما
بنگرد بر قلب و نیت هر زمان | زانکه دل نیت گه آمد بیگمان
جز خلوص از طاعتت مقصود نیست | گر خلوصت نیست هیچت سود نیست
حق تعالی هر کرا اخلاص داد | چشمهٔ حکمت بروی او کشاد
هست اخلاص هر عمل را همچو روح | گر کنی اخلاص یابی صد فتوح
از مسی اخلاص دائم هست باش | حرف غیر از لوح جانت برتراش

در بیان تواضع که باعث رفعت است در دنیا و آخرت

با تواضع باش دائم در جهان | موجب رفعت تواضع را بدان
یاد دارم از حدیث مصطفی | کز تواضع مرد یابد ارتقا
کس نه در عالم تواضع بر نمود | که نه حق آن بنده را عزی فزود
از تواضع هر که برگیرد سبق | خلعت تکریم دریابد ز حق
در قیامت درجه اش گردد بلند | حق سلامت داردش از هر گزند

عاقلان کردند گشته امتحان | کز تواضع مرد گردد کامران
مظهر لطف خدا باشد مدام | مردمان سازند او را احترام
گر تواضع را ز دست خود دهی | که نه بینی در جهان روز بهی
هر که باشد با تواضع در جهان | جای او باشد بجنت بیگمان
از تواضع سربلند بها شود | در دو عالم ارجمند بها شود
هر که در راه تواضع پا نهاد | حق بروی او در رفعت گشاد
در تواضع هست عز و مهتری | بی تواضع کی بیابی سروری
گر تمنای شرف داری بجان | پیشه خود کن تواضع در جهان
صد شرف دارد تواضع در شرف | آر این نقد گرامی را بکف
هر که در حشمت تواضع آورد | حق ز جمله مخلصانش بشمرد
باش متواضع مع المتواضعین | کبر و نخوت کن مع المتکبرین
گفت پیغمبر که با متواضعان | کن تواضع ای عزیز مهربان
وانکه از متکبران بینی ورا | کبر و نخوت کن از وای باصفا
صدقه باشد کبر با متکبرین | شد تواضع صدقه با متواضعین
از تواضع دست درویشان بگیر | تا بگیرد دست تو رب قدیر

هر که سازد خاکساری اختیار — سر بلندی یابد و عزت و وقار
سرکشی هرگز مکن مانند نار — عاقبت خاکست بهر تو مدار
با کسی سختی مکن اندر جهان — ترس از سختی رب انس و جان
نرم گفتاری طریق عاقلانست — سخت گویی از صفات جاهلانست
هر که باشد در جهان شیرین زبان — ماند از تلخی دوران بر کران
گر نهی فرق تواضع بر زمین — بگذرد فرقت ز چرخ هفتمین
گفت پیغمبر نه کس پیدا شود — که نه دو زنجیر بر فرقش بود
یک بسوی آسمان هفتمین — دیگری با ارض هفتمین
چون کند مردم تواضع در جهان — حق کشد او را بهفتم آسمان
ور بود از راه نخوت خویش بین — حق کشد سوی زمین هفتمین
سوی خود از دیده تحقیر بین — عزتی بر خود منه ای خودبین
هر که از نخوت کند در خود نگاه — بنگرد از قعر سوی او اله
هر که در خود دید در وی کس ندید — واند این آنکس که باشد اهل دید
هر که در راه خدا معنی وراند — خویشتن را کمتر از سگ بشمرند
قدر ایشان لاجرم پیش خدا — از فلک افزون بود در اعتلا

هیچکس را چون زخود بینی بتر — از تواضع کی ترا باشد اثر
گر روی در مجلس ای اهل نگاه — راضی باشی در مسند جایگاه
گر بمجلس صدر جوئی ای پسر — باشی از وصف تواضع دورتر
ابتدا کردن سلام از مؤمنان — از تواضع یادگار است ای جوان
هرکه دنیا کمتر از خود بنگری — خویشتن را زو فروتر آوری
وانکه دنیا از تو دارد بیشتر — دار خود را زو فروتر ای پسر
آن بود اصل تواضع ای جوان — که نبینی خویشتن را در جهان
تا برون نائی ز دعوی ای پسر — جام معنی کی دهندت سر بسر
تا نگردی نیست در هستی حق — کی شوی جام بقا را مستحق

در بیان ترک تکبر و مذمت آن و معالجهٔ او

ای جوان از راه نخوت در گذر — از وجود خود اگر داری خبر
کبر خود را دشمن اعظم بدان — کرد دشمن خالق هر دو جهان
قلب متکبر بسی جابر بود — جای هر جبار در دوزخ شود
کبر و عظمت میسزد بر کبریا — دیگری را کبر کی باشد روا
گفت حق اندر کتاب ای با یقین — نیست اهل کبر مؤمن روز دین

مرد یک ره چون رسد ای نوجوان — بر سبیل فخر و با صد کبر و شان

وز ره نخوت نظر بر خود نمود — در زمین بر دش فرو رب ودود

میرود زیر زمین تا این زمان — تا قیامت همچنین باشد روان

ای جوان اصل تو باشد از منی — کی سزا باشد ز تو ما و منی

هر که از صلبین آید در ظهور — صد عجب باشد از و کبر و غرور

کبر و نخوت را ز خلق بد شمر — خلق وصف دل بود ای با خبر

خلق چون در قلب تو باشد نهان — لاجرم پیدا شود تاثیر آن

خلق کبر آنست ای اهل تمیز — که تو خود را در جهان دانی عزیز

زین سبب بادی ترا پیدا شود — نام این باد ای جوان نخوت بود

خواسته من نفخة الکبر ای فتا — با خدای خود پناه آن مصطفی

چون بپیچد در سر این باد غرور — دیگران را دون خود دانی ضرور

بنگری از راه نخوت در جهان — مردمان را بشمری از خادمان

در کلام و در نشست و خاستن — جوئی از هر یک تقدم بی سخن

چشم داری حرمت و تعظیم خویش — خویشتن را از همه سازی به پیش

نشنوی از کس نصیحت در جهان — بلکه آئی در غضب بر ناصحان

از تکبر لاف در عالم مزن | گرچه هستی پهلوان لشکرشکن
گشت فرعون از تکبر غرق نیل | دیو هم از کبر شد خوار و ذلیل
هر کرا فرعونیت در سر بود | ثمرهٔ او جز هلاکت کی شود
خودپسندی هست ای دل ناپسند | گر نیایی باز یابی زان گزند
بر مکش زنهار خود را از غرور | از رهِ پندار دایم باش دور
سرکشی از سر بدر کن ای جوان | عاقبت قدّ تو باشد چون کمان
کبر را سه درجه دان ای باکمال | درجهٔ اول بود با ذو الجلال
هست این درجه ز هر دو سخت تر | همچو کبر دیو و فرعون ای پسر
وانکه کردند همسری با کبریا | ننگ کردند از عبادات خدا
درجهٔ دویم بود ای باوفا | با محمّد شافع روزِ جزا
کانچنان گفتند آن اهلِ قریش | که فرو ناریم سر ما نزدِ خویش
از چه مردِ محتشم نامد بما | وز ملک نامد بسوی ما چرا
رتبهٔ پیغمبری نشناختند | پردهٔ غفلت برخ انداختند
وانکه دانستند از راهِ غرور | منکرش گشتند با خود بالضرور
درجهٔ سویم بود با بندگان | که نه بینی از حقارت سوی شان

هست از علم و عمل معجون او — علمی آن باشد بشنو ای نیکخو

گر بشنوی از چشم باطن حق شناس — کبر را از بهر او دانی اساس

کز بدستی است کار در جهان — کس ندارد پیش او تاب و توان

هم شناسی خویشتن را سر بسر — که زمین بود ذلیل و خوارتر

تا کسی نالایق و عاجز فقیر — مدبر و ناچیز و مجبور و حقیر

سهل است این معرفت ای نیکخو — تا برآرد بیخ کبر از قلب تو

حق تعالی قدرت خود را ستود — در حقیقت حال تو با تو نمود

کار خود از اول و آخر نگر — وز میانه هم نگر ای با خبر

تا حقیقت منکشف گردد ترا — که چه بی واصلت آمد از کجا

کار اول آن بود ای مرد کار — کان شیء خلقه را یاد دار

کز تو ناکس تر نباشد در جهان — که نه نام داشتی و نه نشان

مسکن تو بود در کتم عدم — کانچنان فرمود رب ذوالکرم

لم یکن شیئاً ز گوش دل شنو — تا ترا باور شود ای نیکخو

خاک را پس آفریده ذوالجلال — خوارتر کز وی نباشد در مثال

نطفه و هم علقه را پس آفرید — کان آب گنده و خون پلید

بلغم و سودا و صفرا گرم و سرد [illegible]
دست و پا و جمله اعضا راست کرد [illegible]
نطق و ذوق و طاقت و عقل و علم [illegible]
[illegible]
تا بدان عظمت حق در جهان [illegible]
[illegible]

هیچ کاری تو بدست تو نکرد
تا شناسی عجز خود ای نیکمرد

گر ببینی پستی خود ناچیز تر
در جهان کس را نیابی ای پسر

گاه گردی تنگدل از حر و برد
گه کنی آه و فغان از رنج و درد

از میانه کار خود آگه شدی
برفکن از فرق خود تاج خودی

آخرین کار خود ای دل هم بدان
که به بندی خست هشتی زین جهان

نی سمع ماند نه قوت نی بصر
نی جمال و قالب و عضوی دگر

بلکه مرداری شوی ای بانیاز
که همه بینی ز تو گیرند باز

کرم و حشرات زمین اندر مزار
کم عضو دست تو خورند ای سبی

عاقبت انگه شوی خاکی حقیر
کس بدان خواری بتو نبود نظیر

هم بدان خواری نباشد بس ترا
بلکه انگیزند در روز جزا

آورندت از برای احتساب
در مقام خوف و جای التهاب

آسمان بشکافته بینی عیان
هم فرو ریزیده بینی اختران

هم زمین بینی مبدل باد گر
شعلهٔ دوزخ برون آورده سر

سخت دوزخ را بغرش بنگری
نامهٔ اعمال در کف آوری

هر چه باشد از فضیحتها قسم
خوانی یک یک از تشویر و ندم

این علاج از روی علت ای جوان | لیکن از راه عمل بشنو چنان
کز ره کبر و غنا پرهیز کن | خویشتن را در تواضع تیز کن
در همه احوال و افعال ای فتا | قبلهٔ خود ساز خُلق مصطفیٰ
که تواضع پیشه بودی هر زمان | نان خوردی بر زمین چون بندگان
اینچنین فرمودی آن شاه یقین | که منم بنده نشینم همچنین
دست با درویش دادی تا نه آن | بر گرفتی دست بودی همچنان
از تواضع آن رسول حق پرست | جمله کار خانه خود کردی ز دست
خانه رفتی گاو را دادی علف | هر زمان از کبر بودی بر طرف
هر کرا بیماری بودی چنان | که از وی پرهیز کردندی جهان
مصطفیٰ با او بهم خوردی طعام | بود زینسان حال آن خیر الانام
هر که خواندی سوی خویش دعوت ورا | بی تکلف میشدی آن با صفا
هر کسی را ابتدا کردی سلام | نان میخوردی بخدام و غلام
بر گرفته بود چیزی مصطفیٰ | که برد در خانهٔ خود بی ریا
خواست شخصی تا که برگیرد ز وی | زینهار او را نداد آن نیک پی
اینچنین فرمود آن حق پرست | که اهل کالا بهر او اولیتر است

گر ترا کبر است بر حسن عیان — بین چه قاذورات داری در نهان

در مثانه در رگ و بینی و گوش — در شکم در ناف و فرج اے تیز هوش

زین نجاستهاے خود اے نیکخو — میکنی هر روز خود را شست و شو

گر نشوئی چند روزے خویش را — پاک باشد از تو مبرز خانها

آن زمان حسن تو کے با تو بود — تا بدان فخرے ترا باید شود

پس روا نبود تکبر بر جمال — کہ رود در هفته و یا ماه و سال

یا بیک بیماری گردد تباه — زشت تر انگه شوی بے اشتباه

گر بود بر زور و قوت کبر تو — اینچنین اندیشه کن اے نیکخو

کاگر اندر رگے دردے شود — هیچ کس از تو نه عاجز تر شود

گر رود موئے به بینی یا بگوش — عاجز آئی ایجوان تیز هوش

ثمره نبود بجز عجز و هلاک — همچو بسمل در طپی بر روے خاک

ور درون پائے تو خارے خلد — قوتت بر جا نماند اے ولد

گر چه بس باشد توانائی ترا — فخر چه بود اے جوان با صفا

که بسے گاو خر و شیر و سگان — از تو میدارند سبقت در توان

گفت پیغمبر که آن قوت نه است — کافگنی کس را و سازی زیر دست

که بود شاید که لطف کبریا / خلعت ایمان باو سازد عطا
عاقبت آنکس ز من نیکو شود / کفر در انجام در نامم بود
پس بزرگی در نجات آخرست / وان بعلم حق بود ای خود پرست
گر تو هم خاتمت داری به پیش / کبر کی زیبد ترا ای پاک کیش
باش هر دم مشتغل در خوف آن / که میاور چشم در خود یک زمان
که تکبر ذات حق را واجب است / چون در ان شرکت کنی ای خود پرست
حق تعالی دشمنی گیرد ز تو / چون شود انجام تو ای نیکخو
همچنین در جمله اسباب جهان / محترز باش از تکبر هر زمان
گر ترا حاصل شود این معرفت / بنگری نور تواضع در دلت

در بیان سخاوت و کرم و ایثار که عبارت است از عطا بسهولت و بخوشی تمام نفس و مقدم داشتن حاجت دیگری بر حاجت خود

در جهان باب کرم مفتوح دار / گز کرم بهتر نباشد هیچ کار
گر تو مال و زر نداری ای فتا / باش قانع دور کن حرص و هوا
ور تو داری مال و زر اندر جهان / بگذر از بخل و سخا ورز ای جوان
در خبر گفت آن شه نیکو سرشت / این سخا نخلیست در باغ بهشت

درسخاوت هست بس فضل و ثواب
تا توانی روی خود از وی متاب

گر بهر انگشت داری صد هنر
کی بیابی بی سخا عزّ و ظفر

صد کرامت هست در جود و عطا
منبع شیرین نباشد از سخا

تا توانی کار درویشان برآر
تا برآرد کار تو پروردگار

گر تو داری قوتی اندر جهان
از کرم بر گیر دست عاجزان

تا توانی در جهان احسان بکن
مرغ دل را تابع فرمان بکن

هم چو حاتم در جهان مشهور باش
در ره جود و کرم مسرور باش

لطف کن تا همچو حاتم در جهان
نام نیک تو بماند جاودان

رو مپیچ از سائلان ای دین شعار
تا نپیچد روی از تو کردگار

سرزنش هرگز مکن با سائلان
مردمی کن آنچه باشد ز آب و نان

نعمت عقبی اگر باید ترا
نعم دنیا صرف کن بهر خدا

گر بدست آری دلی را ای جوان
صد مفاخر یابی از رب جهان

گر دهی از دست محنت ارزنی
نزد حق بهتر بود از خرمنی

هر که یک نیکی کند اندر جهان
حق تعالی ده بهٔ بخشد مثل آن

گر تو هستی طالب راه خدا
هر زمان کن خدمت اهل صفا

٣٤٩

مردمان را گر کنی آسوده دل
راحتی یابی ز حق در زیر گل

توشهٔ عقبی بدین سان کن حصول
الحذر از بخل و امساک و ذهول

باش خود در فکر خود ای باوقار
از زن و فرزند خود خویشی مدار

در غم خود باش و زان دشمنان

گر تو خواهی از جوانمردان سبق | هر چه داری کن پریشان بهر حق
آنچه داری دوستا ای مرد خدا | صرف گردان در رضای کبریا
کی ترا گردد نکوئی حاصلت | تا نسازی صرف محبوب دلت
هست در ام الکتاب ای نیکخو | لن تنالوا البر حتی تنفقوا
گر تو خواهی مشرب اهل دلان | تا توانی راحتی در دل رسان
باغ عالم سبز کن از آب جود | تا بیابی باغ جنت از ودود
مهر بردار ای غنی از کیسها | صرف کن اینست کار اسخیا
هر که باشد با سخاوت در جهان | بیند او از حق فتوحات گران
دل بدست آر و سخاوت پیشه گیر | تا شود راضی ز تو رب قدیر
حق تعالی دوست میدارد سخا | گرچه باشد نیمهٔ خرما ترا

حکایت

رابعهٔ بصری بصد شوق تمام | گشت روزی عازم بیت الحرام
چادری بر سر کشید از عز و شان | موزه در پای کرد و شد روان
چون بنزد خانهٔ کعبه رسید | بهر طاعت زیر نخلی جا گزید
بود افتاده سگی تشنه دهان | رابعه را دید چون آن ناتوان

گفت کعبه مالکا شاهنشها / صدهزاران بندگان باصفا
آمدند اینجا بصد شوق درون / تا سعادتها برند از من کنون
رابعه را این چه لطف است و عطا / که کنی محروم چندین خلق را
گشت فرمان از در حق اینچنین / که مراسیست ای کعبه درین
که لباسها هر که آید سوی تو / یک ثواب حج نویسم بهر او
در محل رابعه گر بعد ازین / هر که سازد طوف یکره بالیقین
من همانا از ره لطف و کرم / بهر او هفتاد حج سازم رقم
پس بدان ای مومن نکوشعار / رابعه چون یافت چندین اعتبار
که سگ تشنه لبی را آب داد / قلب او را زان ترحم کرد شاد
چون تو سازی در حق انسان کرم / هفت صد یابی جزایش لاجرم
آفرید ایمان چو رب دوسرا / کرد جفتش در سخا و در حیا
کفر را چون آفریده کبریا / رهن گردانید در بخل و جفا
گر تو داری ای پسر دانش بده / هر که این خصلت ندارد مرده به
برگشا دست سخاوت برگشا / تا شوی اهل از ارباب سخا
دست خود بیرون کن اکنون جان من / بعد مردن کی برآری از کفن

حکایت

از پی چندی بدست من فروش / گفت بیچ کردم تو ای تیز هوش
چون درآمد این سخن اندر میان / گشت این مرده شتر را آن زمان
مرد چون بیدار شد از خواب خویش / دید گشته اشتر خود را به پیش
بر سر و گیسش نهادند آن گروه / سر بسر بخشیدند خوردند از شکوه
چون روان گشتند از آنجا در زمان / کاروانے پیش آمد ناگهان
در میان قافله ای نیک خو / بود فرزندی ز فرزندان او
بانگ میکرد اهل اشتر را بنام / نام او میگفت با صد احترام
که فلان مرده ز تو اشتر خرید / واقفی زین ماجرا ای اهل دید
گفت بفروشیده ام لیکن بخواب / قصهٔ خود را ازو گفته شتاب
گفت مر آن اشتر اینست ای جوان / گیر از دستم ز لطف بیکران
که بدیدم دوش والدر الجواب / کاینچنین کرده بحال من خطاب
گر تو فرزند منی این بخت را / رو فلان کس را بده ای باوفا
خیر آید ای پسر از مردگان / حیف باشد مسکی از زندگان
تا توانی در عوالم دی بکوش / هر کسی را شاد دار از خورد و نوش
بهتری بهر دو عالم از سخاست / ای برادر زین تغافل کی رواست

آن بود ایثار اے مرد خدا | کانچه باشد احتیاج آن ترا
با وجود احتیاج خود دران | صرف گردانی بکار دیگران
چون سخا آید بجاے خویشتن | نام او ایثار گردد بے سخن
اصل ایثار آن بود ای باکمال | که فدا باشی بحق از جان و مال
از ثواب و نام نیکو بگذری | جز رضاے او خیالے ناوری
مال و زر را گر دهی بهر ثواب | نزد خاصان ممسکی اے کامیاب
مگذر از ایثار اے اهل نعیم | فضل ایثار است نزد حق عظیم
گفت موسیٰ با جناب سرمدی | که مرا بنما مقام احمدی
گفت یارا پیش مینداری ولے | با تو بنمایم از انجمله یکے
چون نمود او را یکے از تبتش | رفت هوش از وے ز نور عظمتش
گفت یارب احمد خیر البشر | صدر بدر دو جهان نیکو سیر
یافت از چه این مقام ارتقا | گفت حق از فیض ایثار و سخا
اے پسر بر گفته من کار بند | که فتوت نیست کارے ارجمند
زاهدان را کار طاعت گر درست | کار مردان دل بدست آوردنست
گر ترا حق داد ایمان اے جوان | راحتے با بندگان حق رسان

هم هوای کز بسی آن در شوی　　همچنین عجبی که سوی خود دوی
گفت پیغمبر شه کون و مکان　　دور باشید از بخیل ای مردمان
کان جماعت کز شما بودند پیش　　در هلاکت باز دند از بخل خویش
بخل ایشانرا بخونریزی کشید　　حل و حرمت را بیک جا آورید
ممسکان را نیست سود جز زیان　　بهر ایشان در سقر باشد مکان
نقد را در بند مگذار ای پسر　　از چنین کس تا توانی الحذر
جاهل اهل کرم نزدیک رب　　ز عالم مرد بخیل آمد احب
گرچه زاهد هم بود مرد بخیل　　دشمن حق دان مخواه از من دلیل
گفت شخصی از رسول حق پرست　　کز نترسم مال و زر بسیار هست
سائلی چون آشکارا میشود　　آتشی دانم که بر من می فتد
گفت پیغمبر که بگریز ز پیش　　تا نسوزانی مرا از نار خویش
حاش لله که مرا بهر رشاد　　حق فرستاد است در راه سداد
که اگر باشد بصد رکن و مقام　　الف الف از تو صلوة با نظام
یا رود از چشم تو جوهای آب　　تا برویید نخلها زان انسکاب
وان زمان در بخل میری ناگهان　　جز جهنم بهر تو نبود مکان

دور باش از صحبت این ناکسان ورنه باشد بهر تو خسر و زیان

ممسکی از بدترین علت است بهر مسک صد هزاران ذلت است

گر تو میخواهی علاج بخل خویش بگذر از شهوت قناعت آر پیش

حب مال از حب شهوتها بود چون رود شهوت سخا پیدا شود

صبر کن بر شهوت طلب از ذوالجلال تا شوی مستغنی از مال و منال

اعتبار زندگی کمتر کنی تا رهائی یابی از بخل ای غنی

در نگه میدار دایم مرگ را یاد کن پشیمان را ای فتا

که بجز حسرت نبردند از جهان مال و زر سودی نکرده بهرشان

گر ترا بر مرگ خود باشد خبر سهل گردد بر تو خرج مال و زر

ور بهر فرزندگان در دل بود که بقای تو بقای شان شود

بخل خوکن تر بود آندم ترا کن علاج او بدینسان ای فتا

بیم فقر شان چو در دل آیدت اینچنین اندیشه آندم بایدت

کافریده هر کرا رب جهان روزیش تقدیر کرده بیگمان

گر به تقدیرش تهی دستی بود پس ز بخل تو توانگر کی شود

ور غنی از بهر او باشد نصیب بیگمان سامان او گردد نصیب

زانکه تیمار ریا آسان بود　　بخل طبعی آفت انسان بود
در ته دل چون نشیند حب زر　　آن زمان تیمار باشد سخت تر
هم مثال مال را چون مار دان　　که سم و تریاق باشد اندر آن
هر که بی افسون بگیرد مار را　　بیگمان گردد هلاک ای باصفا
زین سبب گفتن نشاید ای جوان　　که نباشد در فنا عیب و زیان
گر صحابه بوده اند اهل غنا　　همچو ابن عوف و عثمان باحیا
این سخن زینسان بود بی اشتباه　　کی ببیند کودکی مار سیاه
دست خود را سوی او سازد دراز　　کفچه خود مار گرداند فراز
چون کند قصد گرفتن در زمان　　مار در دستش بپیچد ناگهان
بیگمان از زهر خود سازد هلاک　　طفل مرده برفتد بر روی خاک
پنج افسون ست بهر مار زر　　تا شوی سالم ز زهرش ای پسر
اول آن باشد که دانی مال را　　آفریده حق درین عالم چرا
بهر ساز قوت و مسکن بود　　که ضروری تن مردم بود
قالب مردم شود بهر حواس　　هم حواس از بهر عقل آمد اساس
عقل باشد از پی دل بیگمان　　تا نمائی معرفت حاصل از آن

انچه داری در نگلے بالیقین | که همے باشدت در راه دین

انتظار حاجتت باشد دران | تا نمائی خرج در وے ای جوان

گر برین جمله شئون داری نظر | مال بهر تو نمیدارد ضرر

بهره یابی ز تریاق آن زمان | هیچ تاثیرے نیارد زهر آن

بهر این گفت آن امیر المؤمنین | که اگر دارد همه مال زمین

زاهدست آن نزد خلاق جهان | گرچه نبود بس توانگر تر ازان

ور کند ترک همه بهر حق | نیست زاهد گیر از من این سبق

پس نمائی قبلهٔ دل سوے عمود | زاد راه طاعت رب ودود

هست بر نیت مدار جمله کار | کار بے نیت ندارد اعتبار

هر کسے را چون نباشد زین خبر | هم نباشد زین عزیمت بهره ور

گر بود بروے عمل مشکل شود | نزد اهل عقل بهتر آن بود

کز فزون مال و زر گیری کنار | تا نگردد از پئے تو ناگوار

گر نیارد مال و زر غفلت ترا | درجهٔ تو کم کند پیش خدا

یافت چون فرمان ز حق آن ابن عوف | مال و زر بسیار ماند اے اهل خوف

گفت بعضے از صحابه اینچنین | که بروترسیم ازین مال پسین

گرچه باوی از جماعت نگذرم ‌ ‌ ‌ سر نهم بر حکم رب ذو الکرم

مردمان گفتند از وی چون بود ‌ ‌ ‌ گفت در موقف سوال از من شود

کای فلان ابن فلان این مال را ‌ ‌ ‌ از کجا آوردی و خرج کجا

من ندارم هیچ یارای جواب ‌ ‌ ‌ تا حساب آن دهم روز حساب

آمده از مخبر صادق چنین ‌ ‌ ‌ که بیاید مرد در روز دین

کرده باشد مال را جمع از حرام ‌ ‌ ‌ هم بحرمت کرده خرج و اهتمام

جانب دوزخ فرستند آن زمان ‌ ‌ ‌ هم یکی دیگر بیاید همچنان

که بهر ست جمع کردم مال و زر ‌ ‌ ‌ در حلالش صرف کرده سر بسر

هم سوی دوزخ برندش قدسیان ‌ ‌ ‌ وان سوم کس را بیارند آن زمان

کرده باشد کسب از وجه حلال ‌ ‌ ‌ نفقه کرده در حلال ذو الجلال

از جناب کبریا فرمان شود ‌ ‌ ‌ که نگه دارید این را تا بود

که قصوری کرده باشد در طلب ‌ ‌ ‌ در طهارت در صلوة و در ادب

در رکوع و در سجود و در قعود ‌ ‌ ‌ یا بوقتش یا بشرطش یا عمود

گوید ای خلاق من رب تعال ‌ ‌ ‌ جمع کردم مال از کسب حلال

خرج کردم هم بحق ای بی نیاز ‌ ‌ ‌ هیچ تقصیری نکردم در نماز

تا براست کشفِ این معنی شود | که فقیری از غنا بهتر بود
گرچه میدانی فسونِ مارِ زر | بهتر آمد مر ترا از وی حذر
که بسی افسونگرانِ هوشیار | عاقبت کشته شدند از دستِ مار
پس مخافت هرچه بینی اندران | به نباشد گر نه زو گیری کران
حالِ مال و زر چو باشد اینچنین | بخل کی زیبد ترا ای مردِ دین
علتِ بخل است بس مذموم تر | مرد را سازد ذلیل و بی وقر
مسهلِ بخل ست این علم و عمل | پاک سازد مر ترا از هر علل
مر سخاوت عزّت بالا کند | بخل در هر دو جهان رسوا کند

در بیانِ عدل و نصفت که بهترین اعمال است

تا توانی دادِ مظلومان بده | مرهمِ نصفت بر زخمِ شان بنه
عدل کن اندر جهان ای کامگار | تا مکانِ تو بود دار القرار
نیست کاری بهتر از عدل و سداد | نیست کاری بدتر از ظلم و فساد
حق ترا چون کرد والی در جهان | پس بده دادِ عدالت هر زمان
والیِ عادل بود روزِ جزا | تحتِ ظلِّ عرشِ ربِّ دوسرا
گر تو خواهی سایهٔ عرشِ عظیم | از عدالت سر مپیچ ای ذی نعیم

ملکِ تو از عدل باید انتظام — تا توانی عدل کن ای شادکام
عادلان را هر کسی تحسین کند — ظالمان را هر کسی نفرین کند
خلق را در سایهٔ نصفت بدار — تا شوی در ظلِ حق روزِ شمار
راهِ نصفت پیش گیر ای پاک کیش — خلق را دان همچو اهلِ بیتِ خویش
عدل فرما و رعایت پیشه کن — وز رهِ جور و ستم اندیشه کن
از کتابِ کبریا آیینه ساز — دار هر دم پیشِ خود ای بانیاز
از حدودِ شرع پا بیرون مکن — پیرویِ دیو و نفسِ دون مکن
در حدودِ خالقِ ارض و سما — بگذر از افراط و تفریط ای فتی
رایتِ ظلم ار تو گردانی بلند — زود یابی در مکافاتش گزند
دستِ ظلم هرگز میفراز ای ولد — تا نباشی موردِ لعنِ ابد
گر تو خواهی رفق در روزِ حساب — با رعیت رفق کن ای کامیاب
گر تو راهِ عنف گیری اختیار — عنف با تو آورد پروردگار
تا توانی دار راضی خلق را — لیک بر وفقِ شریعت ای فتا
گر تو خواهی نامِ نیک اندر جهان — دادخواهان را بده داد ای جوان
هان ز دستِ خود مده دامانِ داد — ور دهی افتد بملکِ تو فساد

٣٦١

سرکشد چون شعلهٔ نار غضب / سوخت گرداند همه رخت ادب

بر خلاف عقل و شرع ای دین شعار / تا توانی بر کسی خشمی میار

گفت در دوزخ دری باشد چنان / که ازان در کس نیاید لیک آن

که خلاف شرع خشم خویش را / در جهان راند بخلق کبریا

تا غضب اندر دل مومن شود / دور تر از رحمت مومن بود

حلم در وقت غضب بهتر بود / صبر در وقت طمع خوشتر بود

رخ مپیچ از غضب اندر جهان / تا بخشم حق نیفتی ناگهان

گر خوری خشم خود امروز ای فتا / وارهی فردا ز خشم کبریا

مولوی در مثنوی خود نوشت / یاد باید کرد ای نیکو سرشت

گفت عیسی را یکی هوشیار سر / چیست در هستی ز جمله صعب تر

گفت ای جان صعب تر خشم خدا / که ازان دوزخ همی لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان / گفت ترک خشم خود اندر جهان

ترک خشم و شهوت و حرص آوری / هست مردی و رگ پیغمبری

خشم عقل مرد را زایل کند / در گروه دام و دد داخل کند

تا نسازی خشم را از خود جدا / دولتی هرگز نیابی از خدا

آنچنان سازد ورا تاریک تر   که نباید هیچ جا اندر نظر

دین بود مذموم زان اهلِ دلان   خشم را گفتند غولِ عقل دان

گر بود خشمِ تو ضعف ای پسر   بد بود این هم برِ اهلِ نظر

که حیا در راهِ دین با کافران   خیزد از خشم و غضب اندر جهان

حق تعالی با رسولِ مجتبی   جَاهِدُ الْكُفَّار فرمود ای فتا

باشد این از ثمرهٔ خشم و غضب   پس چنین باید ترا ای با ادب

که نباشد قوتِ خشم آنچنان   که بود افراط و تفریط اندران

بلکه باید معتدل با عقل و دین   نی ز راهِ حرص و کبر و ظلم و کین

آدمی تا زنده ماند ای پسر   اصلِ خشم از قلبِ او ناید بدر

خوردنش لیکن بهم است ای فتا   یاد کن اَلْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ را

خشم چون آید ترا ای پاک کیش   اختیارِ خود مده از دستِ خویش

تا خلافِ شرع ناید از تو کار   بر زبان جز حق نیاری زینهار

از ریاضت خشم را مغلوب کن   جمله عالم را بحق منسوب کن

غرق شو در بحرِ توحیدِ خدا   خلق را معذور دار ای باصفا

چون قلم آمد مسخر ای پسر   جمله حرکت را ز کاتب برنگر

گر بروز بعث وقت مردمان — کفهٔ حسنات من ناید گران

من ازین که تو همی گوئی مرا — بد ترم زین سقط را هستم سزا

ور سبکتر کفهٔ عصیان بود — از کلامت چه مرا نقصان بود

وان یکی صدیق را دشنام داد — در جوابش گفت کای عالی نژاد

آنچه هر من از تو پوشیده تراست — بیشتر هست ای عزیز حق پرست

بود چون حال بزرگان اینچنین — پس شعار حلم کن ای اهل دین

حلم باشد مایهٔ فهم و خرد — آنکه حلمش نیست باشد همچو دد

حلم باشد موجب جاه و جلال — حلم باشد باعث نور کمال

بردباری خصلت پیغمبر است — بردباری عادت دین پرور است

مالک نفس هر که باشد در غضب — مورد رحمت بود از فضل رب

غایت حلم آن بود ای همنشین — آنکه زهرت داد ببخشی انگبین

حلم و عفو آمد ز خلق نیکوان — خشم و قهر آمد ز اوصاف سگان

سر مپیچ از عفو ای مرد سلیم — فضل عفو آمد بنزد حق عظیم

عفو کردن خصلت میمون بود — لذت عفو از بیان بیرون بود

هر که داند لذت عفو گناه — جرم مجرم را نگیرد هیچگاه

حسن عهد از وصف انسانی بود
حسن عهد از دأب سلطانی بود

انتقام عفو جای خود بدار / جای گل گل دار و جای خار خار
تا رهایی یابی از بیشی و کم / نگذری از حکم رب ذوالکرم
گفت پیغمبر سه چیز است این چنین / که بدان سوگند گویم بالیقین
اول آن باشد که مالی در جهان / ناقص از صدقه نگردد بیگمان
دوم آن که هیچ کس ای جان من / عفو تقصیری نکرد از مرد و زن
که نه حق آن بنده را روز جزا / عزتی داد از ره فضل و عطا
سوم آنکه هیچ کس باب سوال / در جهان نگشاد کان رب تعال
باب درویشی نه بر رویش کشاد / صدق الله و رسول پاک زاد
پس بکن عفو و گنه بهر ودود / خشمگین بشو دیر و خوشتر باش زود
فرض دان بر خویش ترک غضب / تا نه بینی در سقر رنج و تعب
خشم کینه آورد در دل ترا / نیست مومن کینه ور پیش خدا
چون بود کینه حسد پیدا شود / از حسد هم صد بلا برپا شود
ترک خشم است از صفات اصفیا / ترک خشم است از خواص اتقیا
رفق کن با مردمان ای اهل دین / گفت پیغمبر رسول بالیقین
بهره ور گردند از رفق هر کرا / بهره خود یافت در هر دو سرا

حکایت

حکایت

تا فراغت کرده از کردار خویش | در زمان آییم بیرون ای پاک کیش
عهد از وی تا گشتنش با خود ببست | خود در آنجا از برای او نشست
مرد چون رفت اندرون بیت خود | مشتغل در کار و بار خویش شد
گشت تو چون در کار و بارت مشتغل | یاد اسمعیل رفت از وی ز دل
خانه اش را بود هم بابی دگر | زان طرف از بهر کاری شد بدر
بعد از سه روز آمد آنجو آن | اندران موضع که بد موعود آن
دید اسمعیل را با صد صفا | همچنان بنشسته بر باب سرا
گفت ای سر حلقهٔ اهل یقین | قدوهٔ و ثلث سر ارباب دین
کز چه هنگامی در اینجا جلوه گر | گفت از وقتی که بنشاندی بدر
انتظار مقدمت بوده مرا | تا نمایم وعدهٔ خود را وفا
گفت من چون نامدم ای دین شعار | تو چرا کردی پی من انتظار
گفت با تو بود پیمانی مرا | کی خلافش داشتم بر خود روا
نامدی گر عمرها ای باوقار | من نمی رفتم ز کویت زینهار
لاجرم حق در کتاب خویشتن | کرد اسمعیل را مدح حسن
که بعهد خویشتن کوشد بجان | صادق الوعده بود اندر جهان

گر تو پیش آری ره عهد و وفا | من کنم ارزانیت شرب شفا
خواجه آمد آن غلام خویشتن | کرد آزاد او از سر خلق حسن
وعدهٔ خود کرد چون با حق وفا | یافت در حال از خدا جام شفا
حال پاکان بود در وعده چنین | بی وفائی کی بود ز آئین دین
چون وفا با مردمان باشد پسند | لاجرم با حق بود بس سودمند
کوش در ایفای عهد کبریا | تا بیابی ای پسر نیکو جزا
روز میثاق آنچه بستی عهدها | نقض آن از مردمی باشد کجا
وعدهٔ قالوا بلی چون کرده | پس با یفایش چرا افسرده
خیز و عهد خویشتن آور بجا | تا بیابی پیش حق عز و علا
گر وفا سازی بعهد کبریا | حق تعالی عهد تو سازد وفا
وعده وام است از روی خبر | تا نه بندی در خلاف او کمر
گر تو داری ای پسر اوصاف مرد | تا توانی از وفا داری مگرد
هر که بردارد سر از خط وفا | کی شود مقبول درگاه خدا
آمده در امتحان ای پر تمیز | گر وفاداری شود مردم عزیز
تا بعهد خود نباشی استوار | پیش کس هرگز نیابی اعتبار

صدق منجی کذب مهلک یاد دار / کی شوی بی صدق ایمان رستگار

با خدا اخلاص کی گردد تمام / تا نباشد صدق در وی ای همام

همچنین صدق ای جوان با ادب / کی شود کامل بجز اخلاص رب

چون رسد اخلاص بر حد تمام / صدق باشد همره او ای نیکنام

گر ترا باید صراط المستقیم / دامن صدق آر در کف ای حکیم

گفت پیغمبر که هر کس در جهان / راستی ورزد بهر وقت و زمان

پیش حق آمد در اکرام و بیان / مینویسند از گروه صادقان

از جناب کبریا ای با یقین / وحی بر داود آمد اینچنین

هر که با ما راست باشد در نهان / راست گردانم بظاهر در جهان

ظاهر و باطن یکی گردان درست / بلکه از ظاهر بباطن باش چست

گفت پیغمبر چنین ای کبریا / سر من به از علانیت نما

ظاهرم را از سر لطف عمیم / نیک گردان ای خداوند کریم

خصلتی از صدق بالاتر کجاست / گو پسند خالق ارض و سماست

هر که گردد از ره صدق و صفا / کی شود حاصل دل او را ضیا

صدق باشد موجب عز و ثواب / کذب باشد باعث ذل و عقاب

۳۶۷

تا هوای مال و زر باشد ترا | بنده سیم و زری ای باوفا
تا نه آزادی از دنیای دون | بنده حق کی شوی ای بی‌سکون
این تمام آزادیست آنگه شود | کز خود آزادی ترا حاصل بود
تا نماند هیچ خواهش در میان | جز خدا هرگز نخواهی در جهان
آنچه حق با تو کند از خیر و شر | راضی و شاکر بمانی ای پسر
هر که جز دیدار حق جویان بود | صادقی او را مسلم کی شود
کی بیابی لذت صدق و صفا | تا نگردی پاک از غیر خدا
هر که او واقف نگردد زین سبق | نام او صدیق نبود پیش حق
قسم دوم صدق در نیت بدان | که تقرب با خدا جوئی از ان
هیچ شیء آمیخته با حق مکن | پرده اخلاص خود را شق مکن
هر کرا جز حق سر دیگر شود | نزد ارباب صفا کاذب بود
قسم سوم صدق اندر عزم دان | که کسی عزمی کند اندر جهان
که اگر ملکم ببخشد کردگار | نیمه‌اش نصفت نمایم اختیار
ور بدستم افتد مال و درم | صرف گردانم بصدقه لاجرم
لیک باشد در تزلزل اندر ان | گه قوی گه سست باشد هر زمان

گفت آن پیغمبر اهل براق / کذب بابی هست زابواب نفاق

جا بجا در سورهٔ والمرسلات / کاذبانرا ویل بین ای نیکذات

بر نگر در هر که زاقوال زور / در عذاب سخت افتد بالضرور

آنکه گوید کذب و لاف اندر سخن / از دو جانب بر شگافندش دهن

گفت پیغمبر که من دیدم چنان / که مرا روزی بگفتا ناگهان

که بخیز ای شافع روز جزا / خاستم دیدم چنان دو مرد را

یک نشسته یک ستاده سر بسر / چون بحال شان نظر کردم دگر

آهنی گز نزد آن بر پای بود / در دهان این نشسته می ربود

می کشید آنرا بسوی آنچنان / که رسیدی حد کتف آنجوان

بر کشیدی از دگر سو آنچنین / همچنین میکرد گفتم کیست این

گفت این کاذب بود تا این عذاب / باشدش در قبر تا یوم الحساب

کذب همچون ماه دو هفته بدان / که بجز نقصان نیارد در جهان

صدق را آمد مثال ماه نو / که نیارد جز کمال ای نیکخو

گر تو میخواهی کمال اندر جهان / بگذر از کذب و گزاف ای مهربان

کذب و سوگند دروغ ای اهل دین / باشد از جمله کبائر بالیقین

هر زمان میباش در خوف و رجا
ای اگر داری ز حق چشم سخا

در بیان خوف و خشیت

بهر تو خوف و رجا آمد دو بال
تا پری برتر ورا سوی کمال

گر نباشد این دو بال ای پاک کیش
مرغ ایمان کی پرد از اصل خویش

رشته خوف و رجا باشد عظیم
زانکه ایمانست در امید و بیم

چون زن و شوهر بود خوف و رجا

۳۸۰

میدهم از بهر تو اکنون خبر
که چه باشد از کبائر سخت تر

هست شرک و هم عقوق والدین
بود آنگه متکا جد الحسین

ره نشست و بگفت این کلام
هم شماری قول زور ای نیکنام

بنده چون گوید دروغی از زبان
میرود میلی ملک از گند آن

از دروغ هر کس که مال کس برد
روز دین با خشم حق را بنگرد

هر که برگوید دروغ ای باوقار
لعنتش گوید ملک هفتاد هزار

کاذبانرا امور لعنت بدان
الحذر از قهر خلاق جهان

کذب ظن باشد حرام ای دین پناه
که نماید صورت دل را سیاه

گر بکذب بی مصلحت باشد ترا
دل از و تاریک بود ای فتا

چون بقصد خیر گوئی بیگمان
بهر تو حرمت ندارد ای جوان

گر بگیرد ظالمی ای باوقار
راستی آنجا نشاید زینهار

بلکه کذب آنجا بود از واجبات
تا که جان تو از و یابد نجات

ور بپرسد از زر و مال ترا
گر نهان داری از و باشد روا

همچنین پرسد چو از رازی اگر
که ترا باشد در و خوف و ضرر

ور ترا از معصیت پرسش بود
بهر تو انکار آن رخصت بود

خائفان را وعدهٔ غفران بود · صد هزاران رحمت رضوان بود

علم و عرفان باعث خوف حق است · زانکه خوف از علم و عرفان مشتق است

تا نه بینی در خود اسباب هلاک · کے دران زنهار باشی ترسناک

گر بکار آخرت داری نظر · از هلاک خود بترس اے باخبر

هر چه باشد بر خلاف کبریا · جمله اسباب هلاک است اے فتا

آنکه بینا شد بعیب خویشتن · لاجرم ترسد ز رب ذو المنن

هر که ترسد از خدائے انس و جان · ترسد از وے جمله شے اندر جهان

وانکه ایمن باشد از درگاه حی · حق بترساند ورا از جمله شے

هر که در دنیا بترسد از خدا · ایمنش سازد بعقبے کبریا

وانکه در دنیا بود ایمن ازان · خائفش دارد بعقبے بیگمان

خانهٔ دل زود تر ویران شود · گر نه خوف حق دران پنهان بود

گفت آن صدر الصدور انبیا · راس حکمت هست ترس کبریا

گفت عاقل تر ز جمله مردمان · هست ترسنده تر از حق در جهان

گر تو میخواهی نجات خود ز رب · گریه کن بر کردهٔ خود روز و شب

هر که بریا و گنه گریان بود · بیحساب اندر جنان داخل شود

۳۷۱

هفت کس باشند زیر عرش رب
یک ازان هفت است آنکس بے شمار
یاد دارد اے مومن نیکو شعار
آنکه در خلوت بیاد حق بود
آب از چشمان او بیرون رود
پس فشان خوناب اشک از بهر حق
تا شوی از بهر غفران مستحق
حضرت آدم بیک جرم و خطا
سالها کرده بسے زاری و بکا

دائما شو رخے دل آب نیاز — تا شوی اندر قیامت سرفراز
باش ترسان از خداوند جلیل — گریه کن بسیار خندان شو قلیل
خنده چون آید ترا ای پاک کیش — چون مکافات عمل داری به پیش
آتش خوف هر کرا در جان بود — همچو شمع از سوز دل گریان بود
گر سعادت بایدت ای نیک خو — باش هر دم در خضوع و در خشو
ظاهر و باطن بحق ترسنده باش — خواجگی بگذار و با حق بنده باش
خائف آن باشد که از بیم خدا — نفس خود را باز دارد از هوا
دل نگهدارد ز حب دنیوی — چشم خود دارد بکار آخروی
بر گناه خویشتن لرزان بود — وز هلاک خویشتن ترسان بود
سوز باشد در میان جان آن — گرید از خوف خدا روز و شبان
خواب و خور از دل فراموشش بود — در ره حق دیده و گوشش بود
بگذرد از لوث شبهات و حرام — عفت و تقوی بود کارش مدام
قلب او در فکرت و عبرت بود — کار او در حیرت و حسرت بود
ترسد از بیم قطیعت هر زمان — چشم وصلت دارد از رب جهان
بیشتر لرزان بود از بیم فصل — طاعتش باشد همه بر بوی وصل

خوف مصباح دل آمد اے پسر | که بدان بینا شوی بر خیر و شر
گر نباشد نور خوف کبریا | کے تمیز خیر و شر باشد ترا
خوف باشد از شعار عالمان | ایمنی آمد ز وصف جاهلان
پس مشو ایمن درین دار فنا | باش خائف از عذاب کبریا
عرش میلرزد ز ترس کبریا | آسمان می گرید از خوف خدا
خائف و خاشع ز حق هر شے بود | ایمنی بهر تو شایان کے بود
گفت پیغمبر رسول باخبر | عرض کرده شد بمن نار سقر
پس بدیدم من دران نار طپان | یک زنے از قوم اسرائیلیان
که برائے گربۂ در عذاب | زانکه بسته داشت او را در طناب
پس ندادش بهر خوردن هیچ شی | هم فرو نگذاشت او را تا که وے
از خشاش ارض و حشرات زمین | برخورد آن گربۂ اندوهگین
تا که مرد آن گربۂ مسکین ز جوع | صدق الله و رسول باخشوع
پس مشو غافل چنین در خورد و خواب | دار از هر جرم و عصیان اجتناب
که برائے گربۂ آن زن چه دید | لاجرم خود را بدوزخ در کشید
چون تو صد چندان ازو دارے گناه | از چه خوفت نیست از قهر اله

شغل بیهوده مکن ای نیکنام / نیست کس را اندرین عالم قیام

مرگ کس از جهان نگذاشته / یک بیک از میان برداشته

عاقبت کار تو افتد با اجل / یار غار تو نباشد جز عمل

چون بسوی حق نیاری روی دل / عاقبت گردی نهان در زیر گل

گر تو داری قصد رفتن زیر خاک / چون دل خود را نداری چاک چاک

هست پیش تو چگونه روز سخت / حیف قلبت چون نگردد لخت لخت

از نهیب روز محشر یاد کن / هر زمان اندر دل فریاد کن

یاد کن صور سرافیل ای پسر / که شوی عریان ز گور خود بدر

رخ بمیدان قیامت آوری / نامهٔ اعمال خود را بنگری

مهر بر یک نیزه تابد آن زمان / زار باشد حال تو از سوز آن

غرق در آب عرق هر کس بود / همچو مس صحن زمین تفته شود

جملهٔ اعمال تو بر میزان نهند / کرده باشی آنچه پاداشت دهند

پلهٔ نیکی اگر باشد گران / جانب جنت فرستند آن زمان

کفهٔ عصیان اگر باشد ثقیل / جای تو دوزخ شود بی قال و قیل

رفتنت بر پل صراط افتد ضرور / یا بصد اندوه و یا با صد سرور

از غرور و ایمنی پرهیز کن | جام دل از خوف حق لبریز کن
ایمنی کس را نباشد جز خدا | هر که ایمن شد فتاد اندر بلا
ترس کاری هر کرا در دل بود | در جنان از لطف حق داخل شود
خوف باشد باعث فضل اله | خوف باشد موجب ترک گناه
تا نگیرد خوف حق در دل قرار | لذت ایمان نیابی زینهار
ایمن از طاعت مشو ای اهل دین | خوف کن از مکر خیر الماکرین
فاسقی را که نماید متقی | متقی را که نماید از شقی
چون نمیدانی شقی را از سعید | حیف چون خائف نه ای اهل وعید
هیچکس آگه نباشد زینهار | که چه خواهد کرد با او کردگار
بی نیازی هست وصف کبریا | ایمنی از وی کجا زیبد ترا
آن بود ایمن ز مکر کردگار | که بود از خاسران روزگار
ایمنی از مکر حق باشد خطا | بلکه باید داشت زو چشم عطا
گریه میکردند جبریل و رسول | وحی بر ایشان شده از حق نزول
که چرا در گریه آید دوستان | کرده ام ایمن شما را بیگمان
اینچنین گفتند با صد انتباه | کنه ایم ایمن ز مکرت ای اله

سیگرستے بسکہ در روز و شبان — دو خط اسود بر رخ وی شد عیان

اینچنین گفتے ز ترس کبریا — کہ نزادی کاشکے مادر مرا

عائشہ گفتے ز بیم حق چنان — کاشکے نامم نبودے در جہان

از حسن بصری بگفتستند اینچنین — کہ چسان حال تو ہست اے اہل دین

گفت باشد حال آن مردم چسان — کہ بود بر کشتی بحر روان

بشکند کشتی یکایک از قضا — ہر یکے بر تختہ ماند جدا

ہمچنین حال من ست اندر جہان — من چہ گویم از شما اے مردمان

بود بس حال بزرگان اینچنین — خوف ناید چون ترا اے اہل دین

بر سرست پیک اجل بستہ کمر — حیف تو این چنین اے بیخبر

باش در خوف خدا زار و نزار — خطرۂ خوف از کسے دیگر میار

خوف صافی آن زمان گردد ترا — کہ نترسی جز خدائے دوسرا

چون ز حق باشد ہمہ نفع و ضرر — کے موحد جز خدا دارد خطر

در حقیقت مومن آن باشد کہ او — جز خدا خائف نباشد در جہان

در حق خاصان درگاہ کریم — از صفات نقص دان امید بیم

التفات دل اگر باشد در ان — باشد از جملہ حجاب از بہر شان

در بیان رجا

تا نویدے آید از درگاہِ رب
در مشامِ تو رسد بوے طرب

بر گناہِ خود چہ لرزی ہر زمان
فضل و رحمت ہست بہر عاصیان

بخشش و بخشایشِ پروردگار
ہست بیرون از حدِ فہم و شمار

گر پُری ارض میداری گناہ
ہم پُری ارض وان فضلِ الٰہ

از ثری گر جرم باشد تا سما
بخشد از توبہ اگر داری رجا

حق مہربان تر ازان باشد ترا
کہ بود مادر بفرزندے فتا

گر شود یک نیکی از تو اے ولد
حق کند زاید درا تا ہفتصد

ور گناہے در وجود آید ز تو
کے نویسد زاید از یک فضلِ او

ناامید از حق مشو بر جرمِ خویش
لطفِ حق باشد ز عصیانِ تو بیش

ناامید از لطفِ حق شیطان بود
بہر مومن وعدۂ غفران بود

سر متاب ہرگز ز امیدِ خدا
وعدۂ حق را یقین دان اے فتا

ہر کہ شد از وعدۂ حق ناامید
کے دلش از نورِ ایمان شد سفید

دل قوی دار اے عزیز با ادب
آیۂ لاتقنطوا فرمود رب

گرچہ داری جرم و عصیان بے شمار
توبہ کن امید آمرزش بدار

کلمۂ طیب باخلاص کریم
ہر کہ گوید در رود اندر نعیم

ناله و فریاد و زاری بر کشید
پس بیامد حضرت روح الامین
گفت پیغام خداوند این چنین

هر که دارد حسن ظن با کبریا / بیگمان نزدیک او باشد خدا
آنکه دارد سوء ظن با لطف حق / از برای قهر باشد مستحق
مگذر از حسن گمان ای باصفا / بر گمان عهد خود باشد خدا
مالک دینار را شخصی بخواب / دید و پرسیدش که ای عالیجناب
لطف حق با تو چه کرد آشکار / گفت بودم با گناه بی‌شمار
پاک گردانیده شد عصیان من / که بحق می‌بود ما را حسن ظن
در خبر آمد که مردی در سقر / تا بده صد سال در یابد مقر
پس بگوید از سر آه و فغان / اسم یا حنان و منان از زبان
حق تعالی گوید از روح الامین / که بیار آنمرد را با من قرین
پرسد از بنده چنین رب کریم / جای خود چون یافتی اندر جحیم
گوید ای رب بدترین جایها / باز فرمان سقر گردد ورا
چون برند او را بپس نگران شود / حق به بینائی او پرسان شود
گوید ای پروردگار دوسرا / بود حسن ظن بفضل تو مرا
که برون آری چو از نار جحیم / باز پس در وی نگردانی مقیم
حق کند از بهر او حکم جنان / بر گمانی که نمود آن زمان

بود ٔیک قطرهٔ ناچیز تر | نی خبر از باد و نی هوشت ز سر
از عناصر قالب تو آفرید | روح پاک خویش را در وی دمید
پس ترا سمع و بصر گشته عیان | حس و مس جنبش و درک و توان
کرد پیدا بعد از ان با صد جمال | داد عقل و فهم و عرفان و کمال
نور ایمان در دلت تابان نمود | صد در حکمت بروی تو گشود
هر چه پیدا کرد رب دوسرا | برگزید از جملهٔ عالم ترا
داد بر جمله شرف از فضل خویش | لطف بر تو کرد از اندازه بیش
طینت تو بر رهٔ اسلام کرد | نام تو در مومنان ارقام کرد
صاحب انوار ایمانیت ساخت | واقف اسرار پنهانیت ساخت
قدسیان را کرد بر تو پاسبان | تا نگه دارند ز آفات جهان
میل طاعت در دل و جانت نهاد | مژدهٔ لا تقنطوا با تو بداد
اسپ و پیل و اشتر و گاو و خران | جمله را در حکم تو کرده روان
آسمان بهر تو در گردش مدام | مهر و مه بهر تو در تابش مدام
ابر را از بهر تو گریان نمود | برق را از بهر تو خندان نمود
خوان الوان نعم کرده عیان | تا غذای خود کنی اندر جهان

۳۷۹

هم بر انداز خوان او بر نیک و بد
کرم بر منان داد بر فضل خویش
جان تو با ذکر خود ساز و جدا
در پناه ظل رحمت جا دهد
نقد مقصود ترا بر کف نهد
قطع ساز و عقبهای ره پیش
داخل جنت کند از فضل خویش
لذت کونین یابی آن زمان
ما جمال اکرم یابی عیان

ای خوشا روزی که بینی سوی حق — چشم جان تو فتد بر روی حق
در رسی بر اصل مقصود دولت — فرحت جاوید گردد حاصلت
کی شود دشوار از فضل خدا — گر شب حرمان و مد صبح رجا
اینهمه آسان بود از لطف رب — کار بی سامان تو یابد سبب
هر چه نبود اندران وهم و گمان — ناگهان از غیب می آرد عیان
هر که آن کو بد در اهل کرم — بهر او مفتوح باشد لاجرم
آنکه هر دم میکند لطف و عطا — ناامیدی کی از و شاید ترا
حلقه زن بر باب امید ای عطوف — باش خواهان قرب و دیدار رؤف
غایت امید قرب کبریاست — دیدن دیدار رب دو سراست
تا رجا صادق نباشد در دلت — کی لقای دوست گردد حاصلت
هر که دارد چشم سوی کبریا — حق بحفظ خویشتن گیرد ورا
بدگمان از حق مشو امیدوار — باش بر حلمش روان لیل و نهار
تا در آرد در گلستان جنان — برخوری از نخل طوبی بیگمان
چون بنازد حق چنین ای بایقین — ذات پاکش هست خیر الراحمین
ذره خیر ار مرا در دل بود — از جهنم بیگمان بیرون شود

از تعهد نگذری اندر جهان / تا شود ایمان تو کامل ازان

گر کشی دست از تعهد ای پسر / حکم آن نومیدی آمد سر بسر

گر نباشد تخم ایمانت سلیم / کان بود خالی ز ایقان کریم

که فضای سینه از خلاق بد / پاک تر داری نه چون کبر و حسد

هم نپاشی آب طاعات خدا / از حماقت دان رسان چشم رجا

کانچنان فرمود ختم انبیا / هر که باشد تابع نفس و هوا

چشم رحمت دار داز حق اندران / بیگمان احمق بود اندر جهان

این همه آثار نومیدی بود / ثمرهٔ او جز حماقت کی شود

پس ترا در هر چه باشد اختیار / چون کنی سامان آن ای دین شعار

چشم خود بر ثمرهٔ آن داشتن / باشد این حکم رجا از ذوالمنن

ورنه سازی هیچ سامان لایقے / احمقی باشد در ان چشم رجا

چون ز امر حق دلت باشد نفور / چشم رحمت از خدا باشد غفور

ابله است آن کو بامید عطا / سر فرو نارد بطاعات خدا

زان سبب گفت آن رسول نیکخو / راست ناید کار دین بر آرزو

گر تو سازی توبه از راه خطا / دار امید قبول از کبریا

نام تو در احمقان باشد حساب

اهل غفلت را رجا ناید بکار

ور منادی گردد از حق انجنان — که کسے جز یک نباشد در جنان

نگذری از راه حزم و احتیاط — سر نه پیچی از رجا و انبساط

نسبت هر دو بسوے خود کنی — راجی و خافی بمانی از غنی

بهر مومن نعمت خوف و رجا — لازم و ملزوم آمد اے فتا

چون شود خوف و رجا یکجا بهم — لذت ایمان بیابی لا جرم

هر کرا خوف خدا حاصل بود — بر رجاے حق دلش واصل شود

هر کرا باشد رجا با فضل حق — هم براے خوف باشد مستحق

در خطر امید و در امید بیم — گنج اندر رنج و رنج اندر نعیم

لطف اندر قهر و قهر اندر کرم — ظلمت اندر نور و نور اندر ظلم

وصل اندر فصل و فصل اندر وصال — کامل اندر نقص و نقص اندر کمال

شغل اندر عزل و عزل اندر نصب — شب درون روز و روز آمد ز شب

از رموز خوف و اسرار رجا — با تو گفتم این بیان دلربا

فهم کن بر قدر فهم خویشتن — ورنه خاموشی گزین ایجان من

هر زمان میباش در امید و بیم — تا بیامرزد ترا رب کریم

در بیان اختیار حیا که عبارت از شعبهٔ ایمان است

هر که شرمش نیست از خلقِ خدا شرم کے دارد ز ربِ دوسرا
چون رسد نزدیک تر دورِ زمان اولین گیرند شرم از مردمان
برنگیرند از کسے شرم و حیا لیک از حیضی و از ولد الزنا
گفت پیغمبر که در آخر زمان دیو با مردم بود شرکت کنان
گه بفرزندانِ شان شرکت کند شرکتِ خود را بصلبِ شان برد
مجتمع سازد بنونِ خویش را با بنونِ مردم از روے دغا
عرض کردند اے رسولِ مهربان که شناسد دیو را از مردمان
کرد ارشاد آن رسولِ محترم دو علامت باشد او را لاجرم
اولاً شرمے ندارد در جهان ثانیاً رحمے نیارد بر کسان
سُنّتِ پیغمبرانِ با صفا عطر و مسواک و نکاح است و حیا
چون هلاکِ کس بخواهد کبریا پاک بستاند ازو شرم و حیا
چون شود بے شرم گردد خشمگین مبتلا باشد بفسق و ظلم و کین
رحم کمتر آورد بر مردمان وز خیانت نگذرد اندر جهان
هیچ از دست و زبانش خلق را عافیت نبود درین دارِ فنا
چون بدینسان قلب او قاسی شود جُبّهٔ اسلام از قدش کشد

نیز فرموده آن شفیع المذنبین
علم را جویند گر باشد بچین
هر که علمِ دین را جویان شود
آن طلب کفارهٔ عصیان شود
علم شد چون فرض بر تو اے ولد
زین نوافل پس ترا کے می سزد
بهر تحصیل علوم اے جان من
تا توانی دست و پائے خود بزن

علم دین آموز گر خواهی صفا | عالمان را دوست دارد کبریا
هر که با عالم کند بغض و فساد | جای او دوزخ کند رب العباد
آنکه ورا اکرام عالم یا نهد | حق تعالی در بهشتش جا دهد
دولت علمست بی نقص و زوال | قدر این دولت شناسی با کمال
درجهٔ او هر که داند در جهان | گردد از هر کار خود مشغول آن
علم باشد همچو ابر لاجرم | که نبارد غیر باران کرم
هر که دست خود زند آن ابر را | پاک گردد از همه نوش خطا
بند ایدل بهر تحصیلش کمر | کادمی از علم گردد بهره ور
هر که در تحصیل علم آید برون | در ره حق ست تا آید درون
طاعتی افضل تر از تحصیل علم | نزد حق هرگز مدان ای اهل حلم
بهترین چیزها علمست و بس | کی شرف حاصل کند بی علم کس
علم شی بهتر ز جهل شی بود | زانکه جاهل مرده عالم حی بود
علم مصباحیست در قندیل دل | گر تو خواهی نور دل شغلش بهل
آفتاب علم بر هر دل که تافت | نور دین مصطفی در خویش یافت
علم در دل پرتو ایمان دهد | علم در دل ثمرهٔ عرفان دهد

گر نشینی با چنین عالم قرین | دور تر سازد ترا از راه دین
گفت پیغمبر رسول باسپاس | لیک عالم زهر آلوده شناس
هر که علمش از عمل عاطل بود | کی تمیزش در حق و باطل بود
کور سازد چشم جانش کردگار | نیک را از بد نداند زینهار
شرع را باشد بهر او بازیچه گاه | قلب او هرگز نیابد انتباه
درگذر از قیل و قال اندر جهان | علم دل به آمد از علم زبان
علم دین آموزنی بهر جدال | کی کسان قال باشد هیچ حال
از زبان گفتن ز دل دانستن است | علم دانستن بود نه گفتن است
هر که خواند علم را بهر جدال | حاصلش هرگز نگردد جز نکال
علم دل نور است بهر مومنان | شد ظلام مردمان علم زبان
هر که علمش نیست در دل استوار | نزد حق قدری ندارد زینهار
هر که در دل تافت نور علم پاک | در جهان او را ز تاریکی چه باک
عالم ناهی و سفلی در نظر | پیش او باشد هویدا سر بسر
گر کشی در چشم خاک پای او | چشم تو روشن شود ای نیک خو
علم نافع هر کرا در دل بود | صد هزاران برکتش حاصل شود

نابد از جاهل بجز فسق و فساد | کم از و بیند کسی راه سداد
جهل سازد این از حق مرد را | بلکه بیچاره سزد ز رب دوسرا
کار جاهل سرکشی و غفلت است | کار عالم بندگی و عفت است
کای چنان فرمود آن رب قدیر | کی برابر باشد اعمی و بصیر

در بیان ادب که باعث قرب حق است

اے پسر هرگز مکن ترک ادب | تا نیفتی از مقام قرب رب
مرد باید از ادب راه هدی | بلکه یابد از ادب قرب خدا
از ادب زندیق صدیقے شود | بے ادب صدیق زندیقے شود
گر کنی ترک ادب با کبریا | از علا افتی سوے تحت الثری
ور تو آموزی ادب اندر جهان | رایت تو بگذرد از آسمان
هر که از راه ادب گیرد کنار | بهره کے یابد ز لطف کردگار
پس بتحقیق ایجوان حق طلب | اصل جمله بندگی آمد ادب
از ادب شرع حاصل کن ادب | تا توانی بر مگرد از حکم رب
از ادب غفلت مکن اے باصفا | هم بخلق آر و ادب هم با خدا
آن ادب با خلق باشد ایجوان | که میان خلق باشی آنچنان

حرمتِ حق گر بدل داری نهان ‌‌ ‌ ظاهرت آراسته گردد عیان

هرچه در آوندِ دل باشد درون ‌ ‌ لاجرم آرد ترشح از برون

چون شود شاهِ دلت حرمت طلب ‌ ‌ جمله عضوِ تو در آید با ادب

عقل را دان گنجِ سرِ کبریا ‌ ‌ سر را دان گنجِ عرفانِ خدا

هست عرفان سرِ ربِ ذوالمنن ‌ ‌ گر تو خواهی سرِ حق ایجانِ من

بر درِ دل باش دایم پاسبان ‌ ‌ تا نیاید خطرهٔ غیر اندران

در همه کردار با اخلاصِ رب ‌ ‌ استقامت دار در راهِ ادب

گر ادب در جمله شی داری نگاه ‌ ‌ بیگمان گردی ز خاصانِ اله

هرچه فرماید ترا شرعِ رسول ‌ ‌ یکسر مو زان نمی باید عدول

در بیان خاتمهٔ کتاب

اشرفا خاموش اکنون زین سخن ‌ ‌ مغفرت خواه از خدای ذوالمنن

تا بکی پیچی درین گفتار ها ‌ ‌ تا بکی باشی درین آزار ها

تا ردیف و قافیه جویان شوی ‌ ‌ تا حدیثِ این و آن گویان شوی

کن تو فکرِ خود چه حاصل زین کلام ‌ ‌ ده برین اوراق همت اختتام

عاقلان را این نصیحت بس بود ‌ ‌ هرکه نارد در عمل ناکس بود

اے خدای من گناهم در گذار ٭ جز تو نبود کس مرا آمرزگار

انتخاب غزلیات از دیوان جنید وقت و بایزید زمن حضرت سید شاه محمد حسن اشرف قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ مصنف مثنوی معدن فیض

در خیال قامت آن سرو بستان جمال — سر کشد آه و فغان از سینه بریان ما
ای طبیب از پی بهر علاج ما مکوش — زانکه هرگز نیست جز وصل صنم درمان ما
سگان کوی صنم لیک نفسی دارند — نمیخورند کهی اشرف استخوان ما

از پی رفتن گذر کن سوی کاشانه ما — تا منور کنی از جلوه خود خانه ما
سر بسر سنگ ختن گردد و گلزار ارم — گر قدم رنجه کند یار بویرانه ما
گر متاع دو جهان با من مسکین بخشند — جز رخ یار نخواهد دل دیوانه ما
منم آن بلبل سودا زده کز روز ازل — آب شد خون دلم عشق شده دانه ما
گر بوقت سحر آهی زنم از جوش درون — چرخ صد جا صد جا از ناله مستانه ما
اشرف از ناله من سنگ در آید بفغان — نیست هرگز اثری در دل جانانه ما

دوشب چو آمد آن مه تابان بخواب ما — واماند همچو آئینه چشم پر آب ما
در زلف تیره آن رخ تابان نهفته — گم شد بچشمه ظلمات آفتاب ما
دامن بعشق او زدو عالم فشانده ایم — ای محتسب چه کار ترا با حساب ما
تا کی کنیم گریه وزاری که از غمت — خون شد دل و چکید ز چشم پر آب ما

پیشهٔ ایثار میباید ترا چون شیر حق — خلق نیکو چون رسول کبریائی بایدت
خوف ایمانست هرگز غصه بر پاکان مبر — اعتقاد حسن ظن با اولیائی بایدت
وقف مهر آل و اصحابش دلت کن اشرفا — گر بسر ظل لوای مصطفائی بایدت

دل نیست که مرآة رخ دلبر ما نیست — جان نیست که جای آید در آن جلوه نمانیست
اندر طلب کعبهٔ وصل تو نگارا — جان من دلخسته کم از قبله نمانیست
نزدیک ترا ای جان من از حبل وریدی — افسوس که کس محرم این [illegible] نیست
صد محنت و صد آفت و صد گونه بلا ها — در راه غمت بر من بیچاره جدا نیست
آن زلف همایون اسیرم سایه فگن شد — هرگز بدل من هوس ظل هما نیست
یاری طلب اشرف که باند بتو جاوید — حاشا که کسی را بجهان مهر و وفا نیست

ذکر تو شب و روز مرا ورد زبان است — وز بهر تماشای تو چشمم نگران است
ترسم که جهان غرق بیکبار نگردد — کز هر مژه ام چشمهٔ خوناب روان است
قاتل چه درنگ است پی کشتن اشرف — موجود بدست تو کنون تیر و کمان است

دلم پیوسته در شوق جمالش ذکر هو دارد — بلوح خویشتن هر دم خیالش ورد دارد
بگلزار جهان اشرف بسی گردیده ام لاکن — بهار گلشن جانان عجائب رنگ و بو دارد

تا نقاب از رخ آن دلبر رعنا افتاد — عالمی در پی او بهر تماشا افتاد

تا ز غیرت چشم خود بین دوختم در عشق تو | هر طرف حسن ترا پیدا و پنهان یافتم
تا شکستم در غمت تسبیح و زنار خودی | خویشتن را فارغ از گبر و مسلمان یافتم
حاجتی اکنون مرا با افسر و دیهیم نیست | فقر خود را بهتر از تخت سلیمان یافتم
گنج قارون کی قبول همت من اوفتد | من درون سینه و جان گنج عرفان یافتم
من نه تنها در غم عشق تو ارنی گو شدم | همچو موسی عالمی دیدار جویان یافتم
چشمها دیدم ز درد هجر تو زار و نزار | سینه‌ها از آتش عشق تو سوزان یافتم
قمریان تنها نه بر سرو قدت مفتون شدند | بلبلان را بر گل رویت ثنا خوان یافتم
از شهر فنا بیرون ندیدم ذره از حکم تو | هر دو عالم را بزیر طوق فرمان یافتم

شکر لله کاشکارا شد مرا سر نهان | نور الا الله در آمد رفت لا از درمیان
زنگ اثنینیت از قلبم شده یکسر بدر | شاهد وحدت ز خم بنمود در مرآت جان
من حجاب خویشتن بودم کس حجاب من نبود | چون نهان گشتم ز خود دیدم رخ جانان عیان
کیف و کم بی کیف و کم بینم ز چشم بیخودی | کیف و کم باشد کجا اندر جهان بی نشان
چشم پیدا کن که بینی جلوه رخسار یار | چشمه خورشید را خفاش کی بیند عیان
جهد کن تا ره نیابد خطره جز فکر دوست | هر زمان میباش اشرف بر در دل پاسبان

ای ز جمالت منفعل خورشید برج خاوری | وی ز رخت گردد خجل ماه منیر و مشتری

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

بعونہ تعالیٰ

نسخہ معرفت شمامہ

یعنی

مثنوی غریب نامہ

مصنفہ

حضرت شاہ غلام احمد قادری مرید و فرزند رشید حضرت حافظ شیخ محمد امین الجعفر الطیاری القادری النہٹوری

خلیفہ ارشد مرشد مرشدان حضرت سید شاہ بلاقی قادری سہواری ثم المرادآبادی اولاد خاص

حضرت قطب عالم غوث اعظم سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ العزیز

بتصحیح

جناب مولائی و مرشدی مولوی احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

محمودی پریس حیدرآباد میں طبع ہوکر شائع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد در جناب کبریا | زانکه آدم را بخود کرد آشنا
وصفِ او هرگز نگنجد در زبان | او که گفته کن شده کون و مکان
در صفاتِ ذاتِ او حیران شدند | جن و انسان و ملائک هوشمند
بی پدر پیدا کند فرزند را | کی کند این غیرِ ذاتِ کبریا
نامِ پاکِ او علاجِ عاشقان | زنده شد از وی همه خورد و کلان
نامِ او داروی دردِ دردمند | دردمند از نامِ او خوشدل شوند
شکرِ او کی می شود از من ادا | هست از وی آدمِ خاکی بپا

در نعتِ حضرتِ سرورِ کائنات

بعد حمدِ حق بگو نعتِ نبی | زانکه زو شد در دو عالم روشنی

مناجات بدرگاهِ رافع الدرجات

کاملی را دور کن ای هوشیار / تا ببینی نور دل اندر کنار

خویش را گر یک نفس بینی عیان / حق تعالی را ببین در هر زمان

صحبت مردان اگر گزینی بدل / روح در جوش آید و نفست خجل

درد را درمان بود ای مرد کار / هر که را درد نشد درمان چه کار

رشتهٔ خود را اگر بشناختی / غیر ذکر حق ز دل انداختی

ای پسر در دین خود هشیار باش / تا توانی قاتل کفار باش

عاقل آن باشد که خاموشی کند / ماسوی الله را فراموشی کند

مرد عاقل آن بود نزد خدا / کز کثافتها کند خود را جدا

بی تعلق باش ای جان پدر / تا نه بینی در جهان خوف و خطر

خواهش خود ای پسر کن زود گم / گر تو خواهی امر حق شد لکم

نامرادی جو اگر خواهی مراد / نامرادی میرساند بر مراد

یکدم از شکر خدا غافل مشو / بعده افزونی نعمت بجو

مدح و ذم یکسان نماید گر ترا / تو یقین میدان که شد فضل خدا

هر که از مدح کسان مسرور شد / او ز راه پارسایان دور شد

حرص را بگذار نفس را بسوز / بعد شمع شوق را در دل فروز

٣٩٣

ذکرِ عامان نیست جز ذکرِ لسان	ذکرِ خاصان می شود از قلب و جان
مومنان باشند در خوف و رجا	کار او شان نیست جز ذکرِ خدا

در بیان پیر و شیخ

پیر کامل جو اگر خواهی کمال	هر که بی پیرست او را نیست حال
پیشِ درویشِ خدا بی کیش باش	بعد ازان از کیشِ لا بی کیش باش
خدمتِ درویش دایم کن زِ جان	تا که گردی کامیابِ دو جهان
هر که دارد دوست مرد درویش را	مسکن او می شود خلاءِ صفا
ای پسر در مجلس مردان نشین	تا شود حاصل ترا عین الیقین
هر کرا عین الیقین حاصل شود	بی گمان در ذاتِ حق واصل شود
باش دایم در حضورِ اولیا	تا نه بینی خویشتن را در بلا
عارفان گشتند پیش از موت لا	لا یموتون ست زان از مصطفی
عارفان را خوف و خطره نیست چون	هست در قران و لا هم یحزنون
هر که دارد دوستیِ دوستان	او شود مقبول در هر دو جهان

در بیان حذر کردن از هفت چیز

دور باش از هفت چیز ای هوشیار	تا که مانی از عقوبت در حصار

برخلاف شرع کار خود مکن / خویش را تابع به نفس بد مکن
نفس بد را کش تو ای مرد خلیل / گر تو خواهی قرب آن رب جلیل
نفس بد را ای پسر دشمن شمار / تا ترا باشد بسوی حق گذار
نفس رهزن را بکش بهر خدا / تا نیندازد ترا اندر بلا
نفس سرکش را اگر زندان کنی / او نسازد میل دنیای دنی
منفعل کن نفس بد را ای پسر / تا که گردد باطنت شق القمر

در بیان روح پر فتوح

روح تو مرغیست از نور خدا / لیک در دام خودی شد مبتلا
دام خودبینی گسل تو ای جوان / تا پرد مرغ روح تو سوی لامکان
ای برادر در خودی جوئی خدا / مرد را باید ز خود گشتن جدا
از خودی خود اگر گردی خلاص / پس شوی نزدیک مردان خاص
دام هستی را شکستن واجب است / قلب هر دانا بدین راغب است
خویش را از دام هستی کن رها / مرغ روحت تا پرد سوی خدا
از خودی خود اگر بیخود شوی / تا بیابی از خدا خود آگهی
هر کرا از خود خدا آگاه کرد / هستی او را ز او تباه کرد

۳۹۵

[illegible]

گر برانداو ترا همچون ذباب | تو مرو از پیش او در هیچ باب
در خیال او بمان لیل و نهار | تا شوی محرم بسرّ کردگار
صورتش را نقش کن بر لوح دل | رشتهای مهر از غیرش گسل
کار کن ای مرد حق بر حکم پیر | تا شوی از امر حق روشن ضمیر
در دولت نورش اگر گردد منیر | خود ببینی نور حق در نور پیر
هستی خود را بکن بروی نثار | تا نماید جلوهٔ حق آشکار
هر کسی کو بسته امید و امان | هست او کمره ز جمله گمرهان

در بیان فنا کردن خودی

چیست حاصل ای جوان این و آن | تا که گردی دور از حق بهر آن
این و آن را دور کن آزاد شو | همچو مردان زود وصل یار جو
هر چه آید پیش تو غیر از خدا | قطع کن از راه مردی جمله را
آنچه باشد غیر مولی ای پسر | جمله را بگذار گر داری خبر
کار کن بر حکم ختم المرسلین | گر تو خواهی قرب رب العالمین
گفت از زبان خود نبی | پس چرا مشغول غیر حق شوی
هر که میرد در خیال این و آن | کافر مطلق شود او بی گمان

شد ز زنگ آیینهٔ قلبت سیاه — کی نظر آید ترا نور اله

زنگ هستی را برون کن ای پسر — غیر حق را همچو شیر نر بدر

روز و شب اندر خیال یار باش — وز پی وصلش ز خود بیزار باش

چند مستی از شراب خویش دور — هستیت شد موجب فرح و سرور

سالکی را ... — در پی نفس هوا هرگز مرو

در خیال یار خود ... باش — گر تو خواهی وصل از خود دور باش

در بیان مذمت دنیا

ای برادر ... دنیا ای پسر — گر بقا خواهی بکن از وی حذر

نیست عاقل هیچ از دنیا ... — نقش او از دل خود کن برون

هست دنیا رهزن راه خدا — خویش را ای مرد کن از وی جدا

کار دنیا ای پسر جهل است — دور از وی گشت هر کو عاقل است

ای پسر در کار دنیا دل مبند — چشم خود از دیدن دنیا ببند

ظاهرش گرچه نماید خوب تر — لیک دارد در درون نار سقر

اهل دنیا بارکش چون خر شدند — زیر بارش این همه جاهل خوش اند

مبتلا در کار دنیا بسته اند — از خدا ای خود دل شرمنده اند

پس چرا بار کشی همچون خران

قدر دنیا نیست نزد مقبلان

صبر می‌بخشد مرا خویش را / صبر گردد همدم درویش را
گرچه صبر تلخ بنماید بتو / لیک یابی عاقبت رحمت ازو
هر که در راهِ خدا گردد صبور / عاقبت گردد دلِ او پر ز نور

در بیان نصایح متفرق

رتبهٔ خود پیش کس ظاهر مکن / وز عبادت خویش را قاصر مکن
بی ریا در راهِ حق شو ای لبید / باش خود آزاد از گفت و شنید
مرد ره را از ملامت ننگ نیست / چونکه او را جز به نفسش جنگ نیست
گر دلت پر ذوقِ حق کامل بود / غیر حق از قلب تو زائل شود
تا به کی باشی تو در حرص هوا / از رهِ مردی بشو از وی جدا
هر که در حرص و هوا ماند ای پسر / نیست در راهِ خدا او را گذر
ای برادر تهیهٔ خویش یاب / از رهِ حرص و هوا مگر بتاب
نیست شو از آرزوهای جهان / تا که روشن گردد چشمت روان
چشمِ باطن روشنت گردد اگر / که نبینی جز خدا چیزی دگر
گر دلت فارغ شود از ماسوا / حاصلت نبود بجز ذات خدا
زود کن تجرید ای مرد جمیل / پاک کن دل از غیرش ای خلیل

دربیان استقامت

استقامت اے پسر اول گزین	از درخت وصل بعدش میوہ چین
مرد باید در رہ حق مستقیم	تا رسد او بر مراد خود سلیم
استقامت اے پسر آید بکار	استقامت میرساند نزد یار
استقامت ہر کہ را بخشد خدا	بیشک او واصل شود با دلربا
استقامت اولا اے مرد جو	ور روی در راہ حق از خود مگو
استقامت ہر کہ را حاصل نشد	ہیچ با مقصود خود واصل نشد
استقامت میدہد قرب خدا	استقامت میشود خود رہنما
استقامت فتح باب مقصدت	استقامت مینماید رحمتت

دربیان نقص چہار چیز

طالب حق را بباید چہار چیز	بشنو از من تا بگویم اے عزیز
اولا شو از ہوا و حرص دور	باز کن پرہیز از عجب و غرور
از ہوا و حرص روے خود بتاب	ورنہ رسوائی کشی روز حساب
روے خود از حرص بر گر تافتی	نعمتے از قرب منعم یافتی
ہر کہ دارد عیب مغروری بدل	او شود شیطان صفت خوار و خجل

نہیں خالی وجود سے ذرہ
کیوں خودی میں خدا نہیں ملتا

قطعہ

کبھی عین وحدت کو کثرت کرونا
کبھی نقش کثرت مٹاؤں والا

کبھی حق کو آئینہ انکار کرو
قبا وصف حق کی بناؤں والا

سنے حرف وحدت کروں جیسا
خودی میں خدائی کو پاؤں والا

حبابا پیا ودی کو دکھا دوں کبھی
تو قطرہ میں دریا دکھاؤں والا

کبھی عشق معشوق و عاشق ہو
کبھی عبد اور رب کہاؤں والا

احد کو جو ڈھونڈوں تو احمد ملے
عجب بھید ہے کیا بتاؤں والا

یہی سب تمنا ہے روح فدا
کہ عبد محمد کہاؤں والا

ولہ

ہمیں شاد خوش نگر ہے ہو تو
شنید دریا ہے شور انگ تو ہی تو

ہم تو ہی موج تو قطرہ تو ہی حباب تو
ہست بغیر تو خود تو ہی آشنا ہے

ظاہر و باطنی خود تو اول آخری تو
صادق کہا فریب خود تو ہے دریا تو

... تو صورت جانست تا
جو صد کوہ وان ایسی صد ہے تو

بندگی صاحبی مطلق و قیدی
عینیت ہست و غیریت جملہ فدا انشا تو

ولہ

ہر دو عالم میں کیا نہیں ملتا
غیر حق کا پتہ نہیں ملتا

جس کتاب پر مولف کی مہر نہو وہ مسروقہ ہے

اعلان

کتب مصنفہ مؤلف

(۱) مجموعۂ منتخبات احمدیہ موسوم باسم تاریخی گرانمایۂ مثنویات تصوف معہ تذکرات مصنفین اسکے تمام حقوق ذریعۂ رجسٹری محفوظ ہین یہہ مجموعہ دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوا ہی قسم اول چکنا قیمت (سے) قسم دوم کھرا (عا) اور دس جلد یکشت خریدار کو ایک جلد مفت دیجائے گی ۔

(۲) عوامل احمدیہ ۔ یہ عربی علم نحو کے متعلق اُردو زبان مین نہایت ہی سلیس اور نہایت جامع مختصر ۲۴ صفحہ کا رسالہ ہے گویا دریا کوزہ مین بلکہ قطرہ مین ہی قیمت فی جلد ۲ ۔

(۳) سنن احمدیہ معروف فتاوی محبوبیہ مشتملہ اعمال صوفیہ عبادات نافلہ مین نہایت ہی جامع فتاوی ہی جو حدیث و فقہا و صوفیہ کرام کے مصنفہ (۳۰) کتابون سے ماخوذ کیا گیا ہی یہ ۱۳۱۶ھ مین ایکبار طبع ہوا تہا کئی سو جلدین ممالک محروسہ کی مساجد کے اماموں کو ہدایات کیلئے حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی تقسیم کیگئی تھین ہاتون ہاتھ فروخت ہو گیا تھا ۔ اب دوبارہ نہایت اہتمام کے ساتھ زیر طبع ہی قیمت قسم اول (عا) قسم دوم (۸)

(۴) مجموعۂ وظایف احمدیہ ۔ تقریباً ۲۰ ورد و وظایف مشروط الاجازت مثل دلائل الخیرات و دلائل القادریہ و اوراد و چہارات ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم و دعا کشفی و تہلیلات القرآن وغیرہ کا مجموعہ ہی اسکی ایک ہزار جلد مولوی دلاور حسین صاحب احمدی امین کروڑگیری سرکار عالی نے طبع کراکے نادار مریدین سلسلہ کے لئے وقف کر دئے ہین ۔ قیمت (عا)

(۵) معارف احمدیہ مشتملہ سلوک صوفیہ ابہی غیر مطبوع ہے ۔

ان کتابون کے ملنے کا پتہ

محمد وزیر علی قادری نقشبندی احمدی حیدرآباد دکن بیرون دبیر پورہ متصل مرکی نالہ مکان ۲۳۲۸